کلامِ دبیرؔ جلد۔۴

مثنویاتِ دبیرؔ

تحقیق تدوین وترتیب

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

مثنوی

معراج نامہ کا ادبی معیار

مثنوی معراج نامہ جس کا قدیم نام ممتاز نامہ بھی ہے، مرزا دبیر کی دوسری طولانی مثنوی ہے۔ جناب سبط محمد نقوی صاحب مجلّہ آج کل نئی دہلی جنوری 1977ء میں ''میر ضمیر اور مرزا دبیر کے دو معراج نامے'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔ اگرچہ مرزا دبیر مرحوم نے ممتاز نامہ کے وقتِ تصنیف کو تعین کے ساتھ نہیں بتایا ہے پھر بھی یہ تو معلوم ہی ہے کہ ممتاز نامہ عہد نصیر الدین حیدر شاہ (37-1827ء) میں ان کی ملکہ ممتاز الدہر کی فرمائش پر لکھی گئی اور ممتاز الدہر کی رعایت سے ان کے نام سے منسوب ہو کے ممتاز نامہ نام پایا۔ مرزا دبیر وجہ تصنیف میں نظم کرتے ہیں۔

بفرمودۂ بیگم خوش خصال کہا تو نے معراجِ مولاؑ کا حال

ہے ملکہ زمانیہ ممتازِ دہر یہ نامِ مبارک ہے مشہور شہر

یہی ہے زمانے میں اس کا خطاب اِسی نام سے چُن لے نامِ کتاب

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی اپنے مضمون ''کاروانِ حیات'' مولا علی نمبر کے صفحہ (33) پر لکھتے ہیں۔ اس مثنوی کا نام ممتاز نامہ اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ یہ مثنوی مرزا صاحب نے نصیر الدین حیدر کی چہیتی بیگم ملکہ زمانیہ کی فرمائش پر کہی ہے۔ ملکہ زمانیہ کا ابتدائی خطاب ممتاز الدہر تھا اور بعد میں انھیں زمانیہ کا خطاب عطا ہوا۔

ہے ممتاز دہر اس کا نامِ شریف لطیفہ بتاؤں میں تجھ کو لطیف

ہے یہ نظم فرمائش اس کی تمام   سو "ممتاز نامہ" ہے خوب اس کا نام

جناب سبط محمد نقوی صاحب مزید لکھتے ہیں۔ معراجِ نبویؐ کے حال میں مرزا دبیرؔ کی مثنوی ممتاز نامہ سے عہد حاضر کو روشناس کرانے کا سہرا ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی مرحوم کے سر ہے۔ اس مثنوی کا مخطوطہ مرحوم نے ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ کے مکتبے میں دیکھا اور ایک بسیط تعارفی مضمون کاروانِ حیات بمبئی کے مولا علیؑ نمبر میں لکھ کر اس کی نشاندہی کی۔ جہاں تک مثنوی کے مخطوطہ اور اس کے عنوان ممتاز نامہ کا تعلق ہے اس کی روشناسی کا سہرا فاروقی صاحب کے ہی سر ہے لیکن یہاں یہ بات بھی خارج از محل نہیں کہ یہی مثنوی "معراج نامہ" کے نام سے 1877ء میں دفتر ماتم کی پندرہویں جلد میں لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس میں کل (684) اشعار ہیں جبکہ ممتاز نامہ میں کل (773) اشعار بتائے گئے ہیں۔ ڈاکٹر زمان آزردہ اپنی شاہکار تصنیف مرزا سلامت علی دبیرؔ کے صفحہ (193) پر لکھتے ہیں "دراصل یہی مثنوی معراج نامہ کے نام سے دفتر ماتم کی جلد (15) میں شائع ہوئی ہے۔ البتہ اشعار کی تعداد میں فرق ہے جو مخطوطہ ذاکر حسین فاروقی مرحوم کو ملا تھا۔ اس میں (88) اٹھاسی شعر زیادہ ہیں جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ مثنوی چونکہ مرزا دبیرؔ اور ملکہ زمانیہ جس کا ابتدائی خطاب ممتاز الدہر تھا، دونوں کے انتقال کے بعد شائع ہوئی۔ اس لئے اُس وقت وہ اشعار جو ممتاز الدہر کی تعریف میں اس میں شامل تھے نکال دیئے گئے۔ اگر ذاکر حسین فاروقی کی نظر سے یہ مثنوی مطبوعہ صورت میں گزری ہوتی تو اس کا ذکر ضرور کرتے۔"

راقم کو تلاش کرنے کے باوجود مخطوطہ دستیاب نہ ہو سکا اس لئے ہم نے جو چند اشعار ممتاز نامہ میں تھے اور معراج نامہ میں نہیں ہیں ان کو یہاں جمع کر دیا ہے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ بعض ذیل کے اشعار معراج نامہ میں ہوں گے۔

بفرمودۂ بیگم نام دار   کہ جس سے زمین و فلک کا وقار
دیا اس نے حکمِ اطاعت شیم   کہ معراج کا حال کر تو رقم
اک ادنیٰ دعا گو ہے اس کا دبیرؔ   نحیف و غریب و ذلیل و حقیر
بجا لایا فی الفور ارشادِ خاص   اطاعت ہے سب نوکروں کا خواص
تامل میں کرتا تو یہ کیا مجال   کہ معراجِ ختمِ رسلؐ کا تھا حال

ثواب اس کی تصنیف میں بے حساب   اُسے بھی ثواب اور مجھے بھی ثواب

لکھوں پہلے وصفِ جہاں آفریں   ہے جس کا لقب ارحم الراحمین

پلا دے شراب ترقی اثر   کہ بے زینہ چڑھ جاؤں میں عرش پر

اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ معراج نامہ یا ممتاز نامہ احسن القصص سے پہلے کی تصنیف ہے۔ یہ مثنوی (1827) سے (1837) کے دور کی تصنیف ہے جب دبیرؔ کی عمر پچیس (25) اور پینتیس (35) سال کے درمیان تھی جبکہ احسن القصص دبیرؔ کے صاحبِ اولاد ہونے کے بعد لکھی گئی جب کم از کم ان کی عمر اکاون باون سال سے اوپر تھی۔ اس طولانی اختلاف تاریخ سے یہ بات بھی مسلّم ہے کہ احسن القصص اور معراج نامہ دو علٰحدہ مثنویاں ہیں۔ نادراتِ دبیرؔ کے مولف ڈاکٹر سید صفدر حسین نے معراج نامہ کو احسن القصص کا جزو سمجھ کر لکھا۔ "دفتر ماتم کی جن چودہ جلدوں کا تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں اس سلسلے کی پندرہویں جلد ایک مثنوی احسن القصص پر مشتمل تھی جس میں چار ہزار سے زائد اشعار تھے۔ اور اس ضمن میں معراج نامہ بھی آگیا ہے۔ جناب کاظم علی خاں صاحب نے تلاش دبیرؔ میں صحیح لکھا ہے کہ فاضل پاکستانی محقق ڈاکٹر سید صفدر حسین کا یہ بیان تصحیح کا طالب ہے۔ دفتر ماتم کی پندرہویں جلد اوّل تو لائق محقق کے ارشاد کے برخلاف ایک کے بجائے دو مثنویوں پر مشتمل ہے اور وہ دوسری مثنوی دراصل معراج نامہ ہے جو مثنوی احسن القصص کے ضمن میں آنے کے بجائے ایک علاحدہ مثنوی کی حیثیت رکھتی ہے۔

راقم کی نظر میں اس سہو کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ خود ثابتؔ لکھنوی کی حیات دبیرؔ ہے جو دبیریات کے پیرویان کے لئے مصحف سے کم نہیں جس میں ثابتؔ لکھنوی مرحوم نے بھی دو مثنویات کا ذکر نہیں کیا بلکہ کچھ ایسا گول مول جملہ لکھ دیا کہ ہر پڑھنے والا اس سے کچھ مطلب نکال سکے۔ ثابتؔ مرحوم حیات دبیرؔ جلد اوّل کے صفحہ 277 پر لکھتے ہیں "دفتر ماتم کی پندرہویں جلد میں مثنوی ہے جس کا نام احسن القصص ہے اس میں چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات ولادت فضائل و معجزات کو نظم کیا ہے۔ معراج نامہ بھی اس میں ہے۔"

دوسری وجہ اس سہو کی خود دفتر ماتم کی پندرہویں جلدوں کے سر ورق ہیں۔ دبدبہ احمدی پریس کے سرورق پر لکھا ہے "جلد پانزدہم دفتر ماتم کتاب المعاجز مسمّی بہ احسن القصص مع معراج نامہ

حضرت رسولؐ" جبکہ مطبع جعفری لکھنؤ کے سر ورق پر صرف "مثنوی مسمّی بہ احسن القصص لکھا ہے۔ مثنوی احسن القصص "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع ہوکر "تمام شد" پر ختم ہوتی ہے جب کہ معراج نامہ بغیر بسم اللہ کے شروع ہوکر "ختم شد" پر تمام ہوتا ہے۔لیکن احسن القصص کے اختتام پر تمام شد اورمعراج نامہ کے اختتام پر ختم شدمزید اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دو علاحدہ مثنویاں ہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ معراج نامہ میں (684) چھ سو چوراسی اشعار ہیں جبکہ ممتاز نامہ میں (772) شعر بتائے گئے ہیں۔ اسے محققوں اور ادیبوں کی ستم ظریفی نہیں تو کیا کہیے کہ معراج نامہ جو تقریباً سات سو اشعار پر مشتمل ایک خوبصورت مثنوی ہے اُس کے شعری محاسن، نادر مضامین اور قادر الکلامی کے بارے میں ایک آدھ جملہ ہمیں کہیں نظر آتا ہے لیکن اغلب مقامات پر اس کے چار پانچ شعر جو کبھی ممتاز نامہ کے جز و رہے ان کو بطور سند پیش کیا جاتا ہے کہ دبیرؔ روٗسا امراء اور سلاطین کی مدح کرتے تھے۔شبیر احمد صدیقی صاحب مرزا دبیرؔ کی مرثیہ نگاری کے ذیل میں صفحہ 89 پر لکھتے ہیں۔ "دبیرؔ نے اپنی پہلی درباری مجلس غازی الدین حیدر کے یہاں پڑھی تھی اور اس مجلس کا آغاز انھوں نے بادشاہ کی مدح سے کیا تھا اور دفتر ماتم کی پہلی جلد کے پہلے مرثیہ میں امجد علی شاہ کی مدح بھی شامل ہے۔اس سلسلے میں مرزا دبیرؔ کی ایک مثنوی "معراج نامہ" اور ایک نثری تصنیف "ابواب المصائب" کا ذکر بھی مناسب حال ہے۔ اس مثنوی میں ملکہ زمانی کی مدح ملاحظہ ہو۔

اک ادنیٰ دعا گو ہے اس کا دبیرؔ — نحیف و غریب و ذلیل و حقیر

بجا لایا فی الفور ارشاد خاص — اطاعت ہے سب نوکروں کا خواص

اس مثنوی پر تبصرہ کرتے ہوئے کاظم علی خاں اپنے مضمون (میر ضمیرؔ اور مرزا دبیرؔ کے دو معراج نامے) میں لکھتے ہیں۔

مرزا دبیرؔ کے لیے شہرت ہے کہ وہ مدحِ امرا و اغنیا سے محفوظ رہے۔اس مثنوی کی دریافت نے اس رجحان کو گزند پہنچائی ہے۔"

اوّلاً یہ مضمون جناب کاظم علی خاں صاحب کا نہیں بلکہ جناب سبط محمد نقوی صاحب کا ہے جو آج کل دہلی 1977ء میں شائع ہوا۔ ہمیں فاروقی صاحب کی صفائی اور نقوی صاحب کا استدلال دونوں قابل قبول ہیں۔ فاروقی صاحب نے لکھا۔ دبیرؔ کے سوانح نگاروں نے بالاتفاق یہ لکھا ہے کہ انھوں

نے کبھی محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسرے کی تعریف نہیں کی لیکن اس مثنوی میں انھیں کے قلم سے نصیر الدین حیدر کی ثنا و صفت موجود ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس بادشاہ نے عزاداری کو جو مرزا صاحب کو جان سے زیادہ عزیز تھی فروغ دیا اور شاید یہ وجہ ہو کہ ابھی تک مرزا صاحب ایک مرثیہ گو کی حیثیت سے نہیں ابھرے تھے اور اپنی منزل کی تلاش میں تھے۔ چناں چہ جس وقت سے انھوں نے باقاعدہ مرثیہ گو کی حیثیت اختیار کرلی اس وقت سے عام انسانوں کی مدح ترک کردی۔ جناب نقوی صاحب نے معروف مرثیہ ''طغرا نویس کن فیکون ذوالجلال ہے'' اور دوسرے شواہد کا ذکر کرکے بتایا ہے کہ مرزا صاحب نے عام انسانوں کی مدح کی ہے۔ پھر لکھتے ہیں: لیکن بات دراصل یہی ہے کہ ضمیرؔ ہوں یا دبیرؔ و انیسؔ یہ بادشاہ کے سیرت نگار یا سلطنت کے مورخ نہ تھے۔ مرثیہ گو تھے۔ امام حسینؑ پر رونے اور رُلانے کو سرمایۂ دنیا و آخرت سمجھتے تھے۔ غمِ حسینؑ سے جو جس قدر متاثر ہوتا ان حضرات کو اتنا ہی محبوب ہوتا اور اسی اعتبار سے لائقِ مدح و ستائش.....

ہم نے اوپر ذکر کیا کہ ثابتؔ لکھنوی کی ''حیاتِ دبیرؔ دبیریات کے طالب علموں کے لئے مصحف کا مقام رکھتی ہے۔ چناں چہ جب ثابتؔ لکھنوی نے اس مثنوی کی نسبت یہ لکھ دیا کہ ''مرزا صاحب نے بہت روا روی میں کہی ہے اور بندش و زبان سے ابتدائی مشق کی تصنیف پائی جاتی ہے کہ جو شان ان کے اعلیٰ درجہ کے مرثیوں میں ہے وہ اس مثنوی میں نظر نہیں آتی۔'' تو اغلب افراد نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور شاید ڈیڑھ صدی کے بعد راقم کی یہ تحریر اس کے تمام تر ممکنا جزئیات پر روشنی ڈال رہی ہے۔

ہماری نظر میں قدیم محققین کا ایک بڑا مسئلہ دوٹوک رائے کا اظہار اور ع: مستند ہے میرا فرمایا ہوا کا احساس ہے۔ سرسری مطالعہ اور روا روی میں تبصرہ بعض اوقات بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں بڑے منہ کی چھوٹی بات بھی بڑی ہوتی ہے۔ چناں چہ ثابتؔ لکھنوی کی عبارت کو کون غلط ثابت کرے۔ ہم تو صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ثابتؔ مرحوم اگر دقیق مطالعہ کرتے تو یہ عبارت نہ لکھتے انھوں نے مثنویاتِ دبیرؔ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہاں مختلف واقعات مکالمات اور منظر نگاری کے عمدہ نمونے ایسے نظر آتے ہیں کہ ہر مصرعہ دبیرؔ کی قادر الکلامی کا کلمہ پڑھتا ہے۔ معراج نامہ کی ابتداء میں حمدیہ مضامین نظم کئے گئے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ کریں کہ اس کلام کو ناپختہ کہنا کس قدر ناپختگی ہے۔

زہے صنعتِ ربِّ لوح و قلم ۔۔۔ کیے بے ورق جس نے چہرے رقم
طلسماتِ قدرت ہویدا کیے ۔۔۔ کہا کُن تو کونین پیدا کیے
زہے قدرتِ کردگارِ جلیل ۔۔۔ کیا آگ کو باغ بہرِ خلیل
بہ دل اُس کی طاعت میں سب ہیں رجوع ۔۔۔ قدِ ماہ نو تک ہے صرفِ رکوع
اُسی جانمازِ فلک پر مدام ۔۔۔ کیا سجدہ خورشید نے صبح و شام
ہوئی بدر کو یہ عبادت کی چاہ ۔۔۔ کہ خود بن گیا صورتِ سجدہ گاہ
ستاروں کے دانوں کا سبحہ بنا ۔۔۔ فلک بھی ہے تسبیح خواں دائما
نہ چوب و طناب و نہ میخ وستوں ۔۔۔ کھڑا حکمِ حق پر ہے گردونِ دوں
چلے اُس پہ برق و ہوا کس قدر ۔۔۔ نہ جلنے کا ڈر اور نہ گرنے کا ڈر

یہاں اشعار کا تجزیہ ہمارا مقصد نہیں لیکن ہر ایک شعر خود تشریح اور تعذیر کا طالب ہے۔ پہلا شعر نادر مضمون کے ساتھ ساتھ صناعی پروردگار کو صنعتوں میں پیش کر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مضمون آبِ ذلال بن کر طلائی کٹوروں کے لفظوں میں پیش کر رہا ہے۔ لوح، قلم، ورق، رقم سب کچھ صنعت مراعات النظیر کے زمرے میں آتے ہیں۔ چہرے رقم کرنا بالکل نیا خیال ہے یعنی ہستی کے ہر فرد کا چہرہ خود کھلی کتاب ہے اور اس کے ساتھ کاتب لوح و قلم نے اس کی تقدیر بھی لکھ دی ہے۔ دبیرؔ کے مصرعوں میں اگرچہ عربی فارسی کے سخت اور ادق الفاظ ہوتے ہیں لیکن وہ لفظوں کی نشست اور چست بندشوں سے اس میں غنائیت کو بھر دیتے ہیں۔ ذیل کے شعر کے مصرعہ دوم میں ''ک'' کی آواز کی تکرار اور گونج صاف سنائی دے رہے ہیں۔ تمام بھاری الفاظ عربی کے ہیں اور تمام ربطی جن کی تعداد کم ہے اردو کے ہیں۔

طلسماتِ قدرت ہویدا کیے ۔۔۔ کہا کُن تو کونین پیدا کیے

تیسرے شعر کا پہلا مصرع صنعت ذوالکسانین میں ہے یعنی ع: زہے قدرتِ کردگارِ جلیل کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ اگرچہ لفظ جلیل دوسرے مصرعہ کے قافیہ خلیل کی نسبت آیا ہے لیکن پہلے مصرعہ میں قدرت کا لفظ لانا قادر الکلامی ہے اور یہی بڑے شاعر کی نشانی ہے۔ آبِ حیات میں محمد حسین آزاد لکھتے ہیں ایک دن میں نے میر انیسؔ کے سامنے استاد ذوقؔ کا ایک شعر

پڑھا، میر صاحب نے اُسے دوبارہ پڑھوایا اور دوسری بار میں نے صحیح طور پر پڑھا تب میر انیسؔ نے فرمایا۔ بڑے شاعر کے شعر کو اُسی طرح سے پڑھیں جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ اِسی بات کو مرحوم احتشام حسین نے کہا کہ بڑا شاعر جب تک لفظوں کے تمام کنویں جھانک نہیں لیتا اُس وقت تک لفظ انتخاب نہیں کرتا۔ ع: کیا آگ کو باغ بہر خلیلؑ خود ایک عظیم واقعہ کی نشان دہی کرنے کے ساتھ ساتھ خدا کا کرم اپنے دوستوں اور چاہنے والوں پر خلیل کے لفظ سے آشکار ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین لکھتے ہیں کہ مثنوی میں دبیرؔ کا تخیلی اسلوب، استعارے، مبالغہ وغیرہ مفقود ہے۔

ہم نے جو چند حمدیہ اشعار لکھے ہیں ان میں

ع: قد ماہِ نو تک ہے صرفِ رکوع

ع: اُسی جانماز فلک پر مدام

ع: ستاروں کے دانوں کا سبحہ بنا

وغیرہ میں ماہ نو کو حالت رکوع میں بتانا، فلک کو جانماز کہنا، ستاروں کے خوشوں کو تسبیح کے دانے کہنا استعارے نہیں تو اور کیا ہے اور ان مصرعوں میں تخیل کوئی نہیں دیکھ سکے تو پھر وہ تعقل کیا ہے۔ یہی صنائع مبالغہ اور باریک مضامین تراشی اُسلوب دبیرؔ نہیں تو کس عظیم فن کار کا طریقہ کار ہے؟

ہوئی بدر کو یہ عبادت کی چاہ　　　کہ خود بن گیا صورتِ سجدہ گاہ

سجدہ گاہ سے مراد یہاں "مہرِ نماز" یا خاکِ شفا کی ٹکیا ہے جس پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ بدر کی تشبیہہ سجدہ گاہ سے، وہ بھی عبادت کے ذیل میں پختگی نہیں، کمالِ فن نہیں، استادی ہنر نہیں تو اور کیا ہوسکتی ہے۔

قدما نے فلک کو خیمۂ بے ستون کہا ہے:

نہ چوب و طناب و نہ میخ و ستوں
کھڑا حکمِ حق پر ہے گردونِ دوں

اس شعر کا لطف یہ ہے کہ یہاں پورے شعر میں خیمہ، سائبان، گنبد کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ گردوں بھی دوں کی آواز میں مل کر گردِ فکر ہوگیا۔ پہلے مصرعہ میں تمام وہ لوازمات ہیں جو خیمہ کے کھڑے ہونے میں استعمال ہوتے ہیں۔ پہلا مصرعہ صنعت ذوللسانین بھی ہے کہ اس کو اردو اور فارسی

میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب مصرعہ دوم نے اس مصرعۂ اول کو آسان بنادیا۔ تمام زور حمد کے کا ''حکمِ حق'' کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ صنعت مراعات النظیر ،صنعت تنسیق الصفات، صنعتِ شبہ اشتقاق ،صنعت تکرار اور صنعت دلیل عقلی کے علاوہ بھی دوسری صنعتیں اس ایک شعر میں موجود ہیں۔

چلے اُس پہ برق و ہوا کس قدر
نہ جلنے کا ڈر اور نہ گرنے کا ڈر

فلک پر برق و ہوا سے جلنے اور گرنے کا ڈر نہیں۔ سادے لفظوں میں کس قدر عمدہ مضمون جسے ہم ہر روز دیکھتے ہیں لیکن صرف صاحب تخیل سوچتا ہے۔ صنعت لف ونشر مرتب کی عمدہ مثال بھی اس شعر میں ہے۔ برق سے جلنے اور ہوا سے گرنے کا ڈر نہیں۔ صنعت مراعات النظیر میں برق، ہوا، جلنے، گرنے کے الفاظ کے علاوہ صنعت تکرار وغیرہ بھی موجود ہیں۔ غرض ان چند شعروں سے یہ بات واضح طور پر روشن ہے کہ تمام مثنوی محاسن کلام سے لبریز ہے، نادر مضامین نے اس عظیم واقعہ کو واقعات کے حدود میں رکھتے ہوئے معجز بیانی کی سند عطا کی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ معراج نامہ پر میر ضمیرؔ کی مثنوی ''ریحان معراج'' کی گہری چھاپ ہے۔ میر ضمیرؔ کا اثر صرف دبیرؔ ہی پر نہیں بلکہ میر انیسؔ پر بھی ہے اسی لئے عاشق میر انیسؔ پروفیسر ادیبؔ نے بہت سچ کہا ہے کہ اگر ضمیرؔ نہ ہوتے تو دبیرؔ کا وجود ہوتا نہ انیسؔ کا۔'' قصہ گوئی کا ہنر دراصل چھوٹے چھوٹے قصوں اور واقعوں کو مفصل بیان کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ صرف واقعات کو سطحی طور پر ذکر کرکے گزر جانے سے مثنوی میں وہ رنگینی اور حلاوت پیدا نہیں ہوتی جو قاری کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ پوری مثنوی کی سیر کرے۔ فردوسیؔ کے شہنامہ کی خصوصیت اور اس کی چاشنی کی لذت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اُس نے اپنی تخیلی فکر سے بات بات میں ہر چھوٹی بات کو بڑی بات بنائی ہے۔ معراج نامہ میں اس قسم کے چھوٹے واقعات درجنوں ہیں۔ فلک پر ایک فرشتہ صاحب الخطب ہے، اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

نبیؐ سے احادیث میں ہے لکھا   کہ جس دم میں پہلے فلک پر گیا
نظر آیا واں ایک مَلک باوقار   فرشتے مطیع اُس کے ستر ہزار
وہ تھا صاحب الخطب اہل ادب   سنو صاحب الخطف کی شرح اب

شیاطین جاتے ہیں جب چرخ تک — کہ معلوم ہو حالِ اہل فلک
اس ابلیس کو وہ ملک تب شتاب — لگاتا ہے گردوں سے تیر شہاب
شیاطین کا واں گزر ہوئے کب — وہ تیر شہابی سے جلتے ہیں سب

ملاحظہ ہو کہ اس واقعہ میں تیر شہابی بالکل راکٹ اور میزائل کی طرح اسلحہ کے طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔ ایسے واقعوں کو نظم کرنے سے قاری کے ذوق اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ پروفیسر اکبر حیدری باقیات دبیرؔ میں صفحہ (72) پر لکھتے ہیں۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب دفتر ماتم کی پانزدہم جلد ''مثنوی احسن القصص'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شاعر نے اس میں ایسے ایسے مضامین لطیفہ وقصص عجیبہ وغریبہ کو نظم فرمایا ہے کہ جس کے پڑھنے کا کمال درجہ فرح وسرور حاصل ہوتا ہے۔ ہماری نظر میں معراج نامہ میں رسول اکرمؐ کی سواری براق کی جو تفصیل اور جو منظر نگاری، واقعہ نگاری دبیرؔ نے کی ہے اُس کی مثال اُردو شاعری میں محال ہے۔ نئے نئے مضمون ،صنعتوں کی دلکشی اور سلیس لفظوں براق پر سنیے اور سر دھنئے۔

براقِ رسولؐ خدا رشکِ برق — سراپا جواہر کے دریا میں غرق
چھلاوہ کہوں یا کہ چھلبل اُسے — کہ اک جا پہ دم بھر نہ تھی کل اُسے
دھرا زین اُس پر عجب شان کا — کہ نقشہ تھا رحل اور قرآن کا
شرف میں ہے مصحف رسولؐ غیور — سو ہے رحل قرآں کی خاطر ضرور
دو چشمِ براق رسالتؐ مآب — اِدھر آفتاب اور اُدھر آفتاب
دو پر اس کے مثلِ پرِ جبرئیل — نہایت حسین اور نہایت جمیل
رکاب سفید از درشاہوار — مہارِ طلائی ہزاراں ہزار
زبرجد کے دو پر جواہر سے پُر — مکلل مزیّن با یاقوتِ زرد
زبرجد کے کان اور موتی کے پاؤں — برابر ضیا کے سبب دھوپ چھاؤں
میں سینہ کو نیساں کہوں فی المثل — ٹپکتے تھے موتی عرق کے بدل
رکاب براقِ فضیلت پناہ — بعینہٖ تھے دو دیدۂ مہر و ماہ
وہ تھی آنکھ کھولے بعیش و سرور — ادھر ایک حور اور اُدھر ایک حور

رکھیں اپنی آنکھوں میں ان کے قدم   کہ اسوار جب ہوں رسولؐ اِمم
تصدّق تھے میکال بالائے زین   لگام اس کی تھامے تھے روح الامین
لئے ہاتھ پر جاہائے جناں   سرافیل اس کے جلو میں رواں

سوال یہ ہے کہ اگر ایسے اشعار کتابوں کے قبرستان میں ہمیشہ کے لئے دفن کردئے جائیں تو اس میں دبیرؔ کا نقصان زیادہ ہے یا اُردو شاعری کا۔ اس کا جواب ہر ذی شعور پرستار اردو کے پاس ہے۔

دبیرؔ نئے مضامین کے موجد اور لفظوں کے شہنشاہ ہیں۔معراج نامہ میں جیسے ہی آسمان چہارم کی سیر کا ذکر آتا ہے وہ رطب اللسان ہوجاتے ہیں۔صنعت سازی اور اچھوتے مضامین اور باریک خیالی کی بارش چاروں طرف ہر مصرعہ میں چار کی تکرار سے ہونے لگتی ہے۔

کہ چرخِ چہارم ہوا اب عیاں   کدھر کو ہے ساقیِ عیسیٰ مکاں
کہ ہو ربع مسکوں سے رتبہ بلند   مئے چار سالہ پلا ہوش مند
کہ ہو چار عنصر کو قوت زیاد   پلا چار ساغر مجھے شاد شاد
کہ جیسے خدا کی کتابیں ہیں چار   ہوں اس طرح چاروں فلک آشکار
کہ چاروں طرف مردے ہوں زندہ دم   پلا وہ شراب مسیحا شیم
سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا   یہی چار جانب تھی پھر تو ندا

اوپر کے اشعار میں مئے چار سالہ، ربع مسکوں، چار ساغر، چار عنصر، چاروں فلک، چار کتابیں، چار طرف، چار جانب اور چرخِ چہارم کے مضامین کو سلسلہ وار ساقی نامہ کی صورت میں پیش کرنا اگر قادرالکلامی نہیں تو پھر اس کا نام کیا ہوسکتا ہے۔ایسے کلام کو ناپختہ، روا روی، اور تخیلی اسلوب سے مفقود لکھنا کتنا ضعیف اظہارِ خیال ہے۔اسی مثنوی میں ایک اور موقع پر ساقی نامہ کی جھلک دیکھئے اس کی رنگینی کچھ اور ہے۔

شرابِ طہورا کا دے بھر کے جام   گنہ کی نجاست سے ہوں تلخ کام
کہ بے زینہ چڑھ جاؤں میں عرش پر   پیوں وہ شراب طرفے اثر
ہو خورشید کے جام میں آفتاب   تو ظرفِ گلی میں نہ لانا شراب

پلادے مئے عقل کا بھر کے جام　　　کہ میں عقلِ اوّل کا پاؤں مقام
اب اس مئے کا بس شوق ہے سربسر　　　کہ آغاز و انجام کی دے خبر

اسی مثنوی میں بارہ اماموں کے سلسلہ کو جس خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے اس کا حظ صرف اشعار پڑھ کر ہی لیا جاسکتا ہے۔ ان اشعار میں دبیرؔ نے عدد اور تعداد سے اچھوتے مضامین تراشے ہیں۔ مثلاً پنجتن سے پنج گانہ، چہارم سے چار عنصر، ششم سے شش جہت، ہفتم سے ہفت آسمان، ہشتم سے آٹھ جنتیں، بارہ سے بارہ برج اور چودہ سے چودہ طبق وغیرہ۔

وہ مردِ خدا وارثِ مرد و زن　　　وہ ہے بُت شکن وہ ہے خیبر شکن
وہی زوجِ زہراؑ وہی بوالحسنؑ　　　وہی شاہِ دنیا امامِ زمن
ہوئے نسل میں اُس کے گیارہ امامؑ　　　امامت کا مہدیؑ پہ ہے اختتام
نبیؐ و علیؑ و حسینؑ و حسنؑ　　　مع حضرتِ فاطمہؑ پنجتن
اطاعت ہے یوں پنجتن کی جواز　　　کہ جس طرح سے پنجگانہ نماز
حسنؑ بعدِ حیدرؑ امامِ ہدا　　　وصی ہے حسنؑ پھر شہِ کربلا
امامِ چہارم ہے زین العباؑ　　　گواہ اس پہ ہیں چار عنصر سدا
ملائک خدم باقرؑ نیک نام　　　شگافندۂ علم پنجم امامؑ
امامِ ششم جعفرؑ پیشوا　　　کہ جو شش جہت کا ہے فرماں روا
ہیں موسیٰ کاظمؑ وہ ہفتم امامؑ　　　کہ ساتوں فلک جن کے ادنیٰ غلام
امامؑ رضا سیّد ہشتمیں　　　ہیں آٹھوں بہشت ان کے زیرِ نگیں
امام نہم ہیں محمدؐ تقیؑ　　　محب ان کے مومن عدو ہیں شقی
علیِ نقیؑ ہیں امامِ دہم　　　محبّ و نثار اُن پہ ہم اور تم
نقیؑ کے خلف عسکریؑ نیک نام　　　پدر کی طرح سے ہیں کل کے امام
ہے اب جن کے قبضے میں سب انتظام　　　وہ مہدیؑ دیں بارہویں ہیں امام
علیؑ سے ہے ایک نور مہدیؑ تلک　　　گواہ اُس پہ بارہ بروجِ فلک
زمین و فلک کے ہیں چودہ طبق　　　تو چودہ ہیں معصومؑ بھی نورِ حق

امامت پہ یوں ان کے شاہد ہیں سب　　کہ بے دیکھے جیسے کہا رب کو رب

عمدہ مثنوی نگار کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ وہ سلسلہ وار مضامین کو جو یک رنگ ہوتے ہیں، کئی رنگوں میں پیش کرتا ہے۔ بقول انیسؔ:

ع:　　اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

اِس طرح کے عمل سے قاری کا ذہن ایک ہی رنگ کی شعاعوں کے بکھرنے سے قوسِ قزح کا مشاہدہ کرتا ہے۔ چناں چہ اس سے مضمون میں تشنگی نہیں بلکہ سیرابی ملتی ہے۔ دبیرؔ جیسے عظیم شعرا مضمون کی تمہید میں ایک کلیدی لفظ سے پورے طلسم ہوش ربا کو کھول دیتے ہیں جیسے اس مثنوی میں مناجات کے آغاز میں وسیلہ کو محور بنانے سے پہلے دبیرؔ حزیں کہہ کر حزن اور بین کا دفتر کھول دیتے ہیں:

مناجات کر اب دبیرؔ حزیں　　سوئے قبلہ ربِ دنیا و دیں
الٰہی بہ پیشانیِ مصطفیؐ　　شکستہ ہوئی جو بہ سنگِ جفا
بہ عمامۂ سرخ شیرِ خدا　　کہ جو خون سے سر کے گل گوں ہوا
بحقِ فاطمہؑ اے خدائے مجید　　ہوا بطن میں جس کے محسن شہید
بحقِ قلب صد پارۂ مجتبیٰؑ　　جو زہرِ ہلاہل سے ٹکڑے ہوا
بحقِ لبِ خشک شاہ شہید　　بحقِ اہلِ بیتِ رسولِ مجید
خدایا بحقِ دستِ زین العبادؑ　　کہ جو کربلا میں رسن سے بندھا
رہیں شاد لب شیعیانِ علیؑ　　سر اُن کا ہو اور آستانِ علیؑ
دعا خوب کی اے دبیرؔ آفریں　　کہ آمین کہتے ہیں روح الامیں

سرکارِ ختمی مرتبتؐ کے لباس کے ذیل میں کچھ اشعار یہ ہیں:

سرافیل نے نذر جامہ دیا　　وہ جامہ دیا اور عمامہ دیا
کہ اس جامہ سے خوش پیغمبرؐ ہوئے　　کہ جو اپنے جامہ سے باہر ہوئے
بدن نور کا جامہ بھی نور کا　　تن اس کی ضیا اور وہ تن کی ضیا
دھرا سر پہ عمامہ باصد حشم　　کہ انا فتحنا تھا جس پر رقم

دبیرؔ عربی فقروں اور آیاتِ قرآنی کو تضمین کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں:

پلایا وہ مئے زندگانی پناہ　　کہوں مردے کو قم باذن اللہ

ہوا فتح در سے یہ مژدہ حصول — کہ انا فتحنا لک یا رسولؐ
اسی کے لئے حق نے یا مصطفیؐ — رفعنا مکاناً علیاً کہا
ندائے سرافیل مثلِ نقیب — کہ نصر من اللہ فتح قریب

معراج کے مضامین کے حساس ترین لحظات میں عرش بریں پر ختمی مرتبتؐ کی آمد ہے۔ اس آمد کو دبیرؔ نے بڑے ہی دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔صرف چند شعر بطور مثال یہ ہیں:

مہیا ہو گلشن میں ہر ایک شے — کہ اب آمد آمد محمدؐ کی ہے
کہو ساقیٔ گل بدن کو کہ آئے — شرابِ صفا جامِ گل میں پلائے
کہو لالے سے جلد ساغر بھرے — کہو ابر سے آب پاشی کرے
کوئی خاک روبِ صبا سے کہے — کہ ہاں خار وخس اب نہ باقی رہے
کہو بلبلوں سے کریں چہچہے — روش در روش نہر گلشن بہے
خبر کردو رضواں سے جاکر شتاب — گلستانِ فردوس کا کھول باب
لگے دیکھنے ساکنانِ فلک — تمام انبیاؑ اور حور و ملک
خمیدہ ہوا سدرۃ المنتہا — سر شاخِ طوبیٰ زمیں کو جھکا

یہی نہیں بلکہ جب سرکار دو عالمؐ حضورِ حق میں پہنچے تو وضو کیا پھر نماز پڑھی۔تمام جزئیات وضو اور نماز کو بہت ہی سلیس انداز میں نظم کیا گیا ہے۔ یہ بھی دبیرؔ کی مہارت ہے کہ احکام دین کی عملی حالتوں کو مصرعوں میں موزوں کرنا ان کے قلم کا اشارہ معلوم ہوتا ہے۔بہر حال راقم نے معراج نامہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اور ہم اس نامکمل تحریر کو اس شعر پر تمام کرتے ہیں جس میں کائنات کی وسعتیں لفظوں میں سما دی گئی ہیں۔

تجمل جو عرفانِ باری میں تھا
وہ سب مصطفیٰ کی سواری میں تھا

مثنوی

اسناد سورہ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

مرزا دبیؔر کی تیسری مثنوی جو فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام کے عنوان سے مشہور ہوئی ۔ اس کی دریافت کا سہرا "تلاشِ میر" کے مصنف اور دبیریات کے محقق جناب کاظم علی خاں صاحب کے سر ہے ۔ جناب کاظم علی خاں صاحب تلاشِ دبیؔر میں صفحہ 118 پر مثنویات مرزا دبیؔر پر ایک نظر کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں ۔ "مشہور مرثیہ نگار مرزا سلامت علی دبیؔر متوفی (1291ھ/1875ء) کی مثنویوں کے بارے میں عام طور پر ہمارے ادبی حلقے بے خبر رہے ہیں اور دبیؔر کی مثنویاں خاصے طویل عرصے تک ناقدین کے ہاتھوں عدم توجہ کا شکار رہی ہیں ۔ مولانا امداد امام اثؔر نے دبیؔر کی مثنوی نگاری سے انکار فرمایا ہے ۔ اسے دبیؔر کے ادبی آثار سے مولانا امداد امام کی بے خبری کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ بعض اور صاحبان قلم نے بھی دبیؔر کو مثنوی نگاروں میں شمار نہیں کیا جن میں جلال الدین احمد (تاریخ مثنویات اُردو) عبدالقادر سروری (اُردو مثنوی کا ارتقا) امیر احمد علوی (اُردو مثنویات) اور ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی (لکھنؤ کا دبستان شاعری) وغیرہ کے نام شامل ہیں ۔ ڈاکٹر سید محمد عقیل نے صنف مثنوی پر اپنے ڈی ۔ فل کے تحقیقی مقالے کے تحت مقالے کی تکمیل کے بعد دستیاب ہونے والی مثنویوں کی فہرست میں نمبر شمار (12) کے ذیل میں ہمیں مندرجہ ذیل مختصر سی عبارت ضرور درج

ملتی ہے: دبیرؔ کی مثنویاں (۱) مثنوی احسن القصص، یہ مثنوی دفترِ ماتم کی پندرہویں جلد میں شامل ہے۔ افضل حسین ثابتؔ نے حیات دبیرؔ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مثنوی بحر متقارب میں ہے (۲) معراج نامہ حیات دبیرؔ میں اس مثنوی کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ یہ مثنوی بھی بحر متقارب میں ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی (دبستان دبیرؔ) کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں دبیرؔ کی محض ایک مثنوی احسن القصص کی نشاندہی کی گئی ہے اور دوسری مثنوی معراج نامہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ مگر موصوف نے ممتاز نامہ کے عنوان سے جس مثنوی کو غیر مطبوعہ قرار دیا ہے۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق وہ دراصل کوئی نئی یا غیر مطبوعہ مثنوی ہونے کے بجائے دبیرؔ کی وہی پرانی اور مطبوعہ مثنوی معراج نامہ ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین نے (862) صفحات پر مشتمل اپنے ڈی۔لٹ کے ضخیم تحقیقی مقالے میں مرزا دبیرؔ کی مثنوی نگاری کے تحت محض ڈیڑھ صفحے میں دبیرؔ کی انھیں دو مثنویوں ''احسن القصص'' و معراج نامہ پر اختصار سے روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر سید سلیمان حسین کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے میں دبیرؔ کی مثنوی گوئی پر فقط دو اوراق کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے اور دبیرؔ کی محض دو ہی مثنویوں احسن القصص و معراج نامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔'' ڈاکٹر اکبر حیدری کی کتاب ''شاعر اعظم مرزا سلامت علی دبیرؔ تحقیقی مطالعہ'' میں دبیرؔ کی دو مثنویوں احسن القصص و معراج نامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب کاظم علی خاں صاحب مزید لکھتے ہیں۔ راقم کو کافی تلاش کے بعد مرزا دبیرؔ کی ایک ایسی مثنوی دستیاب ہوئی ہے جو محولہ بالا تحقیقی مقالوں پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ حیات دبیرؔ جلد اول بھی دبیرؔ کی اس تیسری مثنوی کے ذکر سے خالی ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کی کتاب بھی خاموش نظر آتی ہے۔ ڈی۔فل، پی۔ایچ۔ڈی اور ڈی۔لٹ کے محولہ بالا تمام حقیقی مقالے احسن القصص اور معراج نامہ کے علاوہ دبیرؔ کی کسی تیسری مثنوی کا ذکر نہیں کرتے۔ 1975ء سے 1977ء تک مختلف پاکستانی اور ہندستانی رسائل کے جو دبیرؔ نمبر منظر عام پر آئے ہیں، ان میں تلاش کے باوجود راقم کو دبیرؔ کی زیر بحث تیسری مثنوی پر گفتگو نہیں ملتی۔ ان میں پیام عمل لاہور، ماہِ نو راولپنڈی، سرفراز لکھنؤ اور کتاب نما دہلی کے دبیرؔ نمبر شامل ہیں۔ دبیرؔ کی یہ تیسری مثنوی دفترِ ماتم کی بیسویں جلد میں شائع ہو چکی ہے۔ تحقیقی مقالوں میں دبیرؔ کی اس مطبوعہ مثنوی کا ذکر نہ ہونا بتاتا ہے کہ ہمارے محققین نے دفترِ ماتم کی بیسوں جلدوں کا

اچھی طرح مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ہے۔ اسی لئے تحقیقی مقالوں میں دبیر کی جن دو عدد مثنویوں کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں نہ صرف اضافہ بلکہ ترمیم و تصحیح کی بھی گنجایش محسوس ہوتی ہے۔''

ہم (راقم) نے ''مثنویات دبیر'' کو مرتب کرنے کے لئے جب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلامِ دبیر کو کھنگالا تو ہمیں مزید کچھ نئی چیزیں ہاتھ لگیں جن کی تفصیل اجمالاً یہاں پر یہ ہے۔

ا۔ مرزا دبیر کی مثنویات کی تعداد تین نہیں بلکہ آٹھ ہے۔ (1) احسن القصص (2) معراج نامہ (3) اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام (4) ولادت و وفات حضرات چہاردہ معصوم علیہم السلام (5) غیر مطبوعہ مثنوی (6) مثنوی شہادت امیر المومنینؑ دریافت پروفیسر آزردہ۔ (7) مثنوی واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ (8) مثنوی عزائے حیدر کرارؑ بہ غرۂ ماہ شوال کہ روز عید ست۔

ب۔ احسن القصص، معراج نامہ، فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام اور غیر مطبوعہ مثنوی دریافت پروفیسر آزردہ کے علاوہ ہمیں چار مثنویات دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں ملی ہیں جن کے نام اوپر دئے جا چکے ہیں۔

ج۔ مثنوی فضائل چہاردہ معصوم جو جناب کاظم علی خاں صاحب کی دریافت ہے اُس کا پورا نام اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام ہے جو دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں رقم ہے۔ اس پینتالیس اشعار کی مثنوی کے پہلے دس شعر سورہ الحمد پر ہیں اور باقی اشعار فضائلِ معصومینؑ پر۔

د۔ مثنوی فضائل چہاردہ معصومؑ جس میں دبیر کے فرزند کی علالت کا ذکر ہے

اثر اس کا حق نے ہویدا کیا   کہ فرزند کو میرے اچھا کیا
یہ ثمرہ مری التجا کا دیا   مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

کو کم از کم 1269 ہجری کے بعد کی تصنیف بتایا گیا ہے چونکہ دبیر کے بڑے فرزند محمد جعفر اوجؔ کی ولادت 6/ جمادی الاوّل 1269 ہجری ہے۔ اُس وقت دبیر کی عمر لگ بھگ پچاس اکاون سال تھی۔ مثنوی احسن القصص جو دبیر کی معروف مثنوی ہے اس میں کئی مقامات پر محمد جعفر اوجؔ کی صحت، کمال اور طولِ عمر کی دعائیں ملتی ہیں۔ چناں چہ حیات دبیر کے مصنف ثابت لکھنوی کا قول صحیح نہیں کہ یہ مثنویات ناپختگی کے دور کی ہیں۔

دبیر کے بڑے بیٹے محمد جعفر اوجؔ کی ولادت 6 جمادی الاول 1269ھ کی ہے اور ان کے چھوٹے بیٹے عطاردؔ کی ولادت 8 شعبان 1272ھ ہے جن کا جوانی میں انتقال ہوگیا۔ احسن القصص میں صرف محمد جعفر اوجؔ کا تذکرہ ہے۔ دوسرے بیٹے کا ذکر نہیں۔ چنان چہ یہ مثنوی 1269ھ اور 1272ھ کے درمیان یا پھر عطاردؔ کے انتقال کے بعد لکھی گئی ہوگی کیونکہ یہ بعید ہے کہ پدر صرف چند مقامات پر ایک ہی پسر کی صحت، طولِ عمر اور فیضِ کمال کی دعا کیا ہو اور ان تاریخوں سے اتنا تو معلوم ہے کہ اس مثنوی کی تصنیف کے وقت دبیرؔ کی عمر اکاون باون سال سے کم نہ تھی۔ محمد جعفر اوجؔ کے لئے دبیر دعا کرتے ہیں

خداوندِ عالم بحقِ رسولؐ اسی دم یہ میری دعا ہو قبول
اٹھاتا ہے تو اپنے بندوں کے ناز عنایت سے کر اوجؔ کو سرفراز

ایک اور مقام پر ''تہنیت عیدنوروز'' کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

محمد صحیح اور سالم رہے ترقی پہ علم اس کا دائم رہے
ہر اک سال جب تک ہو تحویل مہر رہے اُس پہ بارہ اماموں کی مہر

حضرت امام محمد باقرؑ کی ولادت کے اشعار کے ذیل میں لکھتے ہیں

دعائے دبیرؔ اب یہ ہے اے خدا محمد کو عمرِ خضر کر عطا
یہ عمر دراز اس کو دے اے غیور کہ دیکھے امامِ زمان کا ظہور

فرنگیوں کے ظلم و جور کے خلاف اسی مثنوی میں اشعار اور اشارے موجود ہیں جس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ابتدائی دور کی تصنیف نہیں۔

نہ گھبرا کوئی دن کی اب دیر ہے سرِ کافراں زیر شمشیر ہے
نہ ہوگی کبھی کم عزائے حسینؑ کہ ضامن ہے اس کا خدائے حسینؑ
زبردست ہے گو یہ قوم شریر خدا ہے علی کل شئی قدیر

اس مثنوی سے اُس دور کے سماجی حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر سید محمد عقیل صاحب نے اپنے تحقیقی مقالہ ''اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں'' جس کو بعد میں کتابی صورت دی گئی، مثنوی پر عمدہ مطالب کو یکجا کیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب اردو کی مثنویات

پر لکھی جانے والی چند انگشت شمار عمدہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کتاب کا تیسرا باب دبستان لکھنؤ کی مثنویات پر مبنی ہے جس میں لکھنؤ کے سیاسی اور ساجی پس منظر، مثنویوں پر لکھنویت کا اثر کو بیان کرتے ہوئے ناسخ، دیاشنکر نسیم، صبا، واجد علی شاہ اختر، مرزا شوق، منیر شکوہ آبادی، تلق، محسن کاکوروی، احمد علی شوق، احسن لکھنوی، رسوا، فرخ، بیارہی نہیں بلکہ ہوش اور فردوس جیسے گم نام شاعروں کی مثنویوں پر تبصرے موجود ہیں، لیکن سلامت علی دبیر کا اس فہرست میں نام تک نظر نہیں آتا لیکن اسی کتاب کے آخر میں دو ضمیمے شامل ہیں جن میں ضمیمہ نمبر (1) میں دبیر کی مثنویات پر یہ عبارت ملتی ہے۔

دبیر کی مثنویاں (۱) مثنوی احسن القصص یہ دفتر ماتم کی پندرھویں جلد میں شامل ہے۔ افضل حسین ثابت نے حیات دبیر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مثنوی بحر متقارب میں ہے۔ (۲) معراج نامہ حیات دبیر میں اس مثنوی کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ مثنوی بھی بحر متقارب میں ہے۔

موصوف نے دوئم اشاعت کے پیش لفظ ''روداد نو'' میں لکھا ''اردو میں اتنی مثنویاں لکھی گئی ہیں کہ اگر سب کو اس مقالے میں شامل کیا جاتا تو یہ کتاب ایک ہزار صفحہ سے کم کی نہ ہوتی۔ پھر بھی کہیں نہ کہیں سے یہ آواز ضرور اٹھتی کہ فلاں مثنوی رہ گئی یا فلاں شاعر کی مثنوی زیادہ اہم تھی جو اس مقالے میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے میں نے ایک دوسرا راستہ نکالا۔ آخر میں دو ضمیمے شامل کردئے ہیں جن میں ایسی تمام مثنویوں کی فہرست اور ان کی مختصر تفصیلات پیش کردی ہیں تاکہ اس کمی کا کچھ مداوا ہوسکے۔

ہماری رائے میں ڈاکٹر عقیل صاحب کا مرزا دبیر کی مثنوی نگاری سے اس قدر کم توجہ باعث تعجب ہے۔ مرزا دبیر کی آٹھ مثنویوں کو پڑھنے کے بعد خود عقیل صاحب اس بات پر متفق ہوں گے کہ اگر دبیر کی مثنویات پر تبصرہ کتاب میں شامل ہوتا تو کتاب کی رونق اور اس کے اعتماد میں اضافہ ہوتا جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مثنویات دبیر کی علمی، ادبی، ساجی، تاریخی اور مذہبی اہمیت کو ان ہی کے اشعار سے ثابت کیا ہے۔

کندن لال کندن صاحب کی کتاب ''جنوبی وشمالی ہند کی تاریخی مثنویاں'' میں سو کے قریب تاریخی مثنویات پر تبصرے نظر آتے ہیں لیکن یہاں بھی مرزا دبیر کی مثنویات کا ذکر نہیں۔ اگر مرزا دبیر

کی تمام مثنویات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں کئی چھوٹے بڑے تاریخی واقعات نظم ہیں جن سے اس زمانے کے حالات اور واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ ہوسکتا ہے دبیرؔ مرحوم کی مثنویات کے عنوانات یا مثنویات پر کیے گئے ناقص اور غلط تبصروں کی وجہ سے مصنف نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بہر حال یہ ایک عمدہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ہے جس میں اگر دبیرؔ مرحوم کی مثنویات کا ذکر بھی شامل ہوتا تو سونے پر سہاگہ کا کام کرتا۔ ویسے پیش لفظ میں پدم بھوشن پروفیسر گوپی چند نارنگ نے صحیح کہا ہے کہ کوئی تحقیقی کام حرف آخر نہیں ہوتا۔ جتنا ان سے ہوسکا انھوں نے کردیا جتنا آنے والوں سے ممکن ہوگا وہ کام کو آگے بڑھائیں گے۔

مرزا دبیرؔ کی پہلی سوانح حیات شمس الضحیٰ مصنف مولوی فدا علی صاحب نے جو خود دبیرؔ کی زندگی میں بڑی حد تک لکھی گئی ہے مثنوی کے ذکر میں صرف چند جلد مثنوی لکھا ہے۔

سبع مثانی جو مرزا دبیرؔ کے چودہ عدیم النظیر مرثیوں کا مجموعہ ہے جسے اوجؔ لکھنوی کے شاگرد سید فراز حسین خبیرؔ لکھنوی نے مرتب کیا اس میں بھی مثنویات دبیرؔ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

جناب کاظم علی خاں صاحب کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر سید سلیمان حسین صاحب نے اپنے تحقیقی مقالے ''مثنویات دبستان لکھنؤ'' میں دبیرؔ کی صرف دو مثنویوں کا ذکر کیا ہے۔

شبلؔی کے پیمانوں سے مثنوی احسن القصص کی ارزش یابی

شبلؔی نعمانی شعرالعجم جلد چہارم صفحہ 210 پر لکھتے ہیں کہ کسی مثنوی کی خوبی کا اندازہ کرنا ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ امور ذیل کا کہاں تک لحاظ رکھا گیا ہے اور شاعر کو ان سے عہدہ برآ ہونے میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اس کے لئے شبلؔی نے چار چیزیں پیش کی ہیں۔

ا۔ حسنِ ترتیب

ب۔ کیریکٹر

ج۔ کیریکٹر کا اتحاد

د۔ واقعہ نگاری

راقم نے شبلؔی کے ہی بیان کردہ پیمانوں سے دبیؔر کی مثنویات کو جانچنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ شبلؔی نے دبیؔر کی مثنویات کا مطالعہ کیا تھا یا نہیں البتہ کیریکٹر کے اتحاد کو مثنوی میں نہایت ضروری بتا کر لکھتے ہیں۔ اردو میں میر انیؔس اس وصف میں ممتاز ہیں جب کہ ہم جانتے ہیں کہ میر انیؔس نے کوئی مثنوی نہیں کہی اور مرزا دبیؔر کی آٹھ چھوٹی بڑی مثنویاں ہمارے پاس موجود ہیں۔

ا۔ حسن ترتیب

شبلؔی حسن ترتیب کے ذیل میں (۹) نکات لکھ کر کہتے ہیں اگر ان تمام مرحلوں میں شاعر عہدہ برآ ہو تو وہ حسنِ ترتیب میں کامیاب سمجھا جائے گا۔ ذیل کی فہرست راقم نے شبلؔی کی تحریر سے برائے سہولت بنائی ہے۔

ا۔ سب سے مقدم یہ شرط ہے جس واقعہ کو لکھا جائے اُس میں حُسن ترتیب کہاں تک

پایا جاتا ہے۔

۲۔ داستان کا خاکہ کیوں کر قائم کیا۔

۳۔ واقعات میں ترتیب کیوں کر پیدا کی۔

۴۔ کس واقعہ سے آغاز کیا۔

۵۔ کن ضمنی واقعات سے گزرتا ہوا اصل واقعہ تک پہنچا۔

۶۔ کن واقعات پر زور دیا، کن واقعات کو ابھارا اور کن واقعات کو دھندلا کیا۔

۷۔ اخلاقی نتائج پیدا کرنے کے لئے جو فرضی باتیں پیدا کیں اس میں کس قدر حصہ قصداً نہیں تھا۔

۸۔ بات سے بات کیسے پیدا کی۔

۹۔ جذبات پر موقع بہ موقع کس طرح اثر ڈالا۔

حسن ترتیب کے محاسن کی پوری فہرست فردوسی کے شاہنامہ کی ترتیب ہے لیکن ہم انہی نکات کو سامنے رکھ کر مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں۔

مرزا دبیر کی آٹھ مثنویوں میں سے پانچ مثنویوں میں واقعات نظم ہوئے ہیں۔ احسن القصص ایک طولانی مثنوی ہے جس میں (3316) اشعار ہیں اور اس میں چہاردہ معصومین کی ولادت کے حالات اور معجزات قصوں میں نظم کئے گئے ہیں۔ معراج نامہ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے صرف ایک ہی قصہ ہے جس میں (684) اشعار ہیں۔ اسی طرح غیر مطبوعہ مثنوی جو سماجی حالات پر ہے اس میں تقریباً (530) اشعار ہیں۔ مثنوی شہادت علی اکبرؑ میں (61) اور غرّہ شوال روز عید مثنوی میں (16) اشعار نظر آتے ہیں۔

مضمون کی طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم صرف یہاں معراج نامہ کی حسنِ ترتیب اور بعض مقامات پر احسن القصص کے مضامین کو پیش کریں گے۔

یہ مثنوی حمد باری تعالٰی سے شروع ہوتی ہے

زہے صفتِ ربّ لوح و قلم　　کیے بے ورق جس نے چہرے رقم
طلسمات قدرت ہویدا کیے　　کہا کن تو کونین پیدا کیے
بادل اُس کی طاعت میں سب ہیں رجوع　　قدِ ماہِ نو تک ہے صرفِ رکوع

زمین و فلک بحر و بر خشک و تر　　ہے اُس کی تجلی سے سب جلوہ گر

پھر اس میں محبت خداوندی، خلقت کائنات، معبود و مصوّر و رزّاق و رحیم کا تذکرہ کر کے حسنِ ترتیب کو ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر حضور اکرم ﷺ پر اس شعر سے منسلک کر دیتے ہیں۔

ہماری ہدایت کو کیا کیا کیا　　محمدؐ سے ہادی کو پیدا کیا

خدا کی طرح سے ہیں یہ بھی رحیم　　خدا بھی کریم اور نبیؐ بھی کریم

پھر نعتیہ مضمون اس طرح حسنِ ترتیب سے رواں دواں ہیں کہ پڑھنے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ عمل کب واقع ہوا۔

یہ حق کی بجا لایا وہ بندگی　　کہ معبود نے پشت پر مہر کی

وہ ہے اپنی امت کا پشت و پناہ　　بلا شک ہے مُہر نبوت گواہ

پھر نعتیہ مضمون کو اس طرح منقبت سے ربط کر دیتے ہیں کہ ترتیب میں خلل نہیں ہوتا۔

محمدؐ سا پیدا نہ ہوگا نبیؐ　　وصی ہو تو ایسا ہو جیسے علیؑ

نہ کیوں اُس کے قبضے میں ہو کائنات　　ید اللہ بے شک ہے خالق کا ہاتھ

پھر تمام سلسلہ اماموں سے جوڑ دیتے ہیں اور ہر شعر میں عدد اور سلسلہ کے شمارہ سے نئے مضمون تراشتے ہیں۔ اماموں کے تذکرے کے ساتھ دعائیہ کلمات خود بہ خود زبان سے جاری ہوجاتے ہیں اور ترتیب حُسن کو ربط دیتے ہوئے کہتے ہیں دعا قبول ہوئی۔ اب دورِ جامِ طہورا ہوجائے۔

دعا خوب کی اے دبیرؔ آفریں　　کہ آمین کہتے ہیں روح الامیں

بیا ساقیِ عرش مسکن بیا　　بیا ساقیِ پاک دامن بیا

وہاں مجھ کو لے چل جہاں ساقیا　　نہ ہوئے کوئی جز رسولؐ خدا

دیکھا عرش کی سیر اے خوش خصال　　خدا و نبیؐ کا میں دیکھوں وصال

اس طرح سے آہستہ آہستہ معراج کا دفتر کھولتے ہیں کہ قاری خود بہ خود ایک منزل سے دوسری منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ پہلے منکرانِ معراج کا جواب دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس واقعہ میں تمام

بنیاد قرآنی آیات، احادیث نبویؐ کے علاوہ ایمان قلب کے نظارے شامل ہیں جس پر اس مثنوی کا خاکہ رکھا گیا ہے۔

حکیمانِ بے عقل سلطاں خصال — جو کرتے ہیں معراج میں قیل وقال
بلالا ذرا ان کو میرے حضور — بجھادوں میں ان کا چراغِ شعور
پڑھوں وہ احادیث میں متصل — فلاطوں و بقراط ہوئیں خجل

چنانچہ پوری مثنوی میں حسن ترتیب، واقعہ کا خاکہ، ضمنی واقعات کا بدرجہ احسن بیان موجود ہے۔ حمد، نعت منقبت، مناجات کے بعد معراج کے مضامین کا آغاز عمدہ ہے۔ دبیر کا کمال یہ ہے کہ صرف بعض واقعات کو روشن اور بعض کو مدھم ہی نہیں کرتے بلکہ مصرعوں میں بعض لفظوں کو خفی اور جلی کر کے ذہنوں کو صرف واقعہ کی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ حسنِ ترتیب کے سفر میں قاری گمراہ نہیں ہوتا۔ قصہ سے قصہ نکالتے ہیں۔ بات سے بات بناتے ہیں اور ہر قسم کے جذبات کا عکس العمل ظاہر کرتے ہیں۔ چند اشعار بطور نمونہ تسلسل کے بغیر یہ ہیں جن سے ہمارا ادعا پورا ہوتا ہے۔

غرض دے کے یہ ہدیۂ کبریا — محمدؐ سے روح الامیں نے کہا
خدا نے کہا ہے درود و سلام — بصد شوق پھر یہ دیا ہے پیام
زمیں سے عزیمت مع الخیر کر — مرے آسمانوں کی بھی سیر کر
نہیں اور اظہارِ اہلِ فراق — بجز اشتیاق اشتیاق اشتیاق

حضور کریم آسمانوں سے گزرتے ہوئے، عرش کا نظارہ کرتے ہوئے، حضورِ باری میں پہنچ کر وضو اور نماز بجالاتے ہیں۔ ہر ایک آسمان پر کچھ واقعات، کچھ مکالمات نقل کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم نے اسی کتاب میں مثنوی معراج نامہ کے ذیل دی ہے۔ آخر میں حضورؐ باری کی خدمت میں بخششِ امت کی دعا کرتے ہیں۔ جو مستجاب ہوتی ہے اس طرح سے پوری مثنوی ایک زنجیر کی طرح ایک حلقہ سے دوسرے حلقہ میں پیوست رہتی ہے۔ ظاہراً دیکھنے میں کئی چھوٹے واقعات اور حلقوں کی نمائش ہے لیکن دراصل وہ صرف ایک ہی سلسلہ اور ایک ہی زنجیر ہے۔ اس طرح سے اگر دبیر کی مثنویات کا گیرائی اور گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ شبلی کے پیمانہ حسن ترتیب پر پوری اترتی ہے۔ مثنوی احسن القصص کا تسلسل اور حسنِ ترتیب ہر معصوم کے ذیل میں اسی طرح کا ہے۔

ب۔ کیریکٹر

شبلی کہتے ہیں مثنوی میں سیکڑوں اشخاص کا ذکر آتا ہے۔مرد،عورت، آقا، نوکر، بچہ، جوان، امیر،غریب، عالم، جاہل وغیرہ وغیرہ۔ ان مختلف اشخاص کے اخلاق، مزاج،طبیعت، گفتگو، بول چال مختلف ہوتی ہے۔ شاعر کا کمال ہے کہ ہر فرد کے امتیازی خصوصیات کو قائم رکھے اور یہ بھی ملحوظ رکھے کہ ہر شخص کے خاص اخلاق و عادات میں بعض نمایاں باتیں ہوتی ہیں۔معمولی شاعر صرف ان باتوں کو دکھاتا ہے لیکن ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر کی نگاہ ان باریک اور گہری خصوصیات تک پہنچتی ہے جو عام نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوتے ہیں۔

دبیرؔ نے اپنی آٹھ مثنویوں میں سیکڑوں اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ ذات باری کی حمد ہو یا رسول کریمؐ کی مدح یا اماموں کے فضائل کا بیان ہر ذات کا ایک خاص نقشہ کھینچا ہے۔فرشتوں، انسانوں اور حتیٰ حیوانوں کی طبیعتوں کے فرق کو واضح کیا ہے۔خدا اور بندے کا رشتہ، مرد و عورت کی محبت، آقا اور نوکر کے مسائل وغیرہ وغیرہ سب کی زبان، بول چال، اخلاقی خصوصیات کا باریک سا باریک فرق بھی دکھایا ہے۔

غرض رفتہ رفتہ رسولؐ کبار — گئے دوسرے چرخ پر ایک بار
نظر آئے دو شخص صاحب جمال — وہ عیسیٰؑ و یحییٰؑ تھے نیکو خصال
بیاں کیا کروں حال یحییٰؑ کا آہ — کہ گریاں و لرزاں بخوف الہ
مگر خندہ زن عیسیٰؑ نیک نام — وہ گریاں سدا اور یہ خنداں مدام

وزیر خوش انجام و عالی مقام — کہ فرزند خاقاں کا تھا فتح نام
بظاہر خلیفہ کا وہ تھا وزیر — بہ باطن غلامِ جناب امیرؑ
نظر آیا مجھ کو یہ حاکم کا حال — کہ ہے وہ سیہ قلب غصہ سے لال

خلیفہ مخاطب ہوا سوئے شاہ — ذرا دیکھئے آپ میری سپاہ

کہا شہ نے خاموش او بے شعور — تجھے اتنے لشکر پہ ہے یہ غرور
بظاہر تو لشکر دکھاتا تھا تو — بہ باطن میں ہم کو ڈراتا تھا تو
مری فوج دیکھے گا بولا کہ ہاں — ہوئے ملتجی حق سے شاہِ زماں

نظر آیا واں ایک مرد غیور — مصوّر بہ نیکی مجسّم بہ نور

ہم نے تکرار کے ڈر سے بہت سے عمدہ اشعار یہاں رقم نہیں کئے لیکن دبیرؔ کی مثنویوں کے ریویو میں تمام اشارے موجود ہیں۔

ج۔ کیریکٹر کا اتحاد

بقول شبلیؔ مثنوی میں ہر شخص کے کیریکٹر میں اتحاد ہو اور اس میں دوسرے مقامات پر اختلاف نہ رہے۔ ہمارے خیال میں مرزا دبیرؔ اور تقریباً تمام مرثیہ گو شاعر کیریکٹر میں ہمیشہ ہم آہنگی اور اتحاد برقرار رکھتے ہیں۔ یعنی ہر شخص کے کردار اور دوسرے اوصاف میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے پاتا۔ مرزا دبیرؔ کی مثنویات میں چہاردہ معصومینؑ کے کیریکٹر میں بدرجہ اتم اتحاد نظر آتا ہے۔ حضور ختمی مرتبتؐ کی شان ہمیشہ اوصاف حمیدہ سے منوّر ہے چاہے وہ بزم ہو یا رزم، حضر ہو یا سفر، محفل شاہ ہو یا گدا، کسی میں بھی کہیں بھی تناقص نظر نہیں آتا اگرچہ مضمون اور حالات بدلتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضورؐ کے کرم، رحم اور شفا وغیرہ کو ہر مقام پر اچھے سے اچھے انداز میں نظم کرتے ہیں اور تمام مضامین میں کیریکٹر کی ہم آہنگی ہے۔

کرم ہے نبیؐ کا عجب واہ واہ — گنہ ہم کریں اور وہ عذر خواہ
لرزتے ہیں شعلہ صفت ظلم و شر — کہ دنیا میں آتے ہیں خیر البشرؐ
خدا کی طرح سے ہیں یہ بھی رحیم — خدا بھی کریم اور نبیؐ بھی کریم
یہ رحم ان کا دیکھو خدا کے لئے — کہ امّت پہ صدقے نواسے کیے
وہ ہے اپنی امّت کا پشت و پناہ — بلاشک ہے مُہر نبوت گواہ

یہ اشعار مختلف مقامات پر مختلف واقعات کے ضمن نظم ہوئے ہیں۔ اس طرح درجنوں اشخاص

کے کیریکٹر میں اتحاد اور ہم آہنگی موجود ہے جو مثنویوں کے تبصروں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

د۔ واقعہ نگاری

واقعہ نگاری کے ذیل میں شبلی نے (1) دقیق اور نازک باتوں کا مفصل بیان، (2) ہر چھوٹے بڑے واقعہ کی تفصیل تاکہ مثنوی سمجھنے میں آسانی ہو اور (3) اگر ناممکنات بھی نظم کئے جائیں تو کچھ اس طرح کہ پڑھنے والا اس کے جادو میں گم ہو کر صحیح سمجھنے لگے اہم اوصافِ مثنوی میں شمار کیے ہیں۔ جہاں تک میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کی شاعری کا تعلق ہے اس بات کو تو ہر شخص مانتا ہے کہ دونوں شاعر واقعہ نگاری کے شہنشاہ تھے۔ مثنویات دبیرؔ کا ہر ورق واقعہ نگاری کے کمال کی سند ہے۔

شبلیؔ نعمانی کے نکات کے ساتھ ساتھ ہم اب دبیرؔ کے فنی کمال کو پیش کرتے ہیں۔

مثنوی احسن القصص میں مرزا دبیرؔ نے پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے مختلف نام، القاب، خطاب، کنایات وغیرہ جو مختلف صحیفوں میں آئے ہیں اور مختلف مقامات اور زبانوں کے لوگوں کے لئے نظم کیے ہیں۔

کہا اس نے انجیل میں حاب حاب ۔۔۔ بتاؤ تمھارا بھی کیا ہے خطاب
کہا شہؑ نے اے راہب اے باوفا ۔۔۔ ملقّب ہیں اس نام سے مصطفاؐ
ہے انجیل میں سطیا میرا نام ۔۔۔ ہیں خوب اس سے واقف رسولِ انامؐ
وہ بولا کہ اے افضلِ اہل بیتؑ ۔۔۔ تمھیں کیا ہو توریت میں میت میت
ہوئے دُرفشاں یوں امام امم ۔۔۔ ہے یہ بھی رسولِؐ دوعالم کا نام
مرا نام توریت کے درمیاں ۔۔۔ لکھا ایلیا حق نے اے خوش بیاں
عرب میں مرا اہل اتی نام ہے ۔۔۔ کہ مجھ کو عطا سے سدا کام ہے
ہے باب البلد مکّے میں میرا نام ۔۔۔ مجیلان کہتے ہیں زنگی تمام
نصارا میں عیسیٰؑ کا حامی لقب ۔۔۔ خراساں میں حیدرؑ ہوں میں وردِلب
میں پہلے فلک پر ہوں عبدالحمید ۔۔۔ دوم پر ہوں مشہور عبدالمجید
سوم چرخ پر جو ملک رہتے ہیں ۔۔۔ وہ عبدالصمد سب مجھے کہتے ہیں

چہارم فلک پر ملائک سدا | مکرر مجھے کہتے ہیں ذوالعلا
لقب پنجمیں پر مزکے میرا | ششم پر مسمّٰی برب العلا
لقب ساتویں آسماں پر میرا | علی اور اعلا ہے اے باوفا
عطا و کرم سے رسالت مآب | مجھے کہتے ہیں بارہا بوتراب
نہ کوئی ہے دنیا میں میرا چلن | جہاں میں ہے کنیت مری بوالحسن

یعنی اوپر کے چند شعروں میں دبیر نے حضور ختمی مرتبتؐ کے طاب طاب، مصطفا، میت میت نام بتائے اور حضرت علی کے سطیا، ایلیا، ہل اتی، باب البلد، مجیلان، مسیح، حیدر، عبدالحمید، عبدالمجید، عبدالصمد، ذوالعلا، مزکے، برب العلا، علی، اعلا، بوتراب اور بوالحسن گنائے۔ اگر یہ قادرالکلامی اور دستاویز بندی نہیں تو اور کیا ہے؟

امام حسنؑ کی سخاوت کے ذیل میں ایک واقعہ سائل کا بیان کر کے اس طرح سے تمام کرتے ہیں۔

مخالف سے ہوا نہ تو دردناک
اسے تیغ زر سے کروں گا ہلاک

دبیر بڑی آسانی اور مہارت کے ساتھ واقعات کے ساتھ ساتھ تاریخوں کو پیش کرتے ہیں۔ دبیر کی پوری ایک مثنوی ولادت ووفات چہاردہ معصومینؑ اسی طرح کے شعروں پر مشتمل ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔ حضرت امام زین العابدین کی ولادت اور سوانح کے اشعار میں یہ صفت دیکھئے۔

کہ ہجرت کو گزرے جو چھتیس ۳۶ سال | تو پیدا ہوئے عابدؑ خوش خصال
لکھوں لفظ اوّل جمادی کے بعد | یہ ماہِ ولادت کا ہے نامِ سعد
علی کی شہادت سے قبل از دو سال | ہوا خلق بانوے ایراں کا لال
مصاحب علی کے رہے دو برس | کیا یاد حیدرؑ کا انداز بس
حسنؑ کی حضوری میں دس سال تھے | ہر اک حال میں آپ خوش حال تھے
یوں ہی دس برس اور عشرت رہی | کہ شاہِ شہیداں سے صحبت رہی

امامت کی مدت کا پوچھو جو حال　　لکھے ہیں روایت میں پینتیس سال
سن و سال میں ہیں مثالِ پدر　　کہ لکھتے ہیں ستاون اہلِ خبر

امام حسینؑ کی ولادت کی مثنوی کے اشعار میں قصیدہ کی شباہت ہے صرف مثنوی کی ہیئت ہے۔

عجب مژدہ لائی ہے بادِ صبا　　کہ غل ہے چمن در چمن مرحبا
جواں ہو کے تنتے ہیں نخلِ کہن　　گلستاں کا ہے باب پنجم چمن
جدا گل سے کانٹا ہے لالہ سے داغ　　بہم رقص کرتے ہیں طاؤسِ باغ
چٹکنے سے غنچہ کی ہے یہ صدا　　بجاتا ہے طبل خوشی کا بجا
سنوارے ہیں حوروں نے زیور نئے　　ملے آج فطرس کو شہپر نئے
نئے باغ ایماں میں ہے زیب و زین　　کہ پیدا ہوئے ہیں جناب حسینؑ

مکالمہ نگاری واقعہ کی جان ہوتی ہے جس سے کیریکٹر کے اوصاف کی نشان دہی ہوتی ہے۔ مثنویات دبیرؔ میں درجنوں مکالمے نظم ہوئے ہیں مگر نمونہ کے طور پر ہم یہاں ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں جس میں خلیفہ مامون رشید کے درباری عالم یحیٰی اور امام محمد تقیؑ کا مناظرہ ہے۔

خلیفہ سے یحیٰی نے مانگی رضا　　کہ کھولوں زباں پیش ابن رضاؑ
رضا اس نے دی شوق سے کر سوال　　کہا اُس نے اے خاصہ ذوالجلال
کرے صید کو قتل محرم اگر　　ہے قرآں میں کفارہ کی کیا خبر
یہ سُن کر وہ مجموعۂ ہر کمال　　مخاطب ہوا ہے یہ ناقص سوال
بہ تفصیل کہہ ہم سے جو دل میں ہے　　وہ محرم حرم میں ہے یا حل میں ہے
ہے عالم کہ جاہل وہ نیکو سیر　　ہے بالغ کہ نابالغ اے بے خبر
دوبارہ ہوا یا کہ اوّل یہ کام　　وہ آزاد ہے یا کسی کا غلام
وہ محرم کہ جو صید افگن ہوا　　یہ جرم اس سے عمداً کہ سہون ہوا
یہ عمرے کا یا حج کا احرام ہے　　بتا دن کا یا شب کا ہنگام ہے
ہے اس میں بھی قسمِ صغار و کبار　　بیاں کر بڑا ہے کہ چھوٹا شکار

بیاں جب یہ کرتے تھے شاہِ ہدا وہ منہ دیکھتا تھا یہ کہتے ہیں کیا
تحیّر میں تھے سب صغار و کبار فصاحت خدا بھی بلاغت نثار

مثنوی کے درمیان دبیر نے حمدیہ، نعتیہ، منقبتی اور مناجاتی حصے ایسے پیوند کئے ہیں کہ وہ واقعاتی نظام اور مکالماتی فضا سے باہر نہیں معلوم ہوتے۔ امام محمد تقی کی ولادت کے اشعار میں حمدیہ صاف اور سلیس شعر دیکھئے۔

الٰہی تو ہی ہے معین و شفیق نہیں کوئی بندہ کا تجھ سے رفیق
ادا شکر تیرا کریں کیا مجال عطا تیری بے حد ہے اے ذوالجلال
عبادت کی توفیق تونے ہے دی اگر بندگی کی تو کیا ہم نے کی
جو سجدہ کیا ہم نے تو کیا کیا کہ سر کو بھی تو نے ہی پیدا کیا
یہ قالب یہ اعضا یہ سر یہ قدم تری ہی عطا ہے ترا ہے کرم
عجب تیرا الطاف ہے واہ وا تو عفو کرتا ہے اور ہم گناہ

امام حسینؑ کی ولادت کے ذیل میں مناجاتی شعر

دے تو نے فطرس کو تو بال وپر مجھے فکر سے فارغ البال کر
نہ ہو فکر جز فکرِ نظمِ سلام رہیں شاد میرے اقارب تمام

ایک مرتبہ کسی قسم کا بخار لکھنؤ میں پھیلا۔ دبیر نے مثنوی میں اس سے نجات کی دعا مانگی

انھیں سے ہے یہ التجائے دبیر کہ اے شاہِ مرداں نبیؐ کے وزیر
گرفتار ہیں تپ میں خورد و کلاں اماں دو اماں دو اماں دو اماں

امام چہارم کی منقبت کے چند شعر

وضو سے ملی آبرو آب کو عبادت سے زینت ہے محراب کو
دوعالم پہ ظاہر وقار ان کا ہے سکندر اک آئینہ دار ان کا ہے
چراغِ ہدایت ہے چہرے کا نور تجل روئے تاباں سے ہے شمع طور

سلیس زبان میں مطالب ادا کرنا دبیر کے لئے مشکل نہ تھا۔ اگر چہ دبیر کا پسندیدہ اسلوب نہیں مگر دبیر ان شعروں کو نظم کر کے یہ بھی ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ صرف تاریخی واقعات نہیں بلکہ

تاریخوں اور نسلوں کے شجروں کو بھی ناموں کے ساتھ نظم کر سکتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ کی مادر گرامی کے نسب میں فرماتے ہیں:

سنو مادرِ شاہ دیں کا نسب — کہ ہے امِّ فروہ وہ مقبولِ رب
محمد کو حق نے یہ رتبہ دیا — علیؑ نے انھیں اپنا بیٹا کہا
محمد ابوبکر کے تھے پسر — باسیرت فرشتہ با صورت بشر
محمد کا قاسم تھا لختِ جگر — وہ تھی دخترِ قاسمِ نامور
شرف امِّ فروہ کا بالا ہوا — خلف حجتِ حق تعالیٰ ہوا

مثنوی میں منظر کشی کا لطف عظیم شعرا کے پاس نظر آتا ہے۔ میر انیسؔ منظر کشی کے شہنشاہ ہیں ان کے سلیس شگفتہ سادہ الفاظ منظر نگاری کے جواہر نگار ٹکڑے ہیں۔ منظر کشی میں زبان جتنی شستہ ہوگی محاوروں اور روز مرّہ میں گفتگو جس قدر زیادہ ہوگی اس کی دل کشی اُسی قدر عالی ہوگی۔ مرزا دبیرؔ نے جہاں کہیں بھی منظر نگاری کی ہے اسی روش پر چل کر زبان نسبتاً آسان استعمال کی ہے۔

نئے پھول ہیں اور نئے بوستاں — خیاباں خیاباں ہیں نہریں واں
ہر اک باغ میں ہیں وہ صدہا قصور — جو قصرِ جناں میں بنائیں قصور
کہیں کبک وہاں کرتی ہیں قہقہے — کہیں عندلیبوں کے ہیں چہچہے
نظر آئی یہ سیر جو متّصل — ہوا سرو کی طرح میں پا بہ گل
تعجب ہوا اور تحیّر ہوا — کہ بے ہوش پیکِ تصوّر ہوا
کیا شہؑ نے ارشاد اے باوفا — تعجب نہ کر ہم ہیں معجز نما
ہمیں ہیں گلِ بوستانِ رسولؐ — یہ اعجاز رنگیں کے پھولے ہیں پھول
اگر اپنی قدرت کریں ہم عیاں — ہر اک دشت بن جائے باغ جناں

اسمائے اشخاص و مقامات، تواریخ، القاب وخطاب کو نظم کرنا اور مصرعہ کی روانی اور سلاست کو باقی رکھنا ہر شاعر کے بس کا کام نہیں مگر خدائے سخن ہر لفظ پر تسلّط کامل رکھتا ہے چنانچہ جب طائر فکر ذہن سے نکلتا ہے تو الفاظ خود آواز کی موجوں کی طرح اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور نظم کا سلسلہ آبِ رواں کی طرح جاری ہوتا ہے۔ گیارہویں امامؑ کے القاب، والدین کے نام، ولادت اور تاریخوں

میں اختلاف وغیرہ کو کس حسن سے نظم کیا گیا ہے۔ دیکھئے:

ہوا آج پیدا امامِ جری — جنابِ حسنؑ حضرتِ عسکریؑ
یہ ہیں زینتِ مسندِ مصطفےٰ — چراغ و گلِ مرقدِ مرتضےٰ
ہیں القاب ہادی زکی و سراج — تجلی دہِ مسندِ تخت و تاج
علیؑ نقیؑ باپ عالی جناب — حدیث اور سوسن ہے ماں کا خطاب
مگر کنیت سیدِ انس و جاں — حدیثوں سے ہے بو محمد عیاں
ہے ماہِ ولادت کا درجہ رفیع — لکھا ہے کہ ثانی تھا ماہِ ربیع
یہ مجموعۂ حکمتِ کردگار — ہوا جمعہ کو خلق باصد وقار
سنو اختلافاتِ تاریخ تم — دوم ہے چہارم ہشتم دہم
یہ تاریخیں چاروں ہیں بے شک سعید — ہر اک روز شیعوں کو لازم ہے عید

امام پنجم محمد باقرؑ کی ولادت کی تاریخ میں جو اختلاف ہے اس کو خوب نظم کیا ہے:

بن شہر آشوب کرتا ہے نقل — سنیں گوشِ دل سے سب اربابِ عقل
ہوئے جب کہ پیدا شۂ انس و جن — وہ غرّہ رجب کا تھا جمعہ کا دن
مگر کہتے ہیں بعض اہلِ یقیں — کہ روز سہ شنبہ تھا اور پانچویں
صفر کی سوم بھی ہے زیبِ رقم — پہ ہیں قولِ اوّل پہ اکثر بہم

دبیرؔ نے بارھویں امامؑ کے فرزند سے ان کا سلسلہ نسب حضرت ختمی المرتبتؐ تک چند شعروں میں سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ نثر میں بھی اس طرح شاید رقم نہ ہو۔

ہمیں دولتِ دیں عطا کیجیے — پھر اسم و نسب بھی بتا دیجیے
کہا ہوں میں طاہر محمدؑ کا لال — حسنؑ ان کے ہیں والد خوش خصال
حسنؑ کے پدر ہیں علیِ نقیؑ — علیِ نقیؑ کے پدر ہیں تقیؑ
تقیؑ کے پدر ہیں جنابِ رضاؑ — رضاؑ کے پدر موسیٰؑ رہنما
یہ موسیٰؑ ہیں جعفرؑ کے نورِ نظر — یہ جعفرؑ محمدؑ کے لختِ جگر
محمدؑ کے والد شۂ مشرقین — علیؑ نورِ چشمِ جنابِ حسینؑ

جناب حسینؑ ابن شیرِ خدا — یہ شیرِ خدا کُل کے مشکل کشا
انھیں کے لئے پیشِ اہلِ یقیں — ہے یٰسین میں آیا امام مبیں
قسم ہے بذات خدا و نبیؐ — امامِ مبیں تھے علیؑ ولی
یہ بے فاصلہ ہیں وصیِ نبیؐ — نبیؐ کے خلیفہ یہی ہیں یہی
شرف سب طرح کے ہمیں ہیں حصول — ہمیں ہیں ہمیں اہل بیت رسولؐ

امامِ زماں علیہ السلام کی ولادت پر شعر دیکھئے۔ یہ کلام کی پختگی نہیں؟ ساقی نامہ کا یہ انداز منفرد ہے۔

پلا ساقیا وہ مئے مشک فام — ہرن جس سے خورشید ہو وقتِ شام
رُخ روز روشن ہے نظروں میں تار — شبِ عید کا ہے مجھے انتظار
مئے نور جامِ قمر میں پلا — گزک کے عوض نقل تاروں کے لا
شتاب آ کہ ہے وقتِ عیش و سرور — امام الزماں کا ہے گویا ظہور
پلا وہ مئے ارغوانی مجھے — نظر آئے پھر نوجوانی مجھے
پلا مجھ کو وہ بادۂ خوش شمیم — فراموش جس سے ہو ہر ایک غم
وہ ساغر کہ غم جس سے بھولا رہے — گُلِ عیش نظروں میں پھولا رہے
وہ پیانہ دے مجھ کو اے ذی شعور — نہ زائل ہو تا حشر جس کا سرور
میں اس مے کا دیتا ہوں تجھ کو پتا — کہ ساقی ہیں جس کے شہِ ہل اتا
لطیف اور شفاف بے حد ہے وہ — مئے حب آل محمد ہے وہ

امام زماں علیہ السلام کا سراپا دیکھئے

عجب روئے پُر نور کی تھی چمک — جھپکنے لگی چشمِ مہرِ فلک
قدِ پاک طوبیٰ تو غنچہ دہن — سراسر عیاں تن سے بوئے چمن
کھڑا ہے سوئے راست اک رشک ماہ — جبیں پر برستا ہے نورِ الٰہ
ہویدا ہے چہرے سے شان و شکوہ — شکوہ و جالت کا گویا ہے کوہ
عیاں یوں جبیں پر نشانِ سجود — قمر کے قریں جیسے تارا نمود

سماعت میں ہیں صَرف سب مردوزن　　　کہ قندِ مکرّر ہے ہر اک سخن

دبیرؔ کے اسلوب کی ایک شناخت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ عربی فارسی الفاظ اور جدید ترکیبوں کے ساتھ ساتھ اضافتوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اغلب مقامات پر یہ صحیح ہے لیکن جہاں سہل بیانی یا سلیس زبان کی روانی اشعار میں دکھائی ہے وہاں اضافتیں نظر نہیں آتیں۔

کہا اس نے احمدؐ کے دلدار ہیں　　　یہی اک دوعالم کے مختار ہیں
میری پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا　　　ہمارا ہے تو دوست صد مرحبا
ترے دل میں ہے پنجتنؑ کی ولا　　　ہر اک جا ہیں چودہ ترے رہنما
کہا پھر کہ پہچانتا ہے مجھے　　　میں ہوں کون تو جانتا ہے مجھے
میں بولا کہ واقف نہیں یہ غلام　　　کہ حضرت کو کہتے ہیں کیا خاص و عام

دبیرؔ نے اردو میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور مرثیوں میں الفاظ کا فراواں استفادہ نظر آتا ہے۔ مثنویات میں بھی دبیرؔ نے کثیر الفاظ استعمال کئے ہیں۔

ہر اک رتبہ حق نے دیا ہے ہمیں　　　دوعالم کا حاکم کیا ہے ہمیں
سفید و سیہ اور حیات و فنا　　　ہمارے ہیں قبضہ میں صبح و مسا
جسے چاہیں بخشیں خضر کی حیات　　　جسے چاہیں دوزخ سے ہم دیں نجات
چہ افلاک و انجم چہ شمس و قمر　　　چہ رعد و چہ برق و چہ کوہ و شجر
چہ دریا چہ صحرا چہ وحش و طیور　　　چہ انساں وہ جنہ چہ غلمان و حور
چہ عرش و چہ کرسی چہ لوح و قلم　　　چہ طوبیٰ چہ کوثر چہ باغِ ارم
چہ فردوس و دوزخ چہ باد وسحاب　　　چہ جرم و خطا و چہ اجر و ثواب
چہ سرد و چہ گرم نور و چہ نار　　　حسنؑ کا ہر اک شے پر ہے اختیار
مگر چاہیے مجھ کو وقتِ رقم　　　قمر کی دوات اور کرن کا قلم

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے واقعہ نگاری کی تمام عمدہ کیفیات دبیرؔ کے واقعات میں نظر آتی ہیں۔ یہاں پر چند امام جوادؑ کی شادی کے شعر دیکھئے:

دبیرؔ اس جگہ اب نئی فکر کر　　　عروسِ مولاؑ کا کچھ ذکر کر

پلا ساقیا اب شرابِ وصال — کہ روشن ہوا آفتابِ وصال
وہ بادہ کہ پیا ہے جس کا مباح — مئے وصل کیا ہے سرورِ نکاح
یہ ہے محفلِ عقد ابنِ رضاؑ — بُلا قاضیِ آسماں کو بُلا
یہ زہراؑ کو دے حکم اے خوش مزاج — کہ زہراؑ کے پوتے کا ہے عقد آج
یہ ہے محفلِ عقد دُرِّ نجف — فلک سے اتر آئیں ہاں لے کے دف
ستاروں کے نقل آج لٹ جائیں گے — سحر کو نہ مطلق نظر آئیں گے
براتی ہیں خاصانِ ربِّ ودود — تو شربت پلائی ہے نقدِ درود

معروف حدیث اول ماخلق اللہ نوری کے ذیل میں لکھتے ہیں:

نہ خاک و ہوا تھی نہ آتش نہ آب — کہ روشن تھا نورِ رسالت مآب
نہ آدم نہ حوّا نہ غلماں نہ حور — ہزاروں برس پیشتر تھا یہ نور

حضور اکرمؐ کی ولادت اور معجزہ شق القمر پر چند شعر دیکھئے:

زمیں پر فلک سے برستا ہے نور — تجلّی میں ہر خار ہے نخلِ طور
ہوا پایا عزّیٰ کی عزّت کا پست — کیا دین نے ہر طرف بندوبست
ملی خاک میں آبروئے منات — لگی لات کے سر پہ ایماں کی لات
پرِ انگشت تھی چاند میں اس طرح — الف ماہ کے بیچ میں جس طرح

لات کے سر پر لات، الف ماہ کے بیچ وغیرہ کی صدہا مثالیں دبیرؔ کی مثنویوں میں ملتی ہیں۔

عدم سے نسیمِ بہاری چلی — گلِ ہاشمی کی سواری چلی
فلک پر زمیں کا دماغ آج ہے — ہر اک ذرّہ خورشید کا تاج ہے
جبیں غیرتِ مشرقِ نور ہے — ہر اک ذرّہ میں جلوۂ طور ہے
برستا ہے نیساں بہ تائیدِ رب — دُرِ مدعا اس کے قطرے ہیں سب

اوپر کے اشعار میں گلِ ہاشمی، ذرّہ خورشید کا تاج، غیرتِ مشرقِ نور، درِ مدعا قطرۂ نیساں کا ہونا ایجاد مضامین اور تراکیب دبیرؔ ہیں۔

دبیرؔ نے چار عیدوں کو چار صحیفوں سے مناظرہ کیا ہے

شفیع امم ناصرِ مومنین　　امین خدا جان روح الامین
در قلزمِ قدرتِ کردگار　　گلِ گلشن علمِ پروردگار
روش در روش نخل نوخاستہ　　تر و تازہ وشاداب و آراستہ
برفتار سرو خرامانِ خلد　　برخسار خورشید ایوان خلد

کچھ اشعار صنعت ذوالکسانین اور صنعت تکرار میں دیکھئے:

میرا بھی یہی اب وظیفہ ہے بس　　نداریم غیر از تو فریاد رس
کہ بیٹھے ہیں زندہ سارے غلام　　تفرج کناں خندہ زن شاد کام
غبار قدم غیرت کیمیا　　صفائے بدن آئینہ کی ضیا
خوش اندام وخوش روئے خالق شناس　　گلوں کی طرح پاک سب کے لباس
کہوں واں کے باشندوں کا کیا میں حال　　بصورت بشر پر فرشتہ خصال
کہا آیئے آیئے آیئے　　قدم رنجہ آنکھوں پہ فرمایئے
نہ کر ہمسری اس سے اے بدگماں　　ارے وہ کہاں تو کہاں ہم کہاں

اچھوتے اور نادر مضامین کے خزینہ کی دبیرؔ میں کمی نہیں۔ اگر دبیرؔ کے نادر مضامین کی فہرست بنائی جائے تو اردو ادب میں یہ شاعر سرفہرست شعرا میں شمار ہوگا۔ آج کے وقت کی ضرورت اور اردو شعر وادب کی خدمت ہے اگر صاحبان علم و ذوق شبلیؔ نعمانی کے معاندانہ طلسم سے نکل کر خدائے سخن دبیرؔ کے کلام پر غیر تعصبانہ نظر ڈالیں۔ مشتے از خروارنادرہ مطالب کے اشعار دیکھئے جو یوں ہی اپنے ذوق کے مطابق ہم نے گلزار احسن القصص سے چنے ہیں:

عجب کیا بنے گر زمیں رشکِ عرش　　عوض دھوپ کے ہو تجلی کا فرش
مگر چاہیے مجھ کو قوتِ رقم　　قمر کی دوات اور کرن کا قلم
پر انگشت تھی چاند میں اس طرح　　الف ماہ کے بیچ میں جس طرح
یہ چاہا کروں حالِ عسرت رقم　　ہوئی شرم زنجیر پائے قلم
حمیت سے بے دست و پا ہوگیا　　گلو گیر طوقِ حیا ہوگیا
کوئی بے مثال ایسا آیا نہیں　　کہیں جسم انور میں سایا نہیں

نہ کیوں ساتھ سایہ کا ہو نا گوار کہ فضلِ خدا ساتھ ہے سایہ دار

ہوم گم جو ظلِ حبیب الٰہ بنا سرمۂ چشمِ خورشید و ماہ

وہ سایہ بنا سائبانِ فلک کہ سایہ کرے سب پہ محشر تلک

ملا سنگ کعبہ کی طلعت میں کچھ ہوا صَرف مہر نبوت میں کچھ

وہ سایہ سیاہی بنا یک قلم کیا کلکِ قدرت نے قرآں رقم

مثنوی میں شہنامہ، سکندر نامہ اور درجنوں رزمیہ داستانیں لکھی گئی ہیں۔ واقعات کے حوالوں سے اگر کسی مقام پر رزمیہ عناصر آتے ہیں تو مثنویات میں بھی دبیرؔ انھیں خوب نبھاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کا مرقع احسن القصص میں دیکھیے:

ملی تیغِ نصرت پئے کارِ زار کہ رہ سطر شقہ بنی ذوالفقار

سجا تن پہ اس نے سلاحِ وغا ہوا پشت مرکب پہ جلوہ نما

اِدھر اک ہزار اور اُدھر بیس الف لیے گرز و تیغ و تبر بیس الف

ہر اک سمت تیغیں چمکنے لگیں کماں میں پیاپے کڑکنے لگیں

یہ گرم تگ و پو ہوئے راہوار کہ گردوں چھپا زیر گرد و غبار

سرِ دست ڈھالوں کی چھائی گھٹا پر اک دم میں زور اس گھٹا کا گھٹا

رفیقوں کو لے کر بڑھا جعفری کیا شیروں نے حملۂ حیدری

ندا اک نے دی ایک کو ہو کے خوش بگیرد بزن ہاں بدار و بکش

دلیروں نے کار نمایاں کیا ہزاروں کو اک دم میں بے جاں کیا

ہم اس تحریر کو دبیرؔ کے ان اشعار پر ختم کرتے ہیں جو مثنوی احسن القصص میں شہزادی فاطمۂ کی مدح وثنا میں رقم کیے گئے:

خدا سے ہے کیا فاطمۂ کو نیاز انھیں کی ہے تسبیح بعد از نماز

زہے شوکت و قدر و شانِ بتولؑ سرِ عرش ہے آستانِ بتولؑ

وہ خوشبوئے قدرت ہے ان سے نمود درود ان پہ پڑھتا ہے ہر دم درود

سراپا جلالِ خدا ہے عیاں یہ شاہِ زناں ہیں یہ شاہِ زناں

نہ تھا آسمان و زمیں کا نشاں　　مگر نور زہراؑ تھا جلوہ کناں
شرف میں ہیں یہ مثلِ خیر الورا　　وہ خیر البشرؐ ہیں یہ خیر النساؑ
یہ کی نور زہراؑ نے جلوہ گری　　کہ ذرّے بنے زہرہ و مشتری
ہوا ان کا دنیا میں جس دم ظہور　　ہوئی ظلمتِ کفر ایماں سے دور

اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصومؑ مذہبی مثنویوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ مثنوی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں شامل ہے جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوئی۔

سورہ الحمد کے کچھ فرعی اثرات بیان کر کے مرزا دبیرؔ بہت اختصار کے ساتھ رسول کریمؐ اور ائمہ اطہارؑ کے فضائل کو رقم کرتے ہیں۔ اس مثنوی کی حیثیت ایک مناجات یا عریضہ کی ہے جس میں دبیرؔ نے اپنے فرزند کی صحت یابی پر شکر بھی ادا کیا ہے۔ اردو ادب میں مختصر اور جامع مثنویوں میں کسی ایک موضوع کو لے کر اُسی کے مطالب کو بیان کرنے کی سنّت قدیم ہے۔ مثال کے طور پر انشاء اللہ خاں انشا نے مرغ نامہ لکھا اور اس میں نہ صرف مرغداری کی باتیں ہیں بلکہ مرغداری سے مربوط لفظوں کو بھی مصرعوں میں بدرجہ احسن استعمال کیا ہے۔ اسناد الحمد میں حمد کے علاوہ اس کے شفائی اثرات کو نظم کیا گیا ہے۔ چند اشعار یہ ہیں۔

یہ سورہ ہر اک درد کی ہے دوا — مریضوں کی خاطر ہے بے شک شفا
جو مردے پہ کوئی عقیدت شعار — پڑھے سورۂ حمد ہفتاد بار
عجب کیا تن مردہ میں آئے دم — بدن میں اُسی دم سماجائے دم
سوا اس کے اہلِ مرض کو کہیں — نظر آتی صحت کی صورت نہیں
شفا بخش عالم ہے رب کریم — مسیحا ہیں بیمار اور وہ حکیم
مسیحائے عیسیٰ وہی ہے وہی — مددگارِ موسیٰ وہی ہے وہی
پیغمبرؐ کو بھیجا ہمارے لئے — مرض کفر کے جس نے زائل کیے
یہ ثمرہ مری التجا کا دیا — مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

یہ مثنوی حقیقت میں مختصر سا اشعار کا مجموعہ ہے جس میں حمدیہ، نعتیہ، منقبتی اور مناجاتی موضوعات جمع کیے گئے ہیں۔ اس مثنوی میں بھی تقریباً ہر شعر بلکہ ہر مصرع سے دبیرؔ کی صناعی اور مضامین کی کثرت نظر آتی ہے جنھیں مصرعوں کے کوزوں میں بند کر کے ان میں تلاطم بھی پیدا کیا ہے۔

دلا حمدِ معبود معراج ہے — کہ الحمد قرآن کا تاج ہے
کہاں منہ کہ جو شکر کا دم بھریں — قوی کی ثنا ناتواں کیا کریں

منقبت میں حضرت علیؑ کے نام کے حروف اور پھر اُن کے اعداد سے مضامین تراشے ہیں۔ ہم

جانتے ہیں یہ صنعتیں ہیں لیکن ان کے نام نہیں بلکہ ان کی ایجاد کا سہرا بھی دبیرؔ کے سر ہے۔

سرِ اسم ہے عین پھر لام و یا — یہاں حق نے مضمون بخشا نیا
عیاں لام ہے بیچ میں نام کے — مسلمان قائل ہیں اسلام کے
علی کا ہے دل بے تامل یہ لام — عدد لام کے تیس ہیں لا کلام
اور اتنے ہی سی پارے قرآں کے ہیں — بیاں ان میں بھی شاہِ مرداں کے ہیں

یعنی ایک مضمون سے دوسرا مضمون بلندتر، ایک مدح سے دوسری ثنا بزرگ تر نظر آتی ہے۔ اس مثنوی میں بعض اشعار سلیس اور عام فہم اردو میں ہیں تو بعض ایسی فارسی میں نظمائے گئے ہیں کہ اردو میں بھی مروّج ہے۔

حبیبؐ خدا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ — شہِ انبیاؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
ید قدرتِ حق جنابِ امیرؑ — امام دو عالم شہِ قلعہ گیر
شہِ برج دیں باقرؑ خوش خصال — پناہِ امم عاشقِ ذوالجلال
تقیؑ تاجدار زمین و زماں — نقی حافظِ جانِ ہر انس و جاں

جب ہم اس مثنوی کو احسن القصص اور معراج نامہ سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ استاد الحمد و فضائل چہاردہ معصومؑ میں وہی مرثیوں کا دبدبہ اور زبان کا طمطراق ہے۔ یہاں فوق الذکر مثنویوں کی طرح زبان صاف اور سادہ نہیں، بلکہ عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کی ایک اور وجہ مضامین کی عظمت بھی ہے۔ یہاں کوئی قصہ یا واقعہ نظم نہیں ہوا بلکہ برگزیدہ ہستیوں کی مدح سرائی اور معبودِ حقیقی کی حمد کہی گئی ہے۔

قوی و توانا ہے پروردگار — ضعیف اور عاجز صغار و کبار
عجب نام اقدس میں تاثیر ہے — خلائق ہے مس اور یہ اکسیر ہے

مثنوی

اسناد سورہ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

(45) اشعار

اسناد سورۂ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

دلا[1] حمدِ معبود معراج ہے — کہ الحمد قرآن کا تاج ہے

خصوصاً وہ حمدِ جنابِ خدا — کہ احسان حق کے عوض[2] ہو ادا

یہ فرماتے ہیں صادقؑ نامدار — فضائل ہیں الحمد کے بے شمار

جو مردے پہ کوئی عقیدت[3] شعار — پڑھے سورۂ حمد ہفتاد[4] بار

عجب کیا تنِ مردہ میں آئے دم — بدن میں اسی دم سما جائے دم

سِوا اس کے اہلِ مرض کو کہیں — نظر آتی صحت کی صورت نہیں

یہ سورہ ہر ایک درد کی ہے دوا — مریضوں کی خاطر ہے بے شک شفا

بلا شبہ صادقؑ ہیں مولا مرے — صداقت میں یکتا ہیں آقا مرے

کیا تجربہ میں نے الحمد کا — محل شکر کا ہے مکاں حمد کا

اثر اس کا حق نے ہویدا[5] کیا — کہ فرزند کو میرے اچھا کیا

ولیکن کہاں وہ لِسان[6] و دہاں — کہ ہو شکر کا ایک شمہ[7] بیاں

کہاں منہ کہ جو شکر کا دم بھریں — قوی[8] کی ثنا ناتواں کیا کریں

قوی و توانا ہے پروردگار — ضعیف اور عاجز صغار[9] و کبار

شفا بخشِ عالم ہے ربِّ کریم — مسیحا ہیں بیمار اور وہ حکیم

مسیحائے عیسیٰؑ وہی ہے وہی — مددگار موسیٰؑ وہی ہے وہی

1- اے دل 2- بدلے 3- عقیدت کے ساتھ 4- ستر بار 5- ظاہر 6- زبان اور منہ

7- ذرّہ 8- طاقت ور 9- چھوٹے بڑے

یہ اسرار[1] آیا مرے دھیان میں
جو دل میں علیؑ کے وہ قرآن میں

شفا بخش عالم ہے نامِ علیؑ
کہ قرآں میں داخل ہے الحمد بھی

میں سو جان سے صدقے اس نام کے
بنے کام ہر ایک ناکام سے

یہ ثمرہ[2] مری التجا کا دیا
مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

محمدؐ سے لے کر محمدؑ تلک
سب اک نورِ حق ہیں نہیں اس میں شک

جنابِ حسنؑ اور جنابِ حسینؑ
گلِ قدرت صانعِ مشرقین

امام زمنؑ قبلۂ خاص و عام
زمانے میں جن کا ہے سجّادؑ نام

شہہ برج دیں باقرؑ خوش خصال
پناہِ امم عاشقِ ذوالجلال

امامِ ششم صادقِؑ پاک ذات
شہہ دوجہاں مالکِ شش جہات[3]

مروّج[4] ہوئے جن سے احکامِ دیں
وہ کاظمؑ ہیں ہفتم امامِ مبیں

جناب رضاؑ قبلۂ ملکِ طوس
انیس[5] النفوس اور شمس الشموس[6]

تقیؑ تاج دارِ زمیں و زماں
تقیؑ حافظ جانِ ہر انس و جاں

وصیِ نقیؑ ہے حسنؑ عسکری
سلیماں حشم شاہِ جن و پری

وزیر ان کے مہدیؑ علیہ السلام
عریضہ[7] جنھیں دیتے ہیں خاص و عام

یہی سب کے مشکل میں کام آتے ہیں
انھیں کے زبانوں پہ نام آتے ہیں

1-راز 2-پھل 3-چھ سمت 4-رواج پائے 5-لوگوں کے مددگار
6-سورجوں کے سورج 7-چٹھی

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

راقم نے دبیرؔ کی چھٹی مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (192) الی (193) پر موجود ہے۔ اس چھوٹی مثنوی میں کُل چودہ اشعار ہیں۔ یہ مثنوی بہت ہی سلیس اور روزمرہ میں لکھی گئی ہے یعنی ان شعروں کو نثر کرنے سے لفظوں کی نشست میں چنداں فرق نہیں ہوتا۔ ادق الفاظ، عمیق مضامین، صنعت گیری اور اضافات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس مثنوی میں مطالب تمام بین کے ہیں اور شاید اس مثنوی کا مقصد بھی یہی ہو جو مثنوی کے پہلے شعر سے ظاہر ہے۔

یارو نہیں ہے مرثیہ پڑھنے کی احتیاج　　دنیا میں انتقال امیرِ عرب ہے آج
یہ رات مرتضیٰؑ کی شہادت کی رات ہے　　زہراؑ کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات ہے
تم آج رو لو کل نبیؐ پاک روئیں گے　　یعنی یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوئیں گے

یہ مثنوی بھی موضوع کے لحاظ سے مذہبی مثنوی ہے۔

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

(14) اشعار

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

یارو نہیں ہے مرثیہ پڑھنے کی احتیاج
دنیا میں انتقالِ امیرِؑ عرب ہے آج

مرقد[1] میں آج احمدِ مختارؐ روتے ہیں
تم سے وداع حیدرِؑ کرّار ہوتے ہیں

آقاؑ تمھارا صبح کو دنیا سے جائے گا
رولو کہ بعد سال کے پھر دن اب آئے گا

کل جائے گا بہشت میں اُستادِ جبرئیلؑ
ہوگا بلند[2] نالہ و فریادِ جبرئیلؑ

یہ رات مرتضیٰؑ کی شہادت کی رات ہے
زہراؑ کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات ہے

گھبراؤ مت کہ آج تو غم میں خدائی ہے
پُرسا دو روحِ فاطمہؑ مجلس میں آئی ہے

تم آج سر برہنہ کرو با دو چشم[3] تر
اے یارو اب حسینؑ و حسنؑ ہوں گے ننگے سر

تم آج رو لو کل نبیؐ پاک روئیں گے
یعنی یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوئیں گے

ٹوٹا ستون دینِ پیمبرؐ کا ہے گرا
خالی ہوئی ہے مسندِ محبوبؐ کبریا

روکر کہو کہ حیدرِؑ کرارؑ الوداع
اے جانشینِ مسندِ احمدؐ مختار الوداع

ان کے وصی کے غم میں جو گریان[4] ہوئے گا
اس کا نبیؐ کی روح پہ احسان ہوئے گا

بہرِ[5] خدا یہ دل میں کرو آج تم خیال
کوفے میں آج ہوئے گا کیسا غم و ملال

ہر اک طرف کو ہوئے گی آہ و فغاں کی دھوم
اہلِ حرم کا گردِ[6] یداللہؑ ہے ہجوم

کھولے ہوئے ہیں زینبؑ و کلثومؑ سر کے بال
سب سے وداع ہوتا ہے وہ شیرِؑ ذوالجلال

1-قبر 2-برپا 3-روشناک آنکھیں 4-رونا 5-خدا کے لئے 6-اطراف

مثنوی

عزائے حیدرؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روز عیدست

راقم نے دبیر کی ساتویں مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (193) الی (194) پر رقم ہے۔ موضوع کے لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی ہے لیکن اس میں واقعہ نگاری، منظر کشی کے ساتھ بین کے مضامین بھی ہیں۔ مثنوی کی زبان سلیس اور شگفتہ ہے۔ پوری مثنوی روزہ مرّہ میں ہے جس کی نثر ممکن نہیں۔ عربی فارسی الفاظ، نادر ترکیبات، استعارات، تشبیہات اور ادق الفاظ اس مثنوی میں نظر نہیں آتے۔ یہ مثنوی عید کے منظر اور حضرت علیؑ کی بیوہ ام البنینؑ کے بین سے بیان کی گئی ہے۔

عید کا دن ہے زمانہ شاد ہے
ہر طرف شور مبارک باد ہے

مادر عباس کی ہے یہ ندا
ہائے اے والی مرے مشکل کشا

نام بیوہ اب ہمارا ہوگیا
آج دسواں بھی تمھارا ہوگیا

ننھے بچے مرتضیٰ کے روتے ہیں
بے کسی سے کہہ کے یہ غش ہوتے ہیں

نائب خیر البشرؐ مارے گئے
کس سے عیدی لیں پدر مارے گئے

مثنوی

عزائے حیدرؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روزِ عیدست

(16) اشعار

مثنوی

(عزائے حیدرؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روز عید ست)

عید کا دن ہے زمانہ شاد[1] ہے
ہر طرف شورِ مبارک باد ہے

زینتِ[2] تحفہ پہنے ہیں خورد[3] و کلاں
ہم بغل[4] ہوتے ہیں سب پیر و جواں

باپ ماں سے بچے عیدی لیتے ہیں
تہنیت[5] سب لوگ باہم[6] دیتے ہیں

سیر کو جاتے ہیں سوے عیدگاہ
ہے تماشائے جہاں مدِ[7] نگاہ

عید کی تیاریاں ہیں جابجا
پر نبیؐ کے گھر میں ہے ماتم بپا

حیدری ہر اک طرف غش ہوتے ہیں
سب گلے مل کر علیؑ کو روتے ہیں

ہے یہ دسواں دن کہ چھوٹا ہے پدر
فاطمہؑ کی بیٹیاں ہیں ننگے سر

شاہؑ دیں کے سوگ کی پوشاک[8] ہے
گیسوؤں[9] پر خاک دامن چاک ہے

مادرِ عباسؑ کی ہے یہ ندا[10]
ہائے اے والی مرے مشکل کشاؑ

کہہ رہے ہیں پیٹ کر آلِ نبیؐ
وا علیاؑ وا علیاؑ وا علیؑ

یاد آتا ہے تمھارا عزّ و جاہ[11]
آپ کی مسند ہے خالی گھر تباہ

عید کے خطبے کی تیاری نہیں
ہائے در پر کوئی درباری نہیں

کان میں ہر وقت ہے شور بُکا
نعرۂ دلدل[12] نہ قنبر کی صدا

نام بیوہ اب ہمارا ہوگیا
آج دسواں بھی تمھارا ہوگیا

ننھے بچے مرتضیٰؑ کے روتے ہیں
بے کسی سے کہہ کے یہ غش ہوتے ہیں

نائب[13] خیر البشرؐ مارے گئے
کس سے عیدی لیں پدر مارے گئے

1-خوش 2-تحفوں کے کپڑے 3-چھوٹے بڑے 4-گلے ملتے ہیں 5-مبارک بادی 6-ایک دوسرے کو
7-نظر میں 8-لباس 9-بال 10-صدا 11-جاہ وحشمت 12-رسولؐ خدا کا گھوڑا 13-جانشین

مثنوی

تواریخ ولادت ووفات حضرات چہاردہ معصومؑ

راقم نے دبیرؔ کی پانچویں مثنوی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (187) الی (189) پر رقم ہے۔ اس مثنوی میں کل اٹھائیس (28) شعر ہیں۔ موضوع کے لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی میں شمار کی جاتی ہے۔ اس مثنوی میں چودہ معصومین کی تواریخ ولادت اور تیرہ معصومینؑ کی تاریخ وفات کو نظم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر سبب شہادت اور قاتل کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اس طرح ہر معصومؑ کے لئے دو شعر لکھے ہیں۔ مرزا دبیرؔ تاریخ گوئی کے شہنشاہ ہیں یعنی انھوں نے صدہا مادۂ تاریخ نکالے ہیں لیکن اس مثنوی میں کوئی مادۂ تاریخ نہیں بلکہ ان برگزیدہ ہستیوں کے ولادت اور وفات کے دن، مہینہ کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ ان تاریخوں میں سال بھی مرقوم نہیں اس لئے یہ تاریخیں مکمل طور پر صوری تاریخیں کہی جاسکتی ہیں۔ مثنوی میں چہاردہ معصومؑ کے اشعار کی ترتیب بھی اس کے سلسلۂ ترتیب سے ہم آہنگ ہے۔ مثنوی میں فارسی الفاظ، بندشیں اور اضافات کے ساتھ ساتھ زبان برتنے کے رواں دواں اثرات، دبیرؔ کی لفظوں پر گرفت اور تسلّط کا عمدہ نمونہ ہیں۔ مثنوی پڑھتے ہوئے ایسا احساس ہوتا ہے کہ دستِ داوٗدی سے لفظوں کے آہن اور سختی کو نرم کر کے انھیں ہم آہنگ اور نرم کردیا گیا ہے۔ یعنی لفظوں کی شاخِ آہن کو

لوہے کی زنجیر میں تبدیل کر کے جیسی چاہیے شکل دی گئی ہے۔

جب کہ پیدا ہوئے محبوبؐ خداوندِ ازل
جمعہ تھا ہفدہم ماہِ ربیع الاوّل
روز رحلت کی عیاں ہے یہ حدیثوں سے خبر
بست و ہشتم کو صفر کی کیا دنیا سے سفر
غرۂ ماہِ رجب اہلِ خبر نے ہے لکھا
کہ مدینہ میں ہوئے حضرتِ باقرؑ پیدا
ظالمِ ہشام سے مولاؑ ہوئے جب کشتۂ سم
ماہ ذوالحجہ کی ہے ساتویں تاریخ رقم

چونکہ نثر کی نسبت نظم حافظے میں محفوظ ہوجاتی ہے شاید اسی لئے دبیرؔ نے یہ مثنوی لکھی تا کہ لوگ اسے حفظ کرلیں اور تمام تاریخیں یاد ہوجائیں۔ بہرحال نظم سے حظ اٹھانے کے لئے پوری مثنوی کا پڑھنا ضروری ہے

مثنوی

اشعار ولادت و وفات

حضرات چہاردہ معصوم علیہم السّلام

(28) اشعار

جمعہ تھا ہفدہم[1] ماہِ ربیع الاوّلا[2]
صبحِ صادق کی طرح سے ہوئے صادق پیدا

آہ تھی پانزدہم[3] ماہِ رجب کی ہیہات[4]
کہ زمانے سے ہوئی جعفرِ صادق کی وفات

ہفتمِ ماہِ صفر کو ہوئی دنیا روشن
حضرتِ موسیٰ کاظم ہوئے پرتو افگن[5]

زہرِ ہارون نے خرموں[6] میں دیا واویلا
بست وپنجم[7] کو رجب کی ہوئے آخر مولاؑ

گیارہویں کو مہِ[8] ذیقعدہ کی تھی فصلِ بہار
قدمِ شاہِ خراساں سے جہاں تھا گلزار

روز سہ شنبہ تھا اور ہفدہم[9] ماہِ صفر
کہ رضاؑ دارِ فنا[10] سے گئے پیشِ حیدرؑ

دہمِ ماہِ رجب کو ہوا یثرب آباد
یعنی پیدا ہوئے دنیا میں تقی شاہ جواد

اسی تاریخ قیامت ہوئی یثرب میں عیاں[11]
راہیِ گلشن جنّت ہوئے شاہِ دوجہاں

دومِ ماہِ رجب کو ہوئی عیدِ اکبر
جلوہ[12] آرا ہوئے عالم میں نقیِ اطہر

سومِ ماہ رجب کو ہوا برپا ماتم
قصرِ[13] فردوس میں داخل ہوئے شاہِ امم

چوتھی تاریخ تھی اور ماہِ ربیع الثّانی
کہ ہوا خلق[14] زمانے میں حسنؑ کا ثانی

ہشتمِ ماہِ خوش انجام ربیع الاوّل
یہی تاریخ شہادت میں ہے قول فیصل[15]

رات تھی جمعہ کی اور نیمۂ ماہِ شعبان
چودھواں چاند ہوا مشرق ومغرب سے عیاں

کون وہ مہدیٔ دیں مہرِ[16] عرب ماہِ عجم[17]
سببِ رونق آفاق[18] ہوا جس کا قدم

1- سترہ 2- ربیع الاوّل 3- پندرہ 4- افسوس 5- ظاہر 6- کھجور 7- پچیس
8- چاند 9- سترہ 10- دنیا 11- ظاہر 12- پیدا 13- محل 14- پیدا
15- قول معتبر 16- عرب کا سورج 17- عجم کا چاند 18- افلاک

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

راقم نے دبیرؔ کی آٹھویں مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ مثنوی صفحہ (194) الیٰ (198) صفحات پر درج ہے۔ اشعار کے لحاظ یہ چوتھی بڑی مثنوی ہے جس میں (61) اشعار ہیں۔ مثنوی کے اوائل میں چھ سات فارسی کے اشعار ہیں۔ موضوعاتی لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں دبیرؔ کھل کر قادر الکلامی دکھائی ہے۔ منظر کشی ہو یا سراپا حضرت علی اکبرؑ شوکتِ الفاظ، طمطراق سے لبریز ہے لیکن بین کے اشعار میں پھر وہی سادگی اور سلاست نظر آتی ہے۔ سراپا حضرت علی اکبرؑ میں استعارات، تشبیہات اور نادر مضامین کی فراوانی ہے۔ ایسی مختصر اور جامع مثنوی جو مضامین کے نادرات سے لبریز ہو اُردو ادب میں خال خال ہے۔ حضرت علی اکبرؑ کے سراپا کے چند شعر یہاں پیش کیے جاتے ہیں لیکن مثنوی کا لطف اٹھانے کے لئے تمام اشعار کی سیر ضروری ہے۔

کہا کسی نے کہ لاریب یہ پیغمبرؐ ہے — کوئی پکارا کہ یہ دبدبہ میں حیدرؑ ہے
کہا کسی نے کہ نورِ خدا مجسّم ہے — یہ افتخار سلیمانؑ و نوحؑ و آدمؑ ہے
عجب ضیا ہے عجب نور ہے عجب طلعت — بدن میں حلۂ نور خدا کا ہے خلعت
سپہرِ قدرت معبود ہے جبین مبین — بھویں ہلال ہیں اور کہکشاں ہے چینِ جبین
دہن میں نامِ خدا کیا زبان ہے روشن — زبان شمع ہے اور طاقِ نور ہے یہ دہن

خوشا وہ عارض و دو ابروئے جبین سعید یہ چودھویں کے ہیں دو چاند وہ ہلالِ دو عید
چمک وہ خال کی روئے پُر آب و تاب میں ہے کہ ہے سبھوں کو یقیں چاند آفتاب میں ہے

زرہ، جوش اور گھوڑے پر ایک دو شعر نمونہ کے طور پر پیش ہیں۔

بدن پہ حُسن زرہ شاہدی یہ دیتا ہے فلک پہ چشمۂ خورشید لہریں لیتا ہے
زرہ کے حلقے جو داؤد نے بنائے تھے تو اپنی آنکھوں کے حلقے فقط لگائے تھے
بدن میں جوشنِ اکبر کے ہے عجب تاثیر کہ جس کا ترجمہ ہے جوشنِ صغیر و کبیر
عقاب جلوہ گری میں ہے برق سے براق ازل سے پیرِ ودلدل ہے اور مرید براق

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

(61) اشعار

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

مصوّرانِ[1] شبیہِ شکوہ و جاہ و جلال
محرّرانِ[2] حدیثِ عزا و رنج ملال

شبیہ کھینچتے ہیں ہم شبیہِ احمدؐ کی
وفات لکھتے ہیں ہم صورتِ محمدؐ کی

وہ کون یوسفِ شبیرؑ اکبرِ اولاد
جوانا[3] مرگ و پُر ارمان و بیکس و ناشاد

عصائے[4] زندگیٔ بانوئے خجستہ[5] سیر
صحیفہ بغلِ زینبؑ شکستہ جگر

ہژبر پیشۂ[6] جاہ و جلالِ شیرِؑ خدا
مگر اسیر کمندِ[7] قضاؑ و دام[8] بلا

چراغِ بزمِ مدینہ بہارِ باغِ عجم
ہمائے[9] اوجِ سعادت غزالِ[10] اہلِ حرم

بحسنِ یوسفِ کنعان بدرد و غمِ یعقوب
رضا و صبر کے رتبے میں ثانیٔ ایوبؑ

جوانِ نیک و لے نامرادِ روزِ ازل
شباب[11] عمر میں وارفتۂ[12] عروسِ[13] اجل

نگینِ مُہرِ سلیمانِ کربلا اکبرؑ
شہیدِ اوّل و شیدائے خالقِ اکبر

جنابِ مہدیٔ ہادی یہ کرتے ہیں ارشاد
کہ جب شروع ہوا دشتِ کربلا میں جہاد

سوار تازیوں[14] پر شہسوار ہونے لگے
حسینؑ امام پر غازی نثار ہونے لگے

ہوئی جو نوبتِ[15] اولادِ مرتضیٰؑ و عقیل
تو پہلے اکبرؑ غازی ہوئے شہید و قتیل[16]

بیان کرتا ہے راوی کہ اکبرؑ ذیشاں
پئے جہاد ہوئے جب کہ وارد[17] میداں

شعاعِ نور سے میدان ہوگیا روشن
ہر ایک خار ہوا شمعِ وادیٔ[18] ایمن

1- تصویر بنانے والا 2- کاتب 3- جوانی میں مرنا 4- ڈنڈا 5- خوش فطرت 6- کچھار 7- موت کا پھندا
8- بلا کا جال 9- خیالی پرندہ 10- ہرن 11- جوان 12- گزر جانا 13- موت کی دلہن
14- عربی گھوڑوں 15 باری 16- قتل 17- داخل 18- حضرت موسیٰ سے وابستہ وادی

یہ جلوہ خاک کو اُس نورِ کبریا نے دیا — کہ ذرّے ذرّے کو خورشید صبحِ عید کیا

پکارتے ہوئے یہ پیک[1] برملا آئے — باہوش[2] باش کہ محبوبِ کبریا آئے

کہا کسی نے کہ لاریب[3] یہ پیغمبرؑ ہے — کوئی پکارا کہ یہ دبدبہ[4] میں حیدرؑ ہے

کہا کسی نے کہ نورِ خدا مجسّم[5] ہے — یہ افتخار سلیمانؑ و نوحؑ و آدمؑ ہے

عجب ضیا ہے عجب نور ہے عجب طلعت[6] — بدن میں حُلّہ[7] نورِ خدا کا ہے خلعت[8]

سپہرِ قدرتِ معبود ہے جبینِ مبین — بھویں ہلال ہیں اور کہکشاں ہے چینِ جبین

میانِ[9] چہرہ ہے بینی[10] کے طرفہ جلوہ گری — نشانی مصحفِ[11] اکبر کے بیچ میں ہے دھری

چمک وہ خال[12] کی روئے پُرآب وتاب میں ہے — کہ ہے سبھوں کو یقیں چاند آفتاب میں ہے

دہن[13] میں نامِ خدا کیا زبان ہے روشن — زبان شمع ہے اور طاقِ[14] نور ہے یہ دہن

خوشا[15] وہ عارض[16] و دو ابروے جبین سعید — یہ چودھویں کے ہیں دو چاند وہ ہلال دو عید

بدن میں جوشنِ[17] اکبرؑ کے ہے عجب تاثیر — کہ جس کا ترجمہ ہے جوشنِ[18] صغیر وکبیر

بدن پہ حُسنِ زرہ شاہدی[19] یہ دیتا ہے — فلک پہ چشمۂ خورشید لہریں لیتا ہے

زرہ کے حلقے جو داؤدؑ نے بنائے تھے — تو اپنی آنکھوں کے حلقے فقط لگائے تھے

زرہ پہ تیغِ علیؑ ولی ہے زیبِ کمر — ہوا ہے چشمۂ خورشید سے عیاں اژدر[20]

عقاب[21] جلوہ گری میں ہے برق سے براق — ازل سے پیروِ دلدل[22] ہے اور مرید براق

یہ وصف کرتے تھے اکبرؑ کا سب صغیر وکبیر — حیا سے سر بہ گریباں تھی میان میں شمشیر

1- نامہ بر 2- ہوش میں رہو 3- بے شک 4- شجاعت 5- سراپا 6- روشنی 7- جنتی لباس
8- لباس 9- درمیان 10- ناک 11- قرآن 12- تل 13- منہ 14- محراب 15- خوش بحال
16- رخسار 17- دعائیں 18- تحفظ 19- گواہ 20- اژدھا 21- شکاری پرندہ 22- رسول خدا کا گھوڑا

کہ ناگہاں یہ لگا کہنے ابنِ سعدِ لعین
دمِ نبرد[1] ہے یاور یہ جائے رحم نہیں

مٹادو نقشِ حبیبِؐ خالقِ کونین
بجھا دو محفلِ ہستی سے اب چراغِ حسینؑ

یہ حکم سنتے ہی برسائے اہلِ شام نے تیر
نشانہ تیرِ جفا کا بنا دلِ شبیرؑ

علیؑ کے پوتے نے کھینچی جو ذوالفقارِ علیؑ
نسیمِ فتح گلستانِ معرکہ[2] میں چلی

جو بھوک پیاس میں اکبرؑ سے کارزار[3] ہوئی
ہر اک ضرب پہ روحِ علیؑ نثار ہوئی

تمامِ کار برابر ہوئی قضا ناگاہ
کہ عین[4] دل پہ لگا نیزۂ مخالف آہ

گرا جو خاک پہ وہ آفتابِ حشر پناہ
زمیں پکاری کہ فریاد یا رسولؐ اللہ

سنان[5] پشت سے واں توڑ کر جگر نکلی
اِدھر خیام سے زینبؑ برہنہ سر نکلی

کروں بیان میں کیا بے قراریٔ زینبؑ
وہ بیکسی وہ غریبی وہ زاریٔ[6] زینبؑ

یہ شانِ دخترِ شیرِ الٰہ تھی اُس دم
حواس باختہ[7] دامن دریدہ[8] گردن خم

ردا کے کونے زمیں پر لٹکتے آتے تھے
زمین ہلتی تھی افلاک تھرتھراتے تھے

پکارتی تھی کہ اکبرؑ کدھر گئے ہے ہے
حسینؑ کہتے تھے زینبؑ وہ مرگئے ہے ہے

وہ پوچھتی تھی کہاں ڈھونڈوں میں کدھر جاؤں
حسینؑ بھائی دعا مانگو تم کہ مر جاؤں

مرے جواں کو نظر کس کی کھا گئی ہے ہے
دولہن نہ آئی اجل پہلے آگئی ہے ہے

گہے[9] یہ نالۂ پُر درد کرتی تھی آغاز
کہ جان جاتی ہے اکبرؑ مجھے سنا آواز

تصدق[10] اپنی جوانی کا اے جوانِ حسینؑ
بُلا لے پاس پھوپھی کو کہ روح ہے بے چین

مرے رفیق کہاں ایڑیاں رگڑتے ہو
پھوپھی کا ہاتھ نہیں آن کر پکڑتے ہو

1-وقت جنگ 2- جنگ 3- لڑائی 4- بالکل 5- تیر 6-رونا
7- حواس گمشدہ 8- پھٹا دامن 9- بعض اوقات 10-صدقے

مجھے امید تھی جس دم مروں گی اے پیارے
وصی تمھیں کو میں اپنا کروں گی اے پیارے

سرہانے بیٹھ کے میرے پڑھو گے تم یٰسین
پھوپھی کے شانے ہلاؤ گے تم دمِ تلقین

پر آہ آج کے دن کی نہ تھی خبر مجھ کو
کہ اپنے غم میں پھراؤ گے ننگے سر مجھ کو

میں کہتی تھی مجھے تم قبر میں اتارو گے
نہ یہ خبر تھی کہ پہلے تمھیں سدھارو گے

مرے جنازے پہ تم نے فغاں بلند نہ کی
پھوپھی کی قبر کی خاطر زمیں پسند نہ کی

تمھاری لاش کو تو باپ ڈھونڈ لائے گا
پھوپھی مرے گی تو تابوت کون اٹھائے گا

کبھی بقیع کی جانب کو دیتی تھی یہ ندا
دُہائی فاطمہؑ اماں دُہائی یا زہراؑ

وہ ہم شبیہِ پیغمبرؐ جو میرا پیارا ہے
تمھارے بابا کی امت نے اس کو مارا ہے

وہ لمبے گیسوؤں والا مرا شہید ہوا
دہائی گود کا پالا مرا شہید ہوا

وہ میرا شیر جواں ہوگیا لہو میں لال
جسے شروع تھا اٹھارواں برس امسال

ابھی یہ کہتی تھی رو رو کے زینبؑ ناشاد
کہ آئی کان میں خیر النساؑ کی یہ فریاد

علیؑ کی بیٹی حسینؑ غریب کی خواہر
بتولؑ ہے شبِ ہفتم[1] سے یاں برہنہ سر

نثار قامتِ[2] اکبرؑ پہ ہوتی ہوں زینبؑ
میں تیرے پالے کے لاشے پہ روتی ہوں زینبؑ

صدائے فاطمہؑ سے اس کا دل ہوا صد پاش[3]
یہ نوحہ پڑھ کے لگی ڈھونڈنے پسر کی لاش

1-ساتویں کی شب 2-قدِ اکبر 3-سو ٹکڑے

مثنوی بے عنوان

غیر مطبوعہ

اس غیر مطبوعہ مثنوی کو عوام سے روشناس کرانے کا سہرا ڈاکٹر محمد زماں آزردہ کے سر ہے۔ موصوف اپنی شاہکار کتاب مرزا سلامت علی دبیر کے صفحہ (196) پر لکھتے ہیں انھیں مرزا صادق صاحب (ابن مرزا طاہر رفیع ابن مرزا اوج ابن مرزا دبیر) کے پاس ایک ایسی غیر مطبوعہ مثنوی ملی جس پر کوئی عنوان نہیں دیا ہے۔'' راقم کو بھی اس مثنوی کا پورا مخطوطہ مرزا آغا گوہر دبیری فرزند مرزا صادق مرحوم سے حاصل ہوا جو (31) صفحات پر مشتمل ہے اور پورا مخطوطہ اس کتاب میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ مثنوی بے عنوان جو دبیر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے محفوظ ہوجائے اور صاحبان تحقیق وتنقید اس پر آنے والے وقتوں میں اظہار خیال کرسکیں۔ مخطوطہ میں (31) اکتیس صفحات اور اس کا سائز 25x15 سینٹی میٹر ہے۔ بعض صفحوں میں چار اور بعض میں چالیس پچاس اشعار لکھے گئے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مثنوی خام مسودہ کی شکل میں ہے۔ ڈاکٹر آزردہ نے لکھا ہے کہ ''گمان غالب ہے کہ یہ بخط مرزا دبیر ہے لیکن ہماری تحقیق اور دبیر مرحوم کے مستند کاغذات سے یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ مثنوی دبیر ہی کے خط سے لکھی گئی جس پر دبیر نے نظر ثانی بھی کی اور چند مصرعوں میں تبدیلی اور چند اشعار کر قطع بھی کردیا۔ اس مثنوی میں (518) اشعار ہیں اور (9) شعروں کو کاٹ دیا گیا ہے۔ چھ سات اشعار مخطوطہ کو بیاضی شکل دینے میں جزوی طور پر مجروح ہوئے ہیں۔

مرزا دبیرؔ کا خط پڑھنا بعض مقامات پر اس لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ اغلب الفاظ پر نقطے نہیں لگاتے اور اسی طرح ک گ اور کئی دوسرے حرفوں میں فرق نہیں کرتے تھے۔ بعض مقامات پر لفظ اور حروف جما کر لکھتے اور بعض مقامات پر آڑی ترچھی لکیروں سے کام لیتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ قدیم طرز پر الفاظ کو ملا کر لکھتے تھے چناں چہ یہ تمام نکات اس کتاب میں ان کی مثنوی سے ظاہر ہیں۔ اس مثنوی میں دبیرؔ نے دو مقام پر اپنا تخلّص استعمال کیا ہے۔

دبیرؔ اب تردّد کا ہے سامنا ٹھہرا سنبھلنا قلم تھامنا

دبیرؔ اس قدر عذر بس بس خموش خدا نے دیے ہیں تجھے چشم و گوش

مثنوی بے عنوان کی تاریخ تصنیف یا مادۂ تاریخ نہیں۔ مثنوی کے شروع میں یہ عبارت ملتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین

اس کا اختتام اس تحریر پر ہوتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین و صلوٰۃ اللہ علی محمد و آلہٖ الطاہرین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین

اس مثنوی کو اب تک صرف چند انگشت شمار افراد نے سرسری طور پر دیکھا ہے اور اس کی تحریر سے بعض اشعار شاید طویل مدت تک پوری طرح سے پڑھے نہ جا سکیں اس لئے پہلی بار اس غیر مطبوعہ مثنوی بے عنوان کو من وعن اس کتاب میں جگہ دی گئی ہے۔ اس مثنوی پر کیوں کہ تبصرہ اور تنقید نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ہم یہاں جو بھی مواد مطبوعہ تحریروں میں پراگندہ ہے اُسے بھی شامل کر رہے ہیں۔ ہمیں اس مثنوی پر صرف تین حوالے ملے۔ پہلا حوالہ ڈاکٹر مرزا محمد زماں آزردہ کا ہے جو مرزا دبیرؔ کی مثنویات کے عنوان سے ماہ نامہ تعمیر سری نگر میں جولائی 1980 میں شائع ہوا۔ دوسرا اقتباس بھی ڈاکٹر مرزا محمد زمان آزردہ کا ہے جو ان کی تصنیف مرزا سلامت علی دبیرؔ مطبوعہ 1981ء میں من وعن مرزا دبیرؔ کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی کے عنوان سے صفحہ (196) الیٰ (201) پر موجود ہے۔ تیسرا حوالہ پروفیسر اکبر حیدری کا ہے جو انھوں نے باقیات دبیرؔ کے صفحہ (12) پر نقل کیا۔ پروفیسر اکبر حیدری لکھتے ہیں "راقم الحروف کی نظر سے مرزا دبیرؔ کی ایک اور غیر مطبوعہ قلمی مثنوی گزری ہے۔ وہ بھی صادق صاحب کے ہاں موجود تھی۔ اس میں نادر شاہ کے حملۂ ایران اور دہلی کے واقعات بیان کئے

گئے ہیں ۔مثنوی کا کوئی عنوان نہیں رکھا گیا ہے ۔ بیچ بیچ میں کاٹ چھانٹ اور ترمیمیں بھی ہیں ۔ غالباً مصنف کے ہاتھ کی ہیں ۔ کیونکہ مثنوی نایاب اور نادر ہے اس لئے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں ۔ اس کے موصوف نے چوبیس (24) اشعار لکھے ہیں ۔

پروفیسر آزردہ نے اپنے اقتباس میں چھیالیس (46)اشعار کے ساتھ ساتھ مثنوی کے آخری صفحہ کی فوٹو کاپی بھی شائع کی ۔ پروفیسر آزردہ لکھتے ہیں ۔ یہ ایک عجیب وغریب مثنوی ہے اگر چہ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا دبیر نے اسے اپنی شاعری کے ابتدائی ایّام میں نظم کیا ہوگا مگر اس سے جس تاریخی شعور کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا دبیر کو نہ صرف اسلامی تاریخ اور اس کے واقعات سے دلچسپی تھی بلکہ عام سیاسی تاریخ سے بھی انہیں دلچسپی تھی ۔ چناں چہ اس مثنوی میں دہلی کے تاریخی حالات ملتے ہیں ۔شیر شاہ کا غلبہ، ہمایوں کی جلا وطنی ، اس کا شاہ ایران سے مدد طلب کرنا ، نادرشاہ کا دہلی آنا اور عہد محمد شاہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں ۔قرین قیاس ہے کہ یہ کسی نثری قصہ کو نظم کی صورت دی گئی ہے یا کسی منظوم مثنوی کا ترجمہ ہے ۔ اغلب ہے کہ یہ ماخذ کوئی فارسی کی کتاب رہی ہوگی ۔ اس مثنوی کا مقصد واضح نہیں ممکن ہے محض تفنن کے لئے کہی ہو ۔منظر نگاری نہ ہونے کے برابر ہے ۔ نادرشاہ کے کردار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔زبان وبیان میں دلکشی ہے ۔مسودہ نقل بھی نہیں ہوا ہے بلکہ ہنوز مسودہ کی شکل میں ہے ۔ اس کا دوسرا نسخہ بھی دستیاب نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ کوئی اس مثنوی کی نشاندہی نہ کرسکا ۔ جو نام اس مثنوی میں آئے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں ۔

ہند ۔ ایران ۔ کابل ۔ قندھار ۔ اٹک ۔ ہمسہ ۔ نادرشاہ ۔طماس ۔ شاہ صفی ۔محمد شاہ ۔ صمد خان ۔ ناصر ۔دارشکوہ ۔مظفر خان ۔علی خان قزلباش ۔خان معظم ۔مہر النسأ وغیرہ ۔

ڈاکٹر حیدری نے کچھ ناموں کا اس طرح اضافہ کیا ہے ۔ ابراہیم خان، ہادی علی خان، محمد شاہ قمر الدین ،سیف خان وغیرہ ۔

اگر چہ پوری مثنوی اس کتاب میں موجود ہے لیکن کیوں کہ اس کا پڑھنا مشکل اور بعض اشعار کا پڑھنا محال ہے راقم اس وقت صرف نمونہ کے طور پر چند اشعار پیش کررہا ہے ۔ آئندہ فرصت میں پوری مثنوی بخط خواندہ مع تشریحات پیش ہوگی ۔

وہ ٹیڑھی کلاہ اور وہ ترچھی نگاہ   یہ چاہا کہ سیدھا کروں اب چنخ

پلا جلد ساقی شراب رواں / کہ نادر چلا سوئے ہندوستاں

غرض سلطنت پر جو قادر ہوا / تو ہر کام نادر سے نادر ہوا

ہمایوں کے سلسلے میں شہ ہند کو لکھے گئے خط کے بارے میں نظم کرتے ہیں:

پر اوّل یہ جانے سے آیا خیال / شہِ کشور ہند کو لکھ یہ حال

اگرچہ بڑی ہے بہت شانِ ہند / پر اُن کا ہے ممنون سلطانِ ہند

کہ غالب ہوا جس گھڑی شیر شاہ / ہمایوں نے لی کوہ دہاموں کی راہ

یہاں شاہ طہماس تھے بادشاہ / ہمایوں ہوئے ان سے امداد خواہ

ہوا بس امداد پر وہ دلیر / کہ تھا بیشہ نسل حیدر کا شیر

کہا جد ہمارے ہیں شیر خدا / ہر ایک وقت میں سب کے مشکل کشا

گئے دشت میں یک بیک شہر سے / چھوڑا لائے سلمان کو شہر سے

وہاں شیر تھا اور یہاں شیر شاہ / ہمایوں کو اس شیر سے دو پناہ

سلطنت دہلی کا حال بھی اکثر اشعار میں نظم کیا ہے۔ نادر جو ایران سے دہلی آجاتا ہے اس کا حال اور تاریخ (ہجرت کی تاریخ) بھی کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کہا پھر بلا سے جو ہوئے وہ ہو / لکھا نامہ اس نے شہِ ہند کو

کتابت دی اک مرد ہشیار کو / روانہ ہوا آپ قندھار کو

صحیفہ کیا نامہ بر نے حصول / چلا جانب ہند بن کر رسول

لئے خط و سوغات ایران سے / وہ دلّی میں آیا بڑی شان سے

مورخ نے ہجرت کے سن برمحل / لکھے گیارہ سے اور ہفت و چہل

لکھا ہے کہ دلی میں باعزو جاہ / محمد شاہ ان روزوں تھا بادشاہ

دہلی میں خط کے تاثر اور نادر کی وقعت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

سبک تھا وہ خط پیشِ خورد و کلاں / حسینوں میں جیسے خطِ عاشقاں

ہوا خوار نادر کے خط سے وکیل / خط رخ سے معشوق جیسے ذلیل

ایران دہلی تھے یوں ہمکلام / کہ نادر ہے کس بے لیاقت کا نام

بڑا کاٹ سمجھا ہے تلوار میں　　کہ ایران سے آیا ہے قندھار میں
پڑھے لکھے سے کب ہوئے خطا　　برابر کا خط بادشاہ کو لکھا
کتابت میں طور مساوات ہے　　یہی چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے
کہاں کا اسے شاہ سے ربط ہے　　یقیں ہے کہ مردک کو کچھ ضبط ہے
فلک کے مقابل ہوئی ہے زمیں　　کوئی اس کو سمجھانے والا نہیں
کہ بابا کہاں تو کہاں بادشاہ　　یہ کوہ شکوہ اور تو اک برگ کاہ
یہ بیٹھے بٹھائے تجھے کیا ہوا　　ارے فصد کھلوا جو سودا ہوا
غرض مثل مکتوب تھا پیچ و تاب　　اڑھائی برس بعد لکھا جواب

اڑھائی برس کے بعد جواب پانے پر نادر کے تاثرات اس طرح نظم کئے ہیں:

پڑھا نامہ نادر نے جو ایک بار　　بڑھا اور اس خط سے دل کا غبار
نگاہ غضب سطروں میں گڑ گئی　　جبیں پر شکن قہر کی پڑ گئی
سوئے ہند فی الفور راہی ہوا　　نزول عتاب الٰہی ہوا

سلطنت دہلی کا بعض اشعار میں خوب نقشہ کھینچا ہے کہ بادشاہ کس طرح لہو ولعب میں مشغول تھا اور اسی کے جاں نثار بے دست و پا ہو رہے تھے۔ جب نادر حملہ آور ہوا تو کابل کے صوبہ دار نے کمک کے لئے عریضہ بھیجا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ مرزا دبیر کے اشعار میں اس کو ملاحظہ فرمائیں:

لکھا ہے کہ زمان رفیع المقام　　قوانین میں جس کا ناصر ہے نام
شہِ ہند کا ناصر و جاں نثار　　ہمہ سے کابل کے تھے صوبہ دار
شہِ ہند کو اس نے کی عرضداشت　　نہ کوئی دقیقہ کیا واگذاشت
لکھا یہ ہے تشویش بے حد ہوئی　　خبردار نادر کی آمد ہوئی
سمجھ کر کچھ ارشاد فرمائیے　　کمک کے لئے فوج بھجوائیے
لڑوں گا میں حضرت کے اقبال سے　　بھگاؤں گا اس کو برے حال سے
نہ تھا عیش سے بادشاہ کو فراغ　　جواب عرائض کا کس کو دماغ
عجب حشر دلی میں برپا ہوا　　شہ ہند چونکا ارے کیا ہوا

اس مثنوی میں اکثر جگہوں اور شخصیتوں کے نام آئے ہیں جن میں سے بعض کو نظم کرنا آسان نہیں تھا۔ چنانچہ مرزا دبیرؔ نے بھی اس مشکل کا اعتراف کیا ہے۔

دبیرؔ اب تردّد کا ہے سامنا ‏ ‏ ‏ ‏ ٹھہرنا سنبھلنا قلم تھامنا
یہ منزل وہ تاریک و باریک ہے ‏ ‏ ‏ ‏ کہ بے مشعلِ عذر ہوگی نہ طے
یہ ہے گو کہ بحر تقارب مگر ‏ ‏ ‏ ‏ کئی نام ہیں وزن سے دور تر
تکلف سے داخل کئے ہیں وہ نام ‏ ‏ ‏ ‏ کلام ان کی صحت میں ہے لا کلام
ولے شاعروں کا یہ ہے امتیاز ‏ ‏ ‏ ‏ ہے مالا بجور ان کی خاطر جواز
ہے اس قول سے تو غلط ہی صحیح ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ہے مذہب شاعرانِ فصیح
بہرحال سب سے یہ ہے التجا ‏ ‏ ‏ ‏ چھپانا خطا کو بچشم عطا
دبیرؔ اس قدر عذر بس بس خموش ‏ ‏ ‏ ‏ خدا نے دئے ہیں تجھے چشم و گوش

اختتام کے چند شعر یہ ہیں:

ہوئے شاہزادوں سے وہ ہمکنار ‏ ‏ ‏ ‏ کیا اوس نے والد کی طرح سے پیار
کرم سے دیا ہاتھ میں اس کے ہاتھ ‏ ‏ ‏ ‏ چلا چاہ سے بحر قطرے کے ساتھ
درخیمہ پہ جلد حاضر ہوا ‏ ‏ ‏ ‏ بغل گیر شرما کے نادر ہوا
دو چنداں ہوئی چشم کی آب و تاب ‏ ‏ ‏ ‏ کہ اک برج میں آئے دو آفتاب

کتابیات

آب حیات	مولانا محمد حسین آزاد	رام نرائن بینی مادھو الہ آباد ۱۹۶۲ء
ابواب المصائب	مرزا سلامت علی دبیرؔ	شاہد پبلی کیشنز، نئی دہلی ۲۰۰۴ء
اردو مرثیہ میں مرزا دبیرؔ کا مقام	ڈاکٹر مظفر حسن ملک	مقبول اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۶ء
اردو مثنوی شمالی ہند میں	ڈاکٹر گیان چند جین	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی ۱۹۸۷ء
المیزان	سید نظر الحسن رضوی فوق	مطبع فیض عام، علی گڑھ، ۱۹۱۶ء
اردو مثنویاں	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	قومی کونسل برائے فروغ زبان ۲۰۰۱ء
اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں	سید محمد عقیل رضوی	اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء
اردو غزل نعت اور مثنوی	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	الوقار پبلی کیشنز ۲۰۰۴ء
باقیات دبیرؔ	ڈاکٹر اکبر حیدری	اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ ۱۹۸۰ء
تاریخ اردو ادب	جمیل جالبی	زریں آرٹ پریس، لاہور ۱۹۱۸ء
تلاش دبیرؔ	کاظم علی خاں	نصرت پبلشرز، امین آباد، لکھنؤ ۱۹۷۹ء
تاریخی مثنویاں	کندن لال کندن	ایس کے آفسٹ پریس، دہلی ۱۹۹۱ء
دبستانِ دبیرؔ	ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۶۶ء
حیات دبیرؔ حصہ اول	افضل حسین ثابتؔ لکھنوی	مطبع سیوک سٹیم پریس، لاہور ۱۹۱۳ء
دفتر ماتم جلد بستم	مرزا دبیرؔ	مطبع احمدی لکھنؤ ۱۹۹۶ء

رزم نامہ دبیرؔ	سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۵۴ء
سبع مثانی	سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۲ء
سلک سلام دبیرؔ	مرتبہ: ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
شعر العجم جلد چہارم	شبلی نعمانی	مطبع معارف، اعظم گڑھ
شاعر اعظم مرزا دبیرؔ	ڈاکٹر اکبر حیدری	اردو پبلشرز، لکھنؤ ۱۹۷۶ء
شمس الضحیٰ	مولوی صفدر حسین	مطبع اثنا عشری، دہلی ۱۲۹۸ھ
کاشف الحقائق	امداد امام اثرؔ	مطبع اسٹار آف انڈیا ۱۸۹۷ء
طالع مہر	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
مرزا دبیرؔ اور ان کی مرثیہ نگاری	ڈاکٹر نفیس فاطمہ	لیتھو پریس، پٹنہ ۱۹۸۷ء
مرزا سلامت علی دبیرؔ	پروفیسر محمد زمان آزردہ	مرزا پبلشرز، حسن آباد، سری نگر ۱۹۸۵ء
میر تقی میر کلیات	میر تقی میر	لاہور
مجتہد نظم مرزا دبیرؔ	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
موازنہ انیسؔ و دبیرؔ	شبلی نعمانی	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۱۹۸۸ء
مقدمہ شعر و شاعری	الطاف حسین حالی	دہلی
نادرات دبیرؔ	ڈاکٹر صفدر حسین	چمن بک ڈپو، دہلی ۱۹۷۷ء

مثنوی

احسن القصص

(۳۳۱۶) اشعار

مثنوی

معراج نامہ

(684)اشعار

مثنوی بے عنوان
غیر مطبوعہ

اشعار(518)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جسے حق نے بخشی ہے قدرِ رفیع[1] — وہ برحق یہ پہلا ہے ماہِ ربیع[2]

خصوص آج کا روز کیا روز ہے — کہ شاہد[3] ہے ہفتہ یہ نوروز ہے

جھکے ہیں فلک کس کی تسلیم کو — کھڑی ہے زمیں کس کی تعظیم کو

قدم کس نے رکھا ہے یہ فرش پر — کہ معراج ہے فرش کو عرش پر

نشانِ قدم کس کا معراج ہے — کئی عرش اونچی زمیں آج ہے

پڑھو کلمہ گویو پڑھو اب درود — میں لیتا ہوں نامِ حبیبِ ودود[4]

شہِ مرسلاں قبلۂ شش[5] جہات — محمدؐ محمدؐ علیہ الصلوٰت

نمائندۂ راہِ حق بے گزند — کشایندۂ[6] کارِ پست و بلند

فرازندۂ[7] رایتِ[8] شرع و دیں — نوازندۂ[9] بے نوا و حزیں[10]

رفیع الفضیلت امیر الورا — وسیع المروّت کثیر الحیا

بشیر و نذیر و جمیل و حسیں — لطیف و شریف و امین و متیں

سرِ شرع و ایمان و فضل و کمال — جگر گوشۂ رحمتِ ذوالجلال

لغات 1- بلند 2- بسنت 3- گواہ 4- اللہ تعالٰی 5- چھ طرف 6- کھولنے والا 7- بلند کرنے والا 8- پرچم 9- ادا کرنے والا 10- غمگین

کرم ہے نبیؐ کا عجب واہ واہ
گنہ ہم کریں اور وہ عذر خواہ

کوئی بے مثال ایسا آیا نہیں
کہیں جسمِ انور میں سایا نہیں

نہ کیوں ساتھ سایہ کا ہو ناگوار
کہ فضلِ خدا ساتھ ہے سایہ دار

ہوا گم جو ظلِ[1] حبیبِ الٰہ
بنا سرمۂ چشم خورشید و ماہ

وہ سایہ بنا سائبانِ فلک
کہ سایہ کرے سب پہ محشر تلک

ملا سنگِ کعبہ کی طاعت[2] میں کچھ
ہوا صرف مہرِ نبوّت میں کچھ

وہ سایہ سیاہی بنا یک قلم
کیا کلکِ[3] قدرت نے قرآں رقم

اگر سرمہ دیں اس کا اہلِ زمیں
پڑھیں شب کو چیونٹی کا خطِ جبیں[4]

چھنی ہے یہ پلکوں کی چھلنی میں بات
خوشا سایۂ خسروِ[5] کائنات

کہ ہر چشمِ حق بیں کی پتلی بنا
ہوا خالِ[6] رخسارۂ انبیا

مگر ہیں یہ مضموں قیاساً فقط
کہیں جس کو اربابِ صحت غلط

یہ تاویلیں مانیں گے کب حق شناس
کہ ہے دُور شرعِ نبیؐ سے قیاس

یہ سایہ کی مدحت ہے عیب و گناہ
وہ ہے نور صاف اور پتلی سیاہ

دھواں پہنچے کب شعلۂ طور کو
یہ اندھیر ظلمت کہا نور کو

سزاوار[7] سایہ کی ہے یہ ثنا
کہ نورِ نگاہِ رسولاں بنا

نظر پر یہ مضمون بھی کم چڑھا
سبق وحی کا عقلِ کل سے پڑھا

کہ سایہ نہ ہونے کی ہے یہ دلیل
وحید[8] الورا ہیں رسولِؐ جلیل

یہ ہیں عاشقِ وحدہٗ لاشریک
نہیں عشق میں کوئی اُن کا شریک

یہ تہلیل[9] و تحمید میں ایک ہیں
یہ اصحابِ توحید میں ایک ہیں

نہیں شرکتِ سایہ اس راہ سے
جدا ہیں نبیؐ ما سوئی[10] اللہ سے

دبیر اب کمیتِ[11] قلم روک لے
نظامی کو اس نظم میں ٹوک لے

1-سایہ 2-روپ 3- قلم 4- پیشانی 5- شہنشاہ 6- تل
7- قابل 8- یکتا 9- کلمہ پڑھنا 10-سوائے 11- سرخ گھوڑا

نبیؐ کی ولادت میں سب کہہ گئے
مضامین پیدا کر اب تو نئے

عدم سے نسیمِ بہاری چلی
گلِ ہاشمی کی سواری چلی

فنا شر کو جن و بشر پاتے ہیں
کہ دنیا میں خیر البشرؐ آتے ہیں

فلک پر زمیں کا دماغ آج ہے
ہر اک ذرّہ خورشید کا تاج ہے

ہوا دین دنیا میں ہر سو عیاں
ندا کفر کی ہے چھپوں میں کہاں

چہ سحر و چہ افسوں[1] چہ کذب[2] و دروغ
ہوئے آج بے اصل[3] اور بے فروغ

دم وِردِ الحمدللہ ہے
عجب نور ماہی[4] سے تا ماہ ہے

منور ہے جولاں[5] گہِ اشتیاق
کہ پیدا ہوا شہسوارِ بُراق

نبیؐ کی ولادت کا دن آج ہے
علیؑ کے محبوّں کو معراج ہے

وہ خورشید عالم میں ہے جلوہ گر
کیا جس نے انگلی سے شق القمر

پر انگشت تھی چاند میں اس طرح
الف ماہ کے بیچ میں جس طرح

جہاں نور سے آج معمور[6] ہے
خوشی ہے قریب اور غم دور ہے

مبارک بہت یہ مہینا ہوا
کہ عیش و فرح[7] کا قرینا ہوا

نویں کو عدو کا ہوا پیٹ چاک
ہوا ابنِ سعدِ ستمگر ہلاک

ہوئی چودھویں کو یہ عیدِ سعید
گیا سوئے دوزخ یزیدِ پلید

ہوئی ہفدہم[8] کو یہ دولت حصول
کہ دنیا میں آئے جنابِ رسولؐ

کیا دین نے ہر طرف بندوبست
ہوا پایا[9] عزّیٰ کی عزت کا پست

ملی خاک میں آبروے منات
لگی لات کے سر پہ ایماں کی لات

جدا آج باطل سے حق ہوگیا
جگر اہلِ بدعت کا شق ہوگیا

زمیں پر فلک سے برستا ہے نور
تجلّی میں ہر خار ہے نخلِ[10] طور

لرزتے ہیں شعلہ صفت ظلم و شر
کہ دنیا میں آتے ہیں خیر البشرؐ

1- جادو، طلسم 2- جھوٹ 3- بغیر جڑوں کے 4- مچھلی 5- دوڑنے کی جگہ
6- بھرا ہوا 7- خوشی 8- سترہ (17) 9- بنیاد 10- درخت

مجھے بھی یہ اس وقت آیا خیال	کہ میں بھی کسی شاخ سے ہوں نہال[1]
بڑھایا بہت ہاتھ میں نے ادھر	پہ نخل[2] طلب میں نہ آیا ثمر[3]
تحیّر[4] ہوا مجھ کو اس بات میں	نہ شاخ اس کی آئی مرے ہات میں
یکایک یہ دی اس جواں نے صدا	تعجب نہ کر اس میں اے باخدا
ہیں لپٹے ہوئے اس سے یہ جو بشر	ترے نخل سے ہوں گے سب بہرہ ور[5]
سنا جب کہ کاہن نے میرا یہ خواب	بہت دل کو اس کے ہوا پیچ و تاپ
ہوا خود بخود رنگ چہرے کا زرد	وہ سینہ سے بھرنے لگا آہ سرد
بڑی دیر میں سوچ کر یہ کہا	اگر خواب صادق ہے یہ آپ کا
تو صلبِ[6] مطہر سے اے متقی	یقیں ہے کہ پیدا ہو کوئی نبیؐ
مری بات میں جانیو تم نہ فرق	کرے گا وہ تسخیر[7] سب غرب و شرق
کہاں ہے تو اے ساقیٔ بزم دیں	پلا جامِ حبّ شہِ مرسلیںؐ
بیاں کرتا ہے راویٔ خوش مقال[8]	امامِ رسلؐ کی ولادت کا حال
دمِ صبح جمعہ کو چمکا یہ نور	ہوئے رونق افزائے دنیا حضور
عناد[9] و نفاق و دروغ و ستم	گئے سب جہاں سے بسوئے عدم
عجب نور تھا ہر طرف کو عیاں	کہ جھکتے تھے سجدے کو اہل جہاں
ولادت کے اعجاز ہیں بے شمار	کتابوں سے ہیں سر بہ سر آشکار
کراماتِ یوسفؑ عیاں ہوگئی	زلیخائے دنیا جواں ہوگئی
وہ کسرا عجم کا تھا جو بادشاہ	محل اس کا محکم تھا بے اشتباہ[10]
وہ لرزا ولادت کے وقت اس قدر	کہ چودہ گرے کنگرے خاک پر
یہاں عقل نے خوب تاویل[11] کی	مگر ہے یہ تائید جبریلؑ کی
عیاں ان پہ ہے جو کہ بندے ہیں نیک	کہ ہیں چاردہ[12] تن حقیقت میں ایک

1-سرسبز 2-درخت 3-پھل 4-حیرت 5-فائدےمند 6-نسل

7-فتح کرنا 8-بیان 9-دشمنی 10-بغیر غلطی 11-تعبیر 12-چودہ(14)

علیؓ نص[1] قرآں ہے نفسِ رسولؐ — جگر گوشۂ مصطفےٰ ہیں بتولؓ
نبیؐ کے رُخِ پاک سے بے گماں[2] — نشان سیزدہ[3] نور کا تھا عیاں
ادب تھا ہر اک تن کا مدِّ نگہ — زمیں پر گرے کنگرے چاردہ[4]
ہوئے سرد کفّار کے دست و پا — کہ ایراں کا آتشکدہ بجھ گیا
لبالب جو ساوہ میں دریاچہ تھا — ہوا خشک ایسا کہ گویا نہ تھا
تحیّر[5] میں تھے فارسی چار سو — کہ مشکل تھی دریاچہ[6] کی جستجو
یہی شور تھا کس کو پُوجیں گے اب — کہ دریاچہ گُم ہوگیا ہے غضب
ہوا سحرِ جادوگراں بے اثر — زمیں کو نہ تھی آسماں کی خبر
وہ بُت جن کو نا فہم سمجھے خدا — گرے منہ کے بل خود بخود جابجا
لکھا ہے جب آئی ولادت کی شب — فرشتوں کو پہنچا یہ فرمانِ رب
شیاطیں فلک پر نہ اب آنے پائیں — خبر یہاں کی لے کر زمیں پر نہ جائیں
اگر حاضر ابلیسِ مغرور ہو — کہو دور ہو دور ہو دور ہو
شیاطیں پہ تیرِ شہابی[7] چلیں — پر و بال کیا خود وہ ناری جلیں
پھر اک نور پیدا ہوا ناگہاں — بہ سمتِ حجاز آیا جلوہ کناں
وہ پھیلا عجب شان سے دہر[8] میں — کہ تخت الٹے شاہوں کے ہر شہر میں
جو تھے بادشاہانِ عالی وقار — وہ سب گونگے بہرے ہوئے ایک بار
یہ ہے حضرتِ آمنہ کا بیاں — شبِ وضعِ[9] حملِ رسولؐ زماں
ہوا مجھ پہ طاری یہ خوف و خطر — کہ سینہ میں ہلتا تھا میرا جگر
تحمّل کا مجھ میں نہ تھا بالقوا[10] — کہ مرغ سفید ایک پیدا ہوا
ادب سے پر و بال وہ کھول کر — ہوا سایہ افگن[11] مرے فرق[12] پر
مرے دل سے سب خوف زائل ہوا — سراپا پھر آرام حاصل ہوا

1-جوہر 2- بے شک 3- تیرہ (13) 4- چودہ (14) 5- حیرت 6- جھیل
7- شہاب ثاقب 8-دنیا 9- زچگی 10-قوت 11- سائبان 12- سر

نظر آئیں پھر عورتیں خوش جمال[1]
نمود[2] ان سے حوروں کا جاہ و جلال

بدن پر مزیّن لباس جناں[3]
شمیم[4] بہشت ان کے تن سے عیاں

ہتھیلی پہ ان کے بلوریں تھے جام
بھرا ان میں شربت جناں کا تمام

کہا مجھ سے آکر سوئے میمنہ[5]
مبارک ہو فرزند اے آمنہ

ترے گھر میں جنت سے آئے ہیں ہم
یہ شربت پلانے کو لائے ہیں ہم

وہ شربت لیا اور میں نے پیا
نظر آئی پھر قدرتِ کبریا

ہوئے زیب آفاق خیر البشرؐ
مرا گھر بنا برجِ شمس و قمر

عجب نور آنکھوں سے لامع[6] تھا واہ
و مرمل[7] کہ ٹھہرے نہ میری نگاہ

ہوا روشنی کا یہ اس دم وفور[8]
نظر قصرِ شام آگئے بے قصور

بوقت تولد فرشتے تمام
غلامانہ آئے پئے اہتمام

جو دیکھا جمالِ رسولؐ انام
کیا صف بہ صف جھک کے سب نے سلام

نبیوں کی روحیں بھی موجود تھیں
کمر بستہ رضوان خلدِ بریں

ہر ایک ساکنِ عرش ربِّ غفور
لئے ہاتھ میں طشت و ابریق[9] نور

دیا غسل آبِ جناں سے شتاب[10]
بنا غسل کا آب عطرِ گلاب

حریر سفید ایک نے وا کیا
نکالی عجب خاتمِ پُر ضیا

دھرا اس کو جو پشت کے درمیاں
ہوا نقشِ مہر نبوت عیاں

زمیں پر جو رکھا نبیؐ نے قدم
کیا پہلے سجدے میں سر اپنا خم

کیے ہاتھ قبلہ کے جانب دراز[11]
کہے ربِّ اکبر سے کچھ دل کے راز

فلک سے پھر اک ابر آیا وہاں
محمدؐ کو بر[12] میں لیا مثلِ جاں

یہ ہاتف کی بادل کو آئی ندا
پھرا لا مرے دوست کو جا بجا

چہ مشرق چہ مغرب چہ بحر و چہ بر
دو عالم زیارت سے ہوں بہرہ ور[13]

1-خوب صورت 2-ظاہر 3-جنت کا لباس 4-خوشبو 5-سیدھی جانب 6-شعلہ
7-پازیب 8-زیادہ 9-لوٹا 10-جلدی 11-بڑھایا 12-پہلو 13-فائدہ مند

مرے گھر کے مالک کو پہچان لیں
کہ وہ انھیں دیکھ لیں جان لیں

نہاں[1] ہوگیا پھر وہ ابرِ سفید
چھپا یک بیک آفتابِ امید

مگر قدرتِ حق سے ایک دم کے بعد
درخشاں[2] ملا گھر میں وہ نجم[3] سعد

لباس سفید آیا بر[4] میں نظر
مثال مہ چاردہ[5] جلوہ گر

لیا میں نے پھر بر میں دلبر کو زود[6]
وہ گل بر میں تھا اور زباں پر درود

کہاں ہے تو اے ساقیِ نیک نام
شراباً طہورا کے دے بھر کے جام

سناؤں میں اب معجزاتِ رسولؐ
کہ شیعوں کو تازہ ہو فرحت[7] حصول

سراقہ بن جعثم اک تھا عرب
حبیبؐ خدا کا عدو بے سبب

ہمیشہ وہ رہتا تھا گرمِ فساد
پیمبرؐ سے رکھتا تھا دل میں عناد[8]

چلے جب مدینہ سے کعبہ کو شاہ
سراقہ نے بھی لی مدینہ کی راہ

یہ تھا قصد شہ کو پکڑ لایئے
اذیت[9] پیمبرؐ کو پہنچایئے

غرض جب وہ پہنچا نبیؐ کے قریں[10]
ہوا اس کا رہوار غرقِ زمیں

پریشاں و حیراں و ششدر[11] ہوا
کہا دل سے وعدہ برابر ہوا

پکارا سوئے خاتمِ انبیاؐ
کیا تھا جو کچھ اس کی پائی سزا

بلا شبہ تم ہو رسولِؐ خدا
مجھے اس بلا سے کرو اب رہا

پیمبرؐ نے کی اس کے حق میں دعا
زمیں سے ہوئے پائے توسن[12] جدا

یہ اس نے جو دیکھا کمالِ رسولؐ
کیا دین حضرت کا دل سے قبول

روایت ہے یہ ابنِ عباس سے
حکایت ہے یہ ابن عباس سے

ز راہِ جہالت ابو جہل بد
پیمبرؐ سے رکھتا تھا دل میں حسد

گروہِ قریشی سے اس نے کہا
نہیں زور احمدؐ سے چلتا مرا

ہزاروں طرح سے میں کرتا ہوں کد[13]
مگر سحر[14] ہوتا نہیں ان کا رد

1- پوشیدہ 2- روشن 3- خوش بخت ستارہ 4- بدن 5- چودہ 6- جلدی 7- خوشی
8- دشمنی 9- تکلیف 10- قریب 11- حیران 12- رتّی 13- سختی 14- جادو

ترقی پہ اسلام ہے صبح و شام
ہمارا تمھارا ہے کم احترام

محمدﷺ نے کی تلخ میری حیات
ملا خاک میں نام لات و منات

ارادہ کیا ہے یہ اب ہو کے تنگ
کہ سر پر لگاؤں دمِ سجدہ سنگ

دل ان کے عزیزوں کا خستہ[1] کروں
میں پتھر سے موتی شکستہ کروں

غرض سنگ دل لے کے سنگِ گراں
ہوا کعبۂ دیں کے جانب رواں

ہوا اس کا مسجد میں اس دم ورود[2]
کہ مولاﷺ تھے صرفِ[3] رکوع و سجود

ادھر تو گئے سجدے میں مصطفاﷺ
ادھر لے کے پتھر یہ ظالم بڑھا

مگر تیر ہیبت سے دل چھن گیا
اٹھاتے ہی پتھر وہ بت بن گیا

پھرا کانپ کر وہاں سے وہ ناخلف
گیا اپنے ہم مذہبوں کی طرف

لگے پوچھنے اس سے سب نابکار[4]
کیا کیوں نہ تونے پیمبرﷺ پہ وار

ہوا کیا یہ تجھ کو جو ہے بے حواس
نہ اس دم تھا کوئی پیمبرﷺ کے پاس

یہ کہنے لگا ان سے وہ بے ادب
نہیں ہے تعجب جو مرجاؤں اب

گیا جب میں شاہ رسلﷺ کے قریب
نظر آیا مجھ کو اک اشتر مہیب

کھڑا ہے قریب ان کے کھولے دہن
یقیں تھا کہ حملہ کرے دفعتن

اگر میں لگاتا پیمبرﷺ پہ سنگ
نگل جاتا اشتر[5] مجھے بے درنگ[6]

یہ روداد سن کر ہوئے دنگ سب
زہے معجزاتِ رسولﷺ عرب

دبیرؔ اب اٹھا بات سوئے فلک
کہ آمین کہتے ہیں حور و ملک

تجھے اس کی سوگند[7] اے کردگار
ہوا آج پیدا جو عالی وقار

تجھے اس کے فرقِ[8] مبیں کی قسم
سرِ عرش پر جس نے رکھا قدم

جو ہیں دوستانِ رسولﷺ خدا
تو ایمانِ کامل انھیں کر عطا

چہ صولت[9] چہ دولت چہ عزو جلال
الٰہی عطا کر انھیں سب کمال

1- رنجیدہ 2- داخلہ 3- مصروف 4- بدمعاش 5- اونٹ 6- بے وقفہ
7- قسم 8- سر 9- رعب

کدھر ہے تو اے ساقی ماہ رو[1]
شرابِ مسرت سے بھر دے سبو[2]

عیاں بست و ہفتم رجب کی ہوئی
مہیا مراد آج سب کی ہوئی

خوشی کی ہمیں آج تاکید ہے
ارے عید ہے عید ہے عید ہے

مئے عیش سے مست ہیں حیدری
نبیؐ کو ملی آج پیغمبری

رسولِؐ خدا جب کہ پیدا ہوئے
تو اسرار حق کے ہویدا ہوئے

حبیبِ خدا ہیں جنابِ رسولؐ
ہوا سب کو ایمان ان سے حصول

پیمبرؐ کوئی بعد ان کے نہیں
یہ مرسل ہیں اور خاتم المرسلینؐ

جہاں میں جو آئے خدا کے حبیب
ہوئی زیب و زینت عجیب و غریب

چراغِ رسالت جو روشن ہوا
ضیا بار ایماں کا گلشن ہوا

نبوت نبیؐ کی جو ظاہر ہوئی
شریعت سے سب خلق ماہر ہوئی

نہ خاک و ہوا تھی نہ آتش نہ آب
کہ روشن تھا نورِ رسالت مآبؐ

نہ آدم نہ حوّا نہ غلماں نہ حور
ہزاروں برس پیشتر تھا یہ نور

ہزاروں ہیں اعجاز شاہِ زماںؐ
کروں کس زباں سے میں ان کا بیاں

نکلتے تھے جب گھر سے خیر البشرؐ
تو جھکتے تھے تسلیم کو سب شجر

صدا آتی تھی ہر طرف سے یہی
نبیؐ ہے نبیؐ ہے نبیؐ ہے نبیؐ

یہ سر سے قدم تک ہویدا تھا نور
کہ پیدا تھی جس سے تجلیِ طور

ہدایت میں دن رات مصروف تھے
تمام امر و نہی ان پہ موقوف تھے

علیؑ ان کی جانب سے تھے حکمراں
وہ مثلِ دہن تھے یہ گویا زباں

ملا جو علیؑ سے نبیؐ سے ملا
نبیؐ سے ملا جو علیؑ سے ملا

جو ان سے ملا مدعا مل گیا
خدا مل گیا بس خدا مل گیا

چہ وحش[5] و طیور و چہ جن و بشر
سمجھتے تھے سب کی زباں سر بسر[6]

1- چاند سورج 2- جام 3- ساتویں 4- ظاہر

5- وحشی جانور 6- پوری طرح

یہ وہ گل ہے اے شیعۂ حق شناس[1] — کہ جس سے ہے گلشن کے پھولوں میں باس
جو ہو ان کی طاعت میں دل سے رجوع — ملے روزۂ غیب اسے وقت جوع[2]
گئے عرش پر جب رسولؐ خدا — ملا قاب و قوسین کا عزّ و جاہ[3]
قریبِ خدا تھے یہاں تک جناب — فقط آنکھ کا بیچ میں تھا حجاب
یہی حکمِ خالق ہے سب پر مدام[4] — کہ بھیجو نبیؐ پر درود و سلام
خدایا کرم کر بحق نبیؐ — کہ ایماں کی دولت سے کردے غنی
گنہ میرے بخش اے غفور الرحیم — کرم کر کرم اے خدائے کریم
اگر ہو خراساں میں جانا مرا — بہت سے بہت ہے یہ احساں مرا
یہ ہے آرزوے دبیرؔ اے خدا — بنا مجھ کو زوّارِ موسیٰ رضاؑ

حال ولادت باسعادت حضرت صدیقہ فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا

زمیں پر کھڑی ہیں صفیں حور کی — زمانے میں آمد ہے کس نور کی
نثار اس تجلّی[5] پہ جبریلؑ ہے — ورِ عرشِ اعظم کی قندیل ہے
تجلّی ہے اس فخرِ جمہور کی — جسے حق نے بھیجی دعا نور کی
نبیؐ ہیں فقط دید[6] سے بہرہ مند[7] — ادب سے ستاروں کی آنکھیں ہیں بند
تولّد کا ان کے عجب روز ہے — کہ اس روز کے بعد نوروز ہے
نہ ہوگا ثنا کا کبھی خاتمہ — کہو شیعو صل علےٰ فاطمہؑ
ادھر مرتضؑیٰ کی خلافت کی عید — اُدھر فاطمہؑ کی ولادت کی عید
خدا سے ہے کیا فاطمہؑ کو نیاز — انھیں کی ہے تسبیح بعد از نماز
زہے شوکت و قدر و شانِ بتولؑ — سرِ عرش ہے آستانِ بتولؑ
وہ خوشبوئے قدرت ہے ان سے نمود[8] — درود ان پہ پڑھتا ہے ہر دم درود
سراپا جلالِ خدا ہے عیاں — یہ شاہِ زناں[9] ہیں یہ شاہِ زناں

1- حق جاننے والا 2- بھوک 3- عزت وحشم 4- ہمیشہ 5- روشنی
6- دیدار 7- فائدہ مند 8- ظاہر 9- عورتوں کی سردار

نہ تھا آسمان و زمیں کا نشاں — مگر نورِ زہراؑ تھا جلوہ کناں[1]

شرف[2] میں ہیں یہ مثلِ خیر الوریٰؐ — وہ خیرالبشرؐ ہیں یہ خیرالنساءؑ

خدا کی ہے قدرت کا ان سے ظہور — ہوا نورِ خالق سے مشتق[3] یہ نور

ہوا ان کا دنیا میں جس دم ظہور — ہوئی ظلمتِ کفر ایماں سے دور

یہ کی نورِ زہراؑ نے جلوہ گری — کہ ذرّے بنے زُہرہ و مشتری

مصاحب[4] ہر اک وقت یادِ خدا — کنیزیں ہیں دو ان کی شرم و حیا

یہی ہیں عزیزِ خدائے عزیز — سلیماں کی بیٹی ہے ان کی کنیز

بیا ساقیِ بزمِ ایماں بیا — بدہ[5] ساغرِ حبِّ خیرالنساءؑ

زباں میری آبِ گہر سے دُھلا — کہ ہے دُرجِ[6] عفّت کے دُر کی ثنا

روایت یہ صادقؑ سے ہے دل پذیر — سُنیں گوشِ[7] دل سے صغیر و کبیر

ملائک کا مالک وہ کُل کا اِمام — خدا و پیمبرؐ کا اُس پر سلام

وہ خیر الامم کا چھٹا جانشین — یہ ارشاد کرتا ہے اے مومنین

یہ شیدائے زہراؑ تھے خیرالانام — کہ بو سونگھتے تھے وہ ان کی مدام[8]

یہ تھا عائشہ کو بہت ناگوار — کہا اس نے اے عاشقِ کردگار

بہت ان پہ ہو مہرباں یا رسولؐ — سدا سونگھتے ہو شمیمِ[9] بتولؑ

انھیں کا ہر اک دم جو بھرتے ہو دم — عزیز اور کیا ہیں محبت میں کم

یہ سُن کر جنابِ رسولِؐ زماں — لبِ لعل سے یوں ہوئے درفشاں[10]

مجھے رتبہ معراج کا جب ملا — زمیں سے یکایک فلک پر گیا

ہوا ناگہاں حکمِ ربِّ جلیل — مجھے لے گئے خُلد میں جبرئیلؑ

یہ معراج کا پھل دکھایا مجھے — کہ طوبیٰ کا میوہ کھلایا مجھے

اثر میوہ کا حق نے ظاہر کیا — سوئے پشتِ[11] خلق اب طاہر کیا

1-جلوہ گر 2-منزلت 3- حاصل۔ حصہ 4-اصحاب 5-دے 6- عصمت کا جوہری صندوقچہ

7- دل کے کان سے 8-ہمیشہ 9- خوشبو 10-موتی لٹانے والا 11-نسل

اسی آبِ قدرت سے اے بے خبر
ہوئی خلق یہ بنتِ خیرالبشرؐ

نہ سونگھوں میں کس طرح زہراؑ کی بو
کہ زہراؑ سے آتی ہے طوبیٰ کی بو

نہ تھی خاک و آتش نہ آب و ہوا
مگر نورِ زہراؑ تھا جلوہ نما

کہا بعضوں نے اے شفیعِ اُمم
بشر سمجھیں زہراؑ کو یا حور ہم

نبیؐ بولے باطن میں یہ حور ہے
پہ ظاہر میں انسیہ مشہور ہے

کہا پھر یہ لوگوں نے اے حق شناس
یہ ہے خدمتِ پاک میں التماس

حقیقت ہو اس نور کی کچھ بیاں
کہ رازِ نہاں ہم پہ ہووے عیاں[1]

مخاطب ہوئے ان سے خیرالانامؐ
یہ اسرارِ حق ہے کروں کیا کلام

کیا خلق آدم سے پہلے یہ نور
ہوا حکمتِ حق کا ہر جا ظہور

کہا سب نے یہ نورِ خیرالنساءؑ
جب آدم سے مخلوق پہلے ہوا

کہاں جلوہ گر تھا یہ بتلایئے
تسلّی غلاموں کی فرمایئے

ہوئے ہم سخن یہ رسولؐ کبار[2]
سنو نکتۂ قدرتِ کردگار

کہ موجود اک شیشۂ نور تھا
یہ نورِ بتولؑ اس میں مستور[3] تھا

عزیز اس کو رکھتا تھا جو کبریا
تہِ عرش پھر اس کو قائم کیا

کہا سب نے بالکل بیاں کیجئے
خورش[4] اس کی کیا تھی بتادیجئے

ہوئے حرف[5] زن یوں رسولِ عربؐ
غذا اس کی نامِ خدا یادِ رب

قوی[6] تھا عبادت کی تحصیل[7] سے
وہ تازہ تھا تسبیح و تہلیل سے

جب آدم کو حق نے ہویدا[8] کیا
ہمیں صلبِ[9] آدم سے پیدا کیا

ہوا جب یہ مطلوب ربِّ ہدا
کہ پیدا ہو خاتونِ ارض و سما

دیا حق نے جبریلؑ کو ایک سیب
وہ اک سیب تھا سب بہشتوں کی زیب[10]

مَلک نے میرے پاس حاضر کیا
کہا لیجئے ہدیۂ کبریا

1- ظاہر 2- رسول بزرگ 3- چھپا ہوا 4- خوراک 5- بولے 6- مضبوط
7- حاصل 8- ظاہر 9- نسب 10- لایق

شرائط ادب کے بجا لایئے / یہ سیبِ جناں نوش فرمایئے
تفاخر[1] سے وہ ہدیہ میں نے لیا / ولیکن دونیم[2] اس کو جس دم کیا
ہوا شعلۂ نور ایسا بلند / کہ دہشت سے کانپا میرا بند بند
کہا مجھ سے جبریلؑ نے یا رسولؐ / کہ خائف[3] نہ ہو ہے یہ نورِ بتولؑ
مبرّا[4] ہے یہ سیب آسیب[5] سے / نہ آسیب پہنچے گا اس سیب سے
مددگارِ کونین ہے فاطمہؑ / امامت کا ہے نسل میں خاتمہ
یہ مشکل میں امت کے کام آئے گی / خدا سے محبوں کو وہ بخشائے گی
یہ سُن کر میرے دل کو آیا قرار / بجا لایا میں شکرِ پروردگار
کیا نوش سیبِ بہشتِ نعیم / ہوا صلب[6] میں نورِ زہراؑ مقیم
صدوق[7] اس کے ہیں راویِ باصفا / کہ صادقؑ سے ابن عمر نے کہا
ترے میں فدا تیرے جد کے نثار / اس الطاف[8] کا ہوں میں امیدوار
کہ خیرالنسأ کی ولادت کا حال / بیاں کیجئے آپ اے خوش خصال[9]
یہ بولا وہ آرام جانِ بتولؑ / ہوا جب خدیجہؑ سے عقدِ رسولؐ
ہوئیں منحرف سب زنانِ قریش / پئے[10] طعن کھولی زباں کھاکے طیش
غرض قطع ہر اک نے کی رسم وراہ / رہی گھر میں تنہا وہ عفت پناہ
نہ ہمدم نہ مونس نہ کوئی شفیق / شب و روز تنہائی تھی بس رفیق
کہ ناگہ ہوا فضلِ ربِّ ہدا / ہوئیں زینتِ بطن خیرالنسأ
ہوئے بطن سے رازِ غیب آشکار / کہ تھا بطن قرآں کا اس میں قرار
خدیجہؑ کا ہوتا تھا جب دل اُداس / کلام ان سے کرتی تھی یہ حق شناس
خدیجہؑ کے دل کو یہ بہلاتی تھیں / نئی بات ہر روز فرماتی تھیں
انھیں حق نے عیسیٰؑ کا رتبہ دیا / سخن ماں سے ماں کے شکم میں کیا

1- فخر سے   2- دو نصف   3- خوف زدہ   4- علیحدہ   5- بلاؤں   6- نسل
7- عالم دین   8- محبت   9- عادت   10- کے لئے

گھر آئے جو ایک دن رسولِؐ انام
تو پوچھا یہ تم کس سے تھیں ہم کلام

خدیجہؓ نے یہ مسکرا کر کہا
نہیں اطلاع اس کی حضرت کو کیا

بظاہر نہ تھا کوئی ہمدم مرا
بباطن ہوا اب یہ فضلِ خدا

مرے بطن میں ہے جو خورشید رُو
وہ کرتی ہے تنہائی میں گفتگو

مری قوم نے جو کنارا کیا
اسے حق نے مونس ہمارا کیا

یہ سُن سُن کے بولا وہ حق کا حبیبؐ
خدیجہؓ بڑی ہے تو صاحب نصیب

ابھی طوطیِ سدرۃ المنتہےٰ
میرے پاس آئے بحکمِ خدا

ہوئے اس طرح سے وہ نغمہ سرا
خدا نے ہے تم سے یہ اُس دم کہا

خدیجہؓ کو ہم نے کیا محترم
کیا ہم نے اُس پر سراسر[2] کرم

وہ دختر اسے ہم کریں گے عطا
کہ امت کی خاطر ہے ظلّ[3] خدا

وہ عالم میں شاہِ زناں ہوئیگی
وہ گیارہ اماموں کی ماں ہوئیگی

عیاں نسل سے اس کے ہوں گے امام
خلیفہ خدا کے ہیں وہ والسلام

ہر اک ختم ان پر شرف ہوئیگا
عمل ان کا چاروں طرف ہوئیگا

قوی ان سے ہوئیگا دینِ خدا
جہاں میں وہ ہوں گے امینِ خدا

خدیجہؓ نے جس دم یہ مژدہ[4] سنا
کیا سجدۂ شکرِ خالق ادا

ہوئی مدت حمل[5] ناگہ بسر
نمایاں ہوئے دردزہ[6] کے اثر

ہوا تلخ تنہائی سے شہد عیش
گھروں سے طلب کیں زنانِ قریش

نہ آئی خدیجہؓ کے گھر کوئی زن
ہوئی بلکہ ہر ایک زن طعنہ زن

یہ پیغام بھیجا سبھوں نے بہم
کہ صاحب کے گھر میں نہ آئیں گے ہم

بڑا رنج حضرت نے ہم کو دیا
کہ محتاج سے عقد اپنا کیا

گوارا کیا آپ نے اس کا ساتھ
زر و سیم[7] سے جس کے خالی ہیں ہاتھ

1-مددگار 2- مسلسل 3- سایۂ خدا 4- خوش خبری 5- حاملگی
6- زچگی کا درد 7 سونا چاندی

یتیمِ ابو طالبؑ خوش[1] سیر
نہ رکھتا ہے دولت نہ لعل و گہر

جو تم عقد کرتیں کسی اور سے
تو مہمان ہم آتے ہر طور سے

ہوئیں اس بیاں سے خدیجہؑ ملول
کہ یہ عذر تھا ان سبھوں کا فضول

محل میں تھی ششدر[2] وہ عرش آستاں
ہوئیں عورتیں چار ناگہاں عیاں[3]

خوش اندام[4] خوش وضع صاحب جمال
مہ چاردہ[5] ان کے چہرے کا حال

زنانِ عرب کی شباہت نہ تھی
عرب میں کسی کی یہ شوکت نہ تھی

خدیجہؑ پہ یہ خوف طاری ہوا
کہ نامِ خدا منہ سے جاری ہوا

کیا اک نے یہ پاس آکر کلام
تو ڈرتی ہے کیوں ہم سے اے نیک نام

نہ گھبراؤ اے مادرِ فاطمہؑ
بزرگی کا تم پر ہوا خاتمہ

خدارا نہ ہو اس قدر بے حواس
کہ بھیجا ہے حق نے ہمیں تیرے پاس

یہ تجھ پر ہوا فضلِ ربِ زمن
تری چاروں بہنیں ہیں ہم اے بہن

یہ تجھ پر ہے الطاف ربِ جلیل
کیا ہم کو اس وقت تیرا کفیل[6]

وہ موسیٰؑ کی خواہر ہے کلثومؑ نام
خدا ان کے بھائی سے تھا ہم کلام

وہ سارہؑ خلیلِ خدا کی ہے زن
وہ ہے آسیہؑ عاشقِ ذوالمنن

میں عیسیٰؑ کی مادر ہوں مریمؑ لقب
تمھاری اطاعت میں حاضر ہیں سب

یہ حکمِ خدا ہے خدا کی قسم
جو فرماؤ تم وہ بجا لائیں ہم

کیا اک نے پیشِ خدیجہؑ مقام
سوئے[7] پشت اک بیٹھی بعد از سلام

رہیں دوسو بیٹھیں یمین[8] و یسار[9]
ہوا پنجتنؑ کا شمار آشکار

ہوا ناگہاں عرش مجرے[10] کو خم[11]
کہ زہراؑ کے آئے زمیں پر قدم

زہے نورِ رُخ کی ضیا افگنی[12]
ہوئی فرش سے عرش تک روشنی

زمین و فلک میں رہا کچھ نہ فرق
منوّر ہوئے نور سے غرب و شرق

1- خوش رات 2- حیران 3- ظاہر 4- خوش بدن 5- چودھویں کا چاند 6- سرپرست
7- پیچھے 8- سیدھے 9- بائیں طرف 10- سلام 11- جھکے 12- ڈالنے والا

فلک جھک کے پا بوسِ[1] زہراؑ ہوا — زمیں کا بھی رتبہ دوبالا ہوا
ہوئیں اور دس عورتیں پھر نمود[2] — ہر اک کی زباں پر تھا جاری درود
شکوہ و جلالت کا رُخ سے ظہور — لئے ہاتھوں میں طشت و ابریقِ[3] نور
ہر ابریق میں چاند کی آب و تاب — لبالب بھرا ان میں کوثر کا آب
وہ سب عورتیں تھی بہت شادماں[4] — مبارک سلامت تھا وردِ زباں
کوئی لیتی تھی گود میں پیار سے — کوئی منہ کو ملتی تھی رخسار سے
حضور خدیجہؑ تھیں جو خوش نہاد[5] — بسرعت[6] اٹھی واں سے وہ ہو کے شاد
محبت سے آغوش کو وا کیا — خدیجہؑ کے دلبر کو بر[7] میں لیا
پھر اس نے دھرا گوشِ زہراؑ پہ لب — کہے چپکے چپکے کچھ احکامِ رب
وہیں فاطمہؑ نے بصد عزو جاہ — بیاں کی فصاحت سے حمد الٰہ
ہوئیں بعد کلمہ کے گویا بتولؑ — کہ برحق علیؑ ہیں وصیِ رسولؐ
ہوئی بہرہ ور حق کی توفیق سے — دیا غسل کوثر کی ابریق سے
پس از غسل پہنایا وہ پیرہن — خجل[8] جس کی خوشبو سے مشکِ ختن
پڑھو نام لے لے کے یارو درود — ہر اک نام ہے شانِ ربِّ ودود
مقدم ہے اک اسم جو فاطمہؑ — طہارت کا اس پر ہوا خاتمہ
کروں شرح سب ناموں کی گر بیاں — نہ ہو ختم تا حشر یہ داستاں
مگر ہاں سنو صاحبانِ ادب — فقط لفظ زہراؑ کی تفصیل اب
روایت میں راوی نے ہے یہ لکھا — کسی نے یہ صادقؑ سے اک دن کہا
مفصل بتاؤ مجھے اے جناب — کہ کیوں فاطمہؑ کا ہے زہراؑ خطاب
ہوا درفشاں وہ یتیمِ رسولؐ — یہ معنی ہیں زہراؑ کے اے خوش اصول
ہے اک سرخ قبہ[9] میانِ[10] بہشت — کہ سبز اس سے ہے بوستانِ[11] بہشت

1-قدم چومنا 2- ظاہر 3- لوٹا 4- چارخوش 5- خوش فطرت 6- تیزی سے
7- پہلو 8-شرمندہ 9- گنبد 10-درمیان 11- گلشن

وہ ہے لال یاقوت سے بھی زیاد
فقط قدرت حق پہ ہے ایستاد[1]

نہ کوئی ستوں نے رسن[2] آشکار
ستون اس کا ہے قدرتِ کردگار

بلندی ہے اس قبہّ کی اس قدر
کہ جانے سے عاجز ہے پیکِ نظر[3]

اڑائے سمند[4] اس طرف گر سوار
تو اک سال میں ہوئے در پہ گزار

بتاؤں تجھے اب دروں[5] کا شمار
عیاں اس میں در ہیں فقط نو ہزار

زہے شان محبوبہٗ کردگار
ہر اک در پہ حاجب[6] ہیں قدسی ہزار

فقط نورِ حق کا وہ کاشانہ ہے
بہشت ایک اس کا جلو خانہ ہے

اسے حق نے بخشی ہے یہ آب وتاب
وہ قبہّ ہے فردوس کا آفتاب

اسے دیکھتے ہیں جناں کے مکیں
ستاروں کو جس طرح اہل زمیں

مقولہ یہ ادنیٰ و اعلیٰ کا ہے
کہ یہ قصرِ پُرنور زہرأ کا ہے

سُن اب دوسری وجہ اے باخبر
میری جدہ ماجدہ خوش سیر

دل وجاں سے ہردم تھیں شیدائے حق
رگ و ریشہ میں تھا تولائے[7] حق

شب و روز تھا یادِ خالق سے کام
سدا ان کا محراب میں تھا مقام

دمِ صبح ہوتا تھا روشن یہ بھید
چمکتا تھا چہرے سے نورِ سفید

مگر پھیلتا تھا وہ نور اس قدر
سمجھتے تھے دھوپ اس کو اہل نظر

سب آتے تھے نزدیک خیر الوریٰ
بیاں کرتے تھے ان سے یہ ماجرا

پیمبرؐ کو اس نور کی تھی خبر
انھیں بھیج دیتے تھے زہرأ کے گھر

یہاں آکے وہ دیکھتے تھے یہ حال
عبادت میں ہے فاطمہؑ خوش خصال

تجلّی کے شعلے ہیں رُخ سے عیاں
ہے وادی ایمن نبیؐ کا مکاں

یہ اسرار[8] ہوتا تھا جس دم نمود
ہر اک اُن پہ پڑتا تھا دل سے درود

اذاں جب کہ ہوتی تھی وقتِ زوال
پئے ظہر اٹھتی تھی وہ خوش خصال

1- کھڑا 2- رسّی 3- نظر کا تیر 4- گھوڑ 5- اندر 6- دربان
7- محبت 8- راز

جبیں سے عیاں ہوتا تھا نورِ زرد
تجلّیِ خورشید ہوتی تھی گرد

زن و مرد ہوتے تھے حیراں کمال
حضورِ نبیؐ آتے تھے خستہ حال[1]

یہ سب التجا کرتے تھے فرد فرد[2]
زمین و فلک کیوں ہیں اس وقت زرد

تسلّی برائے خدا دیجئے
یہ اَسرار ہم کو بتا دیجئے

نبی کہتے تھے اب دیکھ آؤ تم
سوئے حجرۂ فاطمہؑ جاؤ تم

درِ فاطمہؑ پر جو آتے تھے وہ
عبادت میں زہرہؑ کو پاتے تھے وہ

نظارہ یہ کرتے تھے اہلِ شعور
رُخِ فاطمہؑ کا ہے وہ زرد نور

پہ مغرب میں چھپتا تھا جب آفتاب
تو آتی تھی محراب میں وہ جناب

عیاں ہوتا تھا رُخ سے ایک سرخ نور
شفق میں ہو سورج کا جیسے ظہور

یہ ہوتا تھا اس نور کا ارتفاع[3]
سرِ چرخ[4] جاتی تھی فوراً شعاع

یہ اس نور کے عکس کا تھا اثر
سنہری نظر آتے تھے بام و در

پھر آتے تھے سب خلق پیشِ رسولؐ
نبیؐ کہتے تھے جاؤ سوئے بتولؑ

وہ آتے تھے بیت الشرف کی طرف
سوئے کعبہ جیسے ملک صف بہ صف

جبیں رکھتے تھے در پہ بعد از طواف
حقیقت عیاں ہوتی تھیں ان پہ صاف

کہ خاتون جنت بہ عجز و نیاز
ادا کرتی ہیں سوئے قبلہ نماز

جبیں غیرت مشرق نور ہے
ہر اک ذرے میں جلوۂ طور ہے

شہِ کربلا کو جو پیدا کیا
وہ نور ان کو ربِ ازل نے دیا

یونہی نور وہ پائے گا ہر امام
مگر اس کا مہدئؑ پہ ہے اختتام

پڑھوں اب وہ اعجازِ خیرالنسأ
کہ ہو عرش پر شور صلِ علیٰ

روایات سے ہے یہ ثابت مجھے
کہ تیئیس ۲۳ دن بعد نوروز کے

برستا ہے نیساں بہ تائیدِ رب
درِ مدعا اس کے قطرے ہیں سب

1- تھکاماندہ 2- ہر ایک شخص 3- بلندی 4- آسمان پر

یہاں قبل نوروز ہے یہ سماں   کہ ہے صاف نیساں کی بارش عیاں

مگر مدحِ زہراؑ کا ہے یہ اثر   زباں میری نیساں سخن ہیں گہر

یہ لکھتے ہیں اربابِ صدق و یقیں   کہ اک دن جنابِ رسولِؐ مبیں

گئے گھر میں زہراؑ کے اور یہ کہا   گرسنہ[1] ہوں میں جلد لاؤ غذا

وہ بولی کہ شاہد ہے یزداں مرا   کئی دن سے فاقہ ہے مہماں مرا

حسینؑ و حسنؑ کا ہے تغیرِ حال   مرے چاند لاغر[2] ہیں مثلِ ہلال

اگر کچھ بھی موجود ہوتی غذا   زیادہ مجھے آپ سے کون تھا

پیمبرؐ کے فاقہ پہ صدقے بتولؑ   نہایت میں شرمندہ ہوں اور ملول[3]

کیا مصطفےٰؐ نے سرِ پاک خم   ہوئے سیر فاقے میں کھایا یہ غم

گئے سوئے مسجد ملول و حزیں   ہوئے زیبِ محرابِ سلطانِؐ دیں

لکھا ہے کہ اک باوفا خادمہ   دل و جاں سے تھی عاشقِ فاطمہؑ

وہ لے آئی دو روٹیاں بے درنگ[4]   اور اک گوشت کا پاچہ[5] سرخ رنگ

ہوئی شاد محبوبۂ ایزدی   دھرا اس کو کاسہ میں بہرِ نبیؐ

کیا جلد خیرالوراؐ کو طلب   ہوئے رونق افزا رسولِؐ عرب

کہا کیوں طلب تم نے مجھ کو کیا   وہ بولی کہ رازق نے کھانا دیا

مری خادمہ ایک ہے نیک نام   ابھی اس نے مجھ کو دیا کچھ طعام

مگر اس غذا کا کروں کیا بیاں   ہے تھوڑا سا گوشت اور وہ قرص نان

کرم اے شہِؐ دوجہاں کیجئے   اسے آپ ہی نوشِ جاں کیجئے

کہا مصطفےٰؐ نے اُٹھا لایئے   کم و بیش کا کچھ نہ غم کھایئے

گئیں اس کو لینے جو خیرالنساؑ   نظر آئی یہ قدرتِ کبریا

جہاں ہے وہ کاسہ[6] وہیں ہے دھرا   پہ ہے نعمتوں سے سراسر بھرا

1- بھوکا   2- دُبلا   3- رنجیدہ   4- بغیر سوچے   5- پاؤں   6- کٹورا

وہ کاسہ تو لائیں حضورِ رسولؐ
مگر کچھ خجل[1] تھیں جنابِ بتولؑ

کہا مصطفیٰؐ نے کہ جانِ پدر
نہ شرماؤ تم ہم کو ہے سب خبر

نہیں کذب[2] کا تیرے جانب گماں[3]
ازل سے تو صدیقہؑ ہے میری جاں

تجھے حق نے جنّت کا بھیجا طعام
کہ آگاہ رتبوں سے ہوں خاص و عام

غرض وہ طعامِ لذیذِ جناں
کیا پنجتنؑ نے بہم[4] نوش جاں

پھر اس میں سے سب کو عنایت کیا
جو تھے دور گھر ان کو بھجوادیا

زہے نعمتِ خالقِ ذوالکرم
وہ کاسہ ہُوا نعمتوں سے نہ کم

غلامانِ زہراؑ کو یہ ناز ہے
کہ ادنیٰ یہ زہراؑ کا اعجاز ہے

مقامِ تفاخر[5] ہے یہ اے دبیرؔ
یہ ہے فضل و انعام ربِّ قدیر

تجھے نورِ اخلاص زہراؑ دیا
ثنا خواں بھی خیرالنساؑ کا کیا

بقیعہ کی جانب گزارش یہ کر
کہ اے شمعِ اُمیدِ خیرالبشرؐ

محبّانِ دیں کے چراغِ مراد
چراغِ مراد اور باغِ مراد

ہمیشہ زمانے میں روشن رہیں
ترو تازہ ہستی کے گلشن رہیں

رہے ان پہ حضرت کا ایسا کرم
نہ کوئی مرض ہو نہ کوئی الم

ہر اک شیعہ سے ہوں میں امیدوار
کہ آمین کہیں بے ریا ایک بار

حال ولادت با سعادت حضرت امیر المومنین صلی اللہ علیہ

دلا شکر کہ حق کی درگاہ میں
بڑی عید ہے کعبۃ اللہ میں

عیاں آج کعبہ کا صاحب ہوا
تولّد خدا کا مصاحب ہوا

ہوا خلق کعبہ میں قبلہ نما
ولیِ خدا خانہ زادِ خدا

کھلی آج وجہ[6] بنائے حرم
یہ تھا مولدِ تاجدارِ اُمم

نہ ہوتے جو پیدا امامِ جلیل
تو کعبہ نہ تعمیر کرتے خلیلؑ

1-شرمندہ 2-جھوٹ 3-شک 4-مل کر 5-فخر 6-دلیل

وصیِ نبیؐ ناصرِ انبیاؑ	علیؑ ولی سیّدِ اوصیا
ہیں اس تیرھویں کو محبِّ خوش مزاج	کہ اعدائے دیں تین تیرہ ہیں آج
حرم میں ولادت کی یاں دھوم ہے	تزلزل[1] میں واں کشورِ روم ہے
زرِ[2] دینِ احمد کا سکّہ پڑا	درِ کفر پر دیں کا جھنڈا گرا
تولّد علیِ ولی کا ہُوا	زبردست بازو نبیؐ کا ہُوا
کہیں کفش[3] کن میں کھڑے ہیں **ملک**	کہیں مثلِ ذرّہ پڑے ہیں **فلک**
کہیں حور وغلمان ہیں صرفِ[4] سجود	کہیں جن ہیں محوِ[5] قیام و قعود
کسی کو نہیں کوئی اندوہ[6] ہے	خدائی کا کعبہ پہ انبوہ[7] ہے
ہوئی کعبہ کی قدر و عزت فزوں[8]	گرے خاک پر ہوکے بُت سرنگوں[9]
ہر اک بندہ محوِ تماشا ہوا	کہ اللہ کے گھر میں بیٹا ہوا
ازل سے نہ پیدا ہوا تھا کوئی	حریمِ خدا میں سوائے علیؑ
نہایت خوش اقبال[10] ہے یہ پسر	کہ پایا ولادت کو خالق کا گھر
دبیرؔ اب مرا دل بھی ہے باغ باغ	معطّر ہے عطرِ خوشی سے دماغ
تصوّر میں کعبہ ہے پیشِ نگاہ	وہ ہے سنگِ اسود وہ زمزم کا چاہ
یہ ہے شوق روے امامِ اُمم	میں ہوں ہند میں دل میانِ حرم
سوئے ساقیِ کعبہ یہ ہے خطاب	کہ لا عشقِ حیدرؑ کی خالص شراب
پلا زمزمی پر مجھے زمزمی	نہ زمزم میں رکھ نام کو بھی کمی
شرابِ تقرّب وہ دے دم بدم	کروں دور سے میں طوافِ حرم
ہوا خلق وہ ساقیِ نیک نام	جو بخشے گا شیعوں کو کوثر کے جام
شرف میں نبیؐ سے یہ ہم پایہ ہیں	پیمبرؐ بدن ہیں علیؑ سایہ ہیں
امامِ اُمم ہادیِ اُنس و جاں	وزیرِ نبیؐ بادشاہِ جہاں

1-لرزے 2-سونا 3-جوتا 4-مصروف 5-مشغول 6-غمگین

7-ہجوم 8-زیادہ 9-شکست خوردہ 10-خوش بختی

مہ[1] ہل اتیٰ و شہِ لا فتا
بلا شک وہ ہے صاحب قُل کفیٰ

بافضال[2] حیدرؑ بتائیدِ رب
مرقع[3] ولادت کا کھینچوں میں اب

سنو اے محبّانِ طوبیٰ مکاں
یہ ہے روضتہ الواعظیں میں بیاں

نہ ظاہر ہوئے تھے ابھی مرتضیٰؑ
پہ باطن میں تھے ناصرِ انبیاؑ

یمن میں تھا اک راہبِ[4] خوش خصال[5]
دل و جان سے وارفتۂ[6] ذوالجلال

عبادت میں رہتا تھا وہ رات دن
قریبِ دو صد[7] سال پہنچا تھا سِن

سراپا[8] تھا عشقِ الٰہی میں غرق
شب و روز رہتا تھا سجدے میں فرق[9]

نقاہت سے چسپیدہ[10] پشت و شکم
کمر اس کی تھی مثلِ محراب خم

لکھا ہے کہ مثرم تھا اس کا لقب
کیا تھا کبھی کچھ نہ حق سے طلب

خدا سے کیا اس نے اک دن سوال
کسی دوست کا اپنے دکھلا جمال

دعا میں تھا مصروف وہ ناتواں
کہ عمران وارد ہوئے ناگہاں

ابو طالبؑ آئے جو مثرم کے پاس
ہوا محوِ نظارہ وہ حق شناس

کیا اپنے دل میں یہ اس نے خیال
عجب اس بشر کا ہے جاہ و جلال

یہ طلعت[11] نہ دیکھی نہ گاہے سنی
قمر سے سِوا رُخ کی ہے روشنی

کہوں خضر اس کو تو زیبا نہیں
رُخِ خضر میں جلوہ ایسا نہیں

اُٹھا اور ماتھے پہ بوسہ دیا
قریب اپنے پہلو میں بٹھلا لیا

کہا مڑ کے دولت سرا[12] ہے کہاں
یہ بولے کہ مکّہ میں اے مہرباں

وہ بولا کہ اسمِ شریف آپ کا
کہا نام عمراں ہے اے باوفا

نسب اس نے پوچھا تو بولے یہ صاف
میرے جدِ اعلیٰ ہیں عبدالمناف

وہ عبدالمناف اے بلند احترام
خلف جن کے ہیں ہاشمِ نیک نام

دوبارہ اُٹھا پھر وہ مقبولِ رب
جبیں پر دئے بوسے باصد ادب

1-چاند 2-فضل 3-نقشہ 4-عیسائی عالم 5-خوش فطرت 6-فدا
7-دوسو 8-قد وخال 9-سر 10-ملے ہوئے 11-درشن 12-گھر

کہا دیکھ کر جانبِ آسماں
میں قربان اے خالقِ انس و جاں

طلب جو کیا تھا وہ اس دم دِیا
ملا مجھ کو مطلوب اے کبریا

یہاں آئے بوطالبؑ نامدار
میں طالب انھیں کا تھا اے کردگار

پھر ان سے یہ مشرم نے ہنس کر کہا
کہ اے عاشقِ خاص ربّ ہدا

یہ انجیل میں حق نے دی ہے خبر
کہ ہوگا ترے صلب[1] سے وہ پسر

لقب جس پسر کا علیؑ ہویگا
وہ ختم رسلؐ کا وصی ہویگا

لہٰذا یہ دیتا ہوں تم کو پیام
کہ پیدا ہو جس دم وہ کل کا امام

ادا کرکے میرا سلامِ نیاز
زبانی مری کہیو بندہ نواز

گواہی میں دیتا ہوں یکتا ہے رب
وہ خالق ہے اور ہم ہیں مخلوق سب

نہ اس کو فنا ہے نہ اس کو زوال
ہمیشہ ازل سے ہے اک اس کا حال

نہ بیٹا نہ بیٹی نہ ماں ہے نہ باپ
جزو کل کا خالق فقط ہے وہ آپ

خدا کے ہیں برحق محمدؐ نبیؐ
بلا فصل تم ہو نبیؐ کے وصی

تمھاری ولا ہے ولائے[2] خدا
تمھاری رضا ہے رضائے خدا

یہ سُن کر ابوطالبؑ نیک نام
نہایت ہوئے خوش دل و شاد کام

کہا پھر یہ مشرم سے اے خوش یقیں
تو صادق ہے واللہ کاذب[3] نہیں

مگر ہو زیادہ تشفی مری
جو دیکھوں میں کوئی دلیلِ قوی

وہ بولا کہ ہاں سچ ہے یہ اے عقیل
کہ دعوے کے خاطر ہے لازم دلیل

طلب کیجئے مجھ سے اب شے کوئی
دعا کرکے حق سے منگادوں ابھی

موافق[4] طلب کے اگر پاؤ تم
تو کہنے کا میرے یقیں لاؤ تم

وہ بولے صداقت دکھائے مجھے
طعامِ بہشت اب منگادے مجھے

ہوا سوئے گردوں[5] وہ رطب اللساں[6]
الٰہی تو ہے کل کا روزی رساں[7]

1- نسل 2- محبت 3- جھوٹ 4- طلب کے موافقت 5- فلک
6- خوش بیانی 7- رزق پہنچانیوالا

خدایا اگر سچ ہے میرا بیاں
عطا کر اسی دم طعامِ[1] جناں

ابھی تھا وہ صَرف[2] دعا سوئے حق
کہ نازل فلک سے ہوا اک طبق[3]

طبق دیکھ کر ہوگیا باغ باغ
معطّر ہُوا اس کی بو سے دماغ

جو کھولا تو دیکھی یہ شانِ خدا
کہ ہے میوہ ہائے جناں سے بھرا

قرینے[4] سے میوے نمایاں ہیں سب
انار اور انگور و سیب و رطب[5]

ہوئے خوش ابوطالبؑ نامدار
لیا اس میں سے آپ نے اک انار

مرخص[6] ہوئے سوئے دولت سرا[7]
یہاں آکے اس کو تناول کیا

انار جناں سے یہ پایا ثمر
گلِ علم حق سے ہوئے بارور

سنو اب خلاصہ کہ بنتِ اسد
ہوئیں حاملِ گنجِ علمِ احد

اِدھر یہ شرف ان کو حاصل ہوا
اُدھر دینِ کفار باطل ہُوا

ابھی تھے شکم ہی میں شیرِ خدا
کہ ہیبت سے کانپی زمیں جابجا

گرے لات وعزّیٰ وہیں منہ کے بل
بتوں کی خدائی میں آیا خلل

پریشاں و حیراں ہوئے سب قریش
ہوا تلخ ہر ایک کو جام عیش

کیا سب نے یہ مشورہ یک دگر
نیا حادثہ ہے یہ پیشِ نظر

سبب کیا کہ جو کانپتی ہے زمیں
کمی زلزلہ میں کوئی دم نہیں

بتوں کو اُٹھا کر شتابی[8] ہو لیس[9]
چلو اب یہاں سے سوئے بوقبیس

وہاں ان خداؤں سے مانگو دعا
کہ تسکینِ دل کو کریں یہ عطا

بتوں کو وہاں لائے جو بے خبر
ہوا زلزلہ اور بھی بیشتر

سروں سے اڑے ہوش چہروں سے رنگ
ہوائی ہوئے کوہ سے چھلکے سنگ

ہوا بت پرستوں کا احوال[10] غیر
کہا اب نہیں ہے کسی طرح خیر

انھیں تاب قدرت نمائی نہیں
ہمارے بتوں کی خدائی نہیں

1-جنت کے کھانے 2-مشغول دعا 3- طشت 4- طریقے سے 5- کھجور
6- رخصت 7- گھر 8-جلدی 9- مجہز 10-حالات

بوطالبؑ اتنے میں آئے وہاں
کیا آپ نے ان سبھوں سے بیاں

قسم ہے بذاتِ خدائے مجید
ہوا حادثہ شکر تازہ پدید[1]

ہوا ہے وہ مولود زیبِ شکم
کرے گا جو معدوم[2] کفر و ستم

اسی دم اماں تم کو ہوئے حصول[3]
اطاعت جو اس کی کرو تم قبول

کہا سر جھکا کر یہ سب نے بہم
جو فرماؤ تم وہ بجا لائیں ہم

وہیں آپ نے کی خدا سے دعا
وہ سب زلزلہ برطرف ہوگیا

یہ کہتے ہیں عباسؓ عالی ہمم[4]
میں ایک دن تھا نزدیکِ بیت الحرم

کہ ناگاہ بنتِ اسد فاطمہؑ
شرافت کا جن پر ہُوا خاتمہ

درِ کعبہ پر ناصیہ سا ہوئیں
جنابِ خدا میں یہ گویا[5] ہوئیں

میں وحدت کا تیرے یقیں لائی ہوں
ترے در پہ بہر[6] پناہ آئی ہوں

نبیوںؑ کا تیرے ہے مجھ کو یقیں
میں صادقؑ ہوں اے اصدق الصادقیں

خلیلِؑ خدا کے طریقے پہ ہوں
اسی رہنما کے طریقے پہ ہوں

قسم اس کی دیتی ہوں میں اے خدا
کہ جس نے یہ کعبہ کیا ہے بنا

پئے حرمتِ حضرتِ مصطفےٰؐ
کہ جن پر نبوّت کا ہے خاتما

مرے بطن میں ہے جو یہ مہ لقا[7]
اسی کی قسم تجھ کو اے کبریا

کرم مجھ پہ کر اور احسان کر
ولادت کی مشکل کو آسان کر

یہ کہتے ہی تائیدِ حق ہوگئی
کہ دیوار کعبہ کی شق[8] ہوگئی

منادی نے دی یہ ندا پر ندا
کہ لبیک و سعدیک اے پارسا[9]

دعا کی خدا نے تری مستجاب[10]
یہ گھر ہے ترا گھر شتاب[11] آ شتاب

مگر جب حرم میں یہ خوشدل گئی
ہوئی تھی جو دیوار شق مل گئی

بڑھا کعبہ میں اور عزّ و شرف
نظر آیا پردہ انھیں اک طرف

1- تازہ ہوا 2- نابود 3- حاصل ہو 4- عالی جناب 5- بولنا 6- کے لئے
7- چاند کا ٹکڑا 8- پھٹ 9- نیک 10- قبول 11- جلدی

بصد جاہ و حشمت بصد عزّ و شاں — یہ پنہاں ہوئیں پردوں کے درمیاں
ہوئی قدرتِ کبریا آشکار — کہ پیدا ہوا شیرِ پروردگار
کھلا سقفِ[1] کعبہ سے ناگہ یہ بھید — کہ ظاہر ہوا ایک مرغِ سپید
عجب کیا کہ ہو مرغ سدرہ نشیں — وہ روح القدس یا کہ روح الامیں
دھری اس نے منقار[2] انوار بار — یداللہ کے سینہ پر ایک بار
نہ تھا لوحِ محفوظ سے سینہ کم — یہ منقار انور تھی گویا قلم
کیا مرغ نے راز حق کو جلی — لکھا سینہ پر صاف نامِ علیؑ
سُنی جب ابوجہل نے یہ خبر — ہوا داخلِ کعبہ وہ بدسیر[3]
لئے ہاتھ میں خاکپائے بتاں — قریبِ علیؑ آیا وہ ناگہاں
یہی عین مطلب تھا ناپاک کا — کہ آنکھوں میں سرمہ دے اس خاک کا
انامل کو چشم علیؑ پر دھرا — کہ تھی بند چشم شۂ دو سرا
بہت زور اس بے حیا نے کیا — نہ ہرگز کھلی دیدۂ پُر ضیا
نہ باز[4] آیا اس پر بھی وہ بے ادب — اٹھایا یداللہ نے دستِ غضب
طمانچہ وہ مارا کہ منہ پھر گیا — سبھوں کی نگہ سے شقی گر گیا
نہ وہ کبر و نخوت[5] نہ سج دھج رہی — سدا گردنِ بے حیا کج[6] رہی
اب آگے ہے یوں راویوں کا بیاں — کہ روزِ چہارم ہوا جب عیاں
اسی جا[7] سے دیوار پھر شق ہوئی — برآمد[8] وہ محبوبۂ حق ہوئی
لئے نورِ حق دامنِ پاک میں — ضیا جس کی فانوس افلاک میں
مخاطب تھی یوں مکّیوں کی طرف — خدا نے دیا مجھ کو سب پر شرف
جو پہلے تھیں مجھ سے کئی بیبیاں — وہ اک آسیہ صاحبِ عزّو شاں
بزرگی کا ان کے یہی ہے سبب — کہ خفیہ[9] وہ کرتی تھی طاعاتِ رب

1- چھت 2- چونچ 3- بدفطرت 4- کھولا 5- غرور 6- ٹیڑھی
7- جگہ 8- باہر آئی 9- چھپی طور پر

سنو وجہِ اعزاز[1] مریمؑ کی اب — کہ پیدا ہوئے عیسیٰ پاک جب
شجر تھا جو سوکھا ہرا ہوگیا — گرے دانہ ہائے رطب[2] جا بجا
مسیحاؑ کی ماں نے بعیش و طرب — کیے نوش[3] چن چن کے شیریں رطب
مگر دردِ زہ[4] کا تھا جب اضطراب — تو بیت المقدس میں تھی وہ جناب
ہوا ان کو حکمِ خدائے جہاں — کہ ہاں جلد ہو میرے گھر سے رواں
در کعبہ پر لی جو میں نے پناہ — مجھے راہ دی حق نے کعبہ میں واہ
تولد وہاں حق کا پیارا ہوا — زچہ خانہ کعبہ ہمارا ہوا
میں کعبہ سے اس دم جو گھر کو چلی — ندا آئی نام اس کا رکھو علیؑ
میں عاشق ہوں یہ میرا معشوق ہے — کہ ہمنام خالق یہ مخلوق ہے
یہ بندہ میری قدر پہچانے گا — جو حق جاننے کا ہے یہ جانے گا
ہوئی داخلِ خانہ جب وہ جناب — تو آئے جنابِ رسالت مآبؐ
لیا بر میں اپنے یداللہ کو — ضیا بخشی خورشید نے ماہ کو
یہ کہہ کر کیا چشم حق بیں کو وا[5] — سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا
وہاں تھا نظر میں خدا کا جلال — یہاں پہلے دیکھا نبیؐ کا جمال
عطا ساقیا اور اک جام ہو — کہ اعجاز کا اب سر انجام ہو
بھروسا خدا کی عنایت کا ہے — بیاں علم شاہِ ولایت کا ہے
عجب ہیئت نام کرّار ہے — بتوں کو خدائی کا اقرار ہے
نہ دیتے سبق گر امامِ جلیل — پہنچتے نہ سدرہ تلک جبرئیلؑ
عجب نام اقدس میں تاثیر ہے — یہی اسم اعظم کی تفسیر ہے
یہی نام مشکل کشائی کرے — یہی نام حاجت روائی کرے
زہے رتبۂ علم سلطانِ دین — گئے خلد کو جب رسولِ مبین

1-عزت ومقام   2- کھجور   3- کھائے   4- زچگی کا درد   5- کھولا

ید اللہ تھے مسجد میں رونق فزا — کہ ناگاہ اک شخص پیدا ہوا
رُخِ پاک برقع میں پنہاں کیے — کفِ دست میں تازیانہ لیے
سرِ مجمعِ عام دی یہ صدا — کہاں ہے وصیِ رسولؐ خدا
بتایا ابوبکر نے شاہؑ کو — دکھایا جمالِ یداللہ کو
یہ سُن کر شہ دیں کو مجرا[1] کیا — جوابِ سلام اس کو شہ نے دیا
کہا ہنس کے اے مُضر اچھی طرح — مبارک رہائی کا عیش و فرح
مقیّد[2] بہت چاہ میں تو رہا — ہُوا بعدِ مدّت کنویں سے رہا
تو صد سالہ تھا جبکہ اے خوش سیر — ظہورِ پیمبرؐ کی دی تھی خبر
تجھے قوم سے اپنی پہنچے تعب[3] — مقیّد کیا تھا تجھے بے سبب
شہنشاہِ لولاک کی چاہ میں — تو محبوس اب تک رہا چاہ میں
تری عمر کا مجھ پہ روشن ہے حال — ہوئے ہیں بسر تین سو ساٹھ سال
تعجب سے کہنے لگا وہ جواں — مرا آپ کیا جانیں نام و نشاں
کہا مرتضیٰ نے کہ اے نیک نام — بیاں کر گئے ہیں رسولِؐ انام
وہ دیندار بے چین ہونے لگا — وفاتِ نبیؐ سُن کے رونے لگا
ہُوا ملتمس یہ علیؑ کا ولی — سوال آپ سے ہیں کئی یا علیؑ
علی نے کہا سب کا دوں گا جواب — بیاں کر بیاں کر بیاں کر شتاب[4]
وہ بولا کہ اُس مرد کی دو خبر — کہ جس کی نہ ہے والدہ نے پدر
وہ ہے کون عورت بتائیں یہ آپ — کہ پیدا ہوئی اور نہ ماں ہے نہ باپ
پیمبرؐ ہے وہ کون اے شاہِ دیں — کہ جنس اس کی انسان و جن سے نہیں
وہ ہے قبر کون اے امامِ جری — کہ جو اپنے صاحب کو لے کر پھری
وہ حیوان ہے کون اے امامِ کریم — جو اصحاب کو اپنے دیتا تھا بیم[5]

1- سلام　2- قید میں　3- رنج　4- جلدی　5- ہراس

وہ ہے کون سا جسم اے مرتضےٰ | غذا کھاکے جس نے نہ پانی پیا
وہ ہے کون سا بقعہ[1] اے بوترابؑ | کہ جھکا جہاں ایک بار آفتاب
اور اب حشر تک نور مہر مبیں | نہ دیکھے گی اس بقعہ کی سر زمیں
وہ ساکن ہیں دو کون اے قطب[2] دیں | کہ اک دوسرے کی جگہ پر نہیں
وہ ہیں کون دو دست اے شاہِ نیک | کہ دشمن نہیں ایک کا ان میں ایک
بتاؤ وہ دو کون سیاّر ہیں | کہ اپنی سکونت میں ناچار ہیں
وہ دشمن ہیں دو کون اے مقتدا[3] | کہ باہم عداوت ہے جن میں سدا
خبر دو کہ شے اور لاشے ہے کیا | کہو خوب اور زشت[4] کا ماجرا
وہ پتھر ہے کون اے دُرِ بے بہا | عیاں جس سے حیوان زندہ ہوا
ہوئے ان سوالوں سے حیران سب | مگر مسکرائے امیرِ عرب
ہوئے مَظہرِ دیندار سے ہم سخن | کہ لے سُن جواب ان سوالوں کا سُن
نہیں جن کے ماں باپ اے نیک تن | ہے آدم وہ مرد اور حوا وہ زن
نہ تھا جو کہ انسان و جن سے رسولؐ | وہ تھا زاغ اے مومن خوش اصول
کیا جس نے تعلیم قابیل کو | کہ یوں دفن کر لاشِ ہابیل کو
دکھاتی تھی جو اپنے صاحب کو سیر | سُن اس قبر کا حال اے اہل خبر
وہ مچھلی تھی یونسؑ کو جو کھا گئی | دکھائی انھیں سیر ہر دم نئی
وہ حیوان تھا مورچہ اے فہیم[5] | دیا جس نے اصحاب کو خوف و بیم[6]
ستوں پر چڑھے ہو گرانا نہ خاک | مبادا سلیمانؑ ہوں اندوہناک[7]
وہ تن جس نے کھاکر نہ پانی پیا | عصا ہے وہ موسیٰ کا اے بے ریا
کیا جادوے ساحراں نوش جاں | نہ پانی کے قطرے سے تَر کی زباں
پڑا جس پہ سورج کا عکس ایک بار | وہ دریا کا ہے قعر[8] اے ہوشیار

1- گنبد 2- مینار 3- قائد 4- خراب 5- عقل مند 6- رنج
7- رنجیدہ 8- گہرائی

مگر بحر[1] موسیٰ یہ نکلی سبیل[2] — کیا خشک خالق نے دریائے نیل
پڑی قعر[3] پر دھوپ یہ ایکبار — کہ چلنے میں اٹھتا تھا گرد و غبار
وہ حیوان جو پتھر سے پیدا ہوا — وہ ہے ناقہ صالحؑ باخدا
وہ ساکن ہیں دو اک فلک اک زمیں — جنھیں انتقال اپنی جا سے نہیں
زمیں جائے چرخِ بریں کی جگہ — دیا آئے گردوں[4] زمیں کی جگہ
وہ سیّار دو ہیں یہ شمس و قمر — سدا جن کو گردش ہے آٹھوں پہر
محبّ ہیں وہ دو اک بدن ایک جاں — کبھی بغض جن میں نہیں اے جواں
وہ دشمن ہیں دو اک حیات اک اجل — ہمیشہ ہے جن میں فساد و خلل
وہ شے کیا ہے مومن ہے اے خوش یقیں — جو لاشئے ہے کافر ہے کچھ شک نہیں
وہ بہتر ہے کیا سب سے شکل بشر — بُرا ہے وہ تن جس پہ ہوئے نہ سر
سوالوں کے اپنے جو پائے جواب — کہا اس نے صادق ہو تم اے جناب
امامِ امم ہو تمھیں یا علیؑ — ہویدا[5] ہے تم پر خفی[6] و جلی
جو حاضر تھے مسجد میں پیر و جواں — ہوئے غرق حیرت یہ سُن کر بیاں
ہزار آفریں واہ وا رے دبیرؔ — کہا خوب حال جنابِ امیرؑ
ولادت کی تصویر ہے لاجواب — فضائل کی تقریر ہے لاجواب
اسے نظم کہتے ہیں صلِّ علا — مضامیں یہ ہیں مرحبا مرحبا
اب آقاے کونین سے عرض کر — کہ اے ناصرِ دینِ خیر البشرؐ
معیّنِ[7] محبّاں ہر اک دم رہو — سفارش میں یہ کبریا سے کہو
ترے کعبہ میں ہو اذاں جب تلک — پڑھیں کلمہ پیر و جواں جب تلک
رہے جب تلک آبِ زمزم رواں — رہے سنگ اسود کا جب تک نشاں
ہر اک شیعۂ باخدا خوش رہے — شب و روز صبح و مسا[8] خوش رہے

1-واسطے 2-راہ 3-عمیق 4-فلک 5-ظاہر 6-پوشیدہ
7-دوست 8-شام

نوید[1] عید غدیر

پلا ساقیا جامِ خُم غدیر
کہ حیدرؑ ہوئے آج کل کے امیر

پلا وہ شرابِ مسرت فزا[2]
کہ محشر میں کوثر ہے جس کی جزا[3]

عروجِ جنابِ امیرؑ آج ہے
زمانے میں عید غدیر آج ہے

زہے قدر و شانِ شہِ قلعہ گیر
علی عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیر

کہاں قدرتِ خامہ[4] دو زباں
کہ اک شمہ[5] اس عید کا ہو بیاں

فضائل میں اس کے ہے قاصر[6] زباں
یہ ادنیٰ فضیلت ہے جس کی عیاں

ہوئی آج آدمؑ کی توبہ قبول
ہوا اس عنایت سے خوش وہ ملول[7]

گئے عرش پر آج شاہِ رسلؐ
خلیلِ خدا پر ہوئی آگ گل

وصی آج موسیٰؑ کے ہارونؑ ہوئے
وزیر آج عیسیٰؑ کے شمعون ہوئے

عجب روزہ ہے آج کے یوم کا
صلا عمر دنیا کے ہے صوم[8] کا

اگر آج درہم کرے اک نثار
برابر ہے گر اور دن دے ہزار

فرح ناک ہیں سب کہ بالائے خاک
ملی جاتی ہے آج شیطاں کی ناک

کہاں دھوم اس خرمی[9] کی نہیں
پہ دشمن کو یہ بات سُننی نہیں

سنو غور سے اے صغیر و کبیر[10]
بیانِ بزرگیِ عیدِ غدیر

امامِ رضاؑ سے یہ منقول ہے
دعا آج کے روز مقبول ہے

قیامت کے دن ہوگا حکمِ خدا
فرشتوں کو اس طرح سے برملا[11]

کہ ہاں صف بصف باشکوہ و شرف
نظارہ کرو جلد چاروں طرف

مقرر جہاں میں جو عیدیں ہیں چار
لے آؤ انھیں پیش[12] پروردگار

جہاں جن میں خوش ہو کے ملتا ہے عطر
وہ اک عیدِ قرباں ہے اک عید فطر

سوم روزِ جمعہ چہارم غدیر
پہ یہ عید رتبہ میں ہے بے نظیر

بحکم خداوند جن و بشر
اُڑیں گے ملک بال و پر کھول کر

1-خوشخبری 2-مسرت بخش 3- ثواب 4- قلم 5- ذرہ 6- مجبور
7- رنجیدہ 8-روزہ 9-خوشی 10-چھوٹے بڑے 11-عام 12- خدا کے سامنے

بہم[1] چار عیدوں کو فرمائیں گے
تہ عرش پر نور لے آئیں گے

ہر اک عید آراستہ[2] سر بسر
دولہن جس طرح آئے دولہا کے گھر

یہ عیدِ غدیر ان میں یوں جلوہ گر
ستاروں میں جس طرح روشن قمر

یہاں تک حدیثوں کا مضموں تھا سب
سنو تازہ مضمون تم مجھ سے اب

کہ عیدیں ہیں چار اور کتابیں ہیں چار
یہ یہ عید ہے مصحف کردگار

شرف جیسے برتر ہیں قرآن کے
زبور اور توریت و انجیل سے

چہ جمعہ چہ اضحیٰ چہ فطرِ سعید
ہے ان تین عیدوں سے افضل یہ عید

لکھا ہے خلائق کا تھا اجتماع
کیا جب پیمبرؐ نے حجِ وداع

مرخص[3] حبیب الٰہی ہوئے
مدینہ کو کعبہ سے راہی ہوئے

قریبِ غدیرِ خم آئے جو ہیں
وہاں وحی لائے یہ روح الامیں

یہ ہے تم کو حکمِ جہاں آفریں
وصی کیجئے مرتضےٰ کو یہیں

نہ آج اُن کو تم نے وصی گر کیا
نہ بندوں کو حکمِ خدا کچھ دیا

ہوا حکم جب یہ تو حضرت نے زود[4]
کیا شکر انعام ربِّ ودود

پس از سجدہ ارشاد سب سے کیا
بتاکید آئی ہے وحیِ خدا

کہ خلعت[5] نیابت[6] کا حیدر کو دو
مرے بندوں سے اس کی بیعت بھی لو

یہ احکام سنتے ہی خرم[7] ہوئے
بغل گیر اصحاب باہم ہوئے

کمر باندھی خدّام والا نے چست
کیا جلد پالاں[8] سے منبر درست

ہوئے جلوہ افروز اس پر نبیؐ
اور اک زینہ[9] پائین بیٹھے علیؑ

اگرچہ بباطن وصی تھے علیؑ
بظاہر ہوئے یوں وصیؑ نبیؐ

علیؑ و نبیؐ کی جو دیکھی نشست
پکارے یہ سکّانِ[10] بالا و پست

ذرا دیکھنا واہ کیا نور ہے
عیاں شرح نور علی نور ہے

1- مل کر   2- سجایا   3- رخصت   4- جلدی   5- شاہی لباس   6- جانشینی
7- خوش   8- کجاوے   9- سیڑھی   10- مقیم

یہ ہیں مصطفیٰؐ و علیؑ جلوہ گر
دیا لفظ خالق نے زیر و زبر

رقم[1] کرتے ہیں اب یہ اہل شمار
کہ تھے آدمی جمع ستر ہزار

نبیؐ نے حضورِ صغار[2] و کبار[3]
پڑھا خطبۂ حمدِ پروردگار

لیا ہاتھ میں پھر یداللہ کا ہاتھ
محبت کے ساتھ اور شفقت کے ساتھ

سرِ مجمعِ عام دی یہ ندا
سنو ایہا النّاس[4] حکمِ خدا

یہ میرا وصی ہے یہ میرا وصی
بلا فصل ہے جانشینِ نبیؐ

علیؑ کی محبت کے کیا کیا سرور[5]
ملیں گے محبوں کو روزِ نشور[6]

یہ فرما کے من کنت مولا کہا
علیؑ کے مناقب میں کیا کیا کہا

یہ سُن کر ابوبکرؓ و عثمانؓ عمرؓ
پئے[7] قصد بیعت اُٹھے یک دگر

کیا بعد بیعت کے یہ وردِ لب
کہ بخٍ لک یا امیرِ عرب

یہ اقرار اس وقت باہم کیا
نبیؐ کے وصی ہیں شۂ اوصیا

غرض بعد ان کے بارشاد رب
مشرف ہوئی خلق بیعت سے سب

جو بیعت سے فارغ ہوئے مرد و زن
نبیؐ نے کیا کوچ سوئے وطن

وہ اعجاز[8] تازہ کروں میں رقم
کہ تحسیں کریں مجھ کو لوح و قلم

سنو گوشِ دل سے یہ اے اہل ہوش
کہ مسجد میں امت کا تھا پردہ پوش

مصاحب[9] تھے گِرد رسالت مآب
وہ انجم تھے اور ماہِ تاباں جناب

مگر ہم سخن تھے رسولؐ جلیل
سخن وحیِ حق اور زباں جبرئیل

کہ ناگہ مدینے میں اک غل اٹھا
یہ سلماں سے بولے رسولِؐ خدا

ہُوا کیا ذرا جا کے لاؤ خبر
کہ گوشِ سماعت ہیں میرے اُدھر

وہیں سُن کے سلمان یہ حکمِ جناب
مدینے میں مسجد سے آئے شتاب

تو دیکھا کہ ہے مجمعِ خاص و عام
پکارا قریب آکے وہ نیک نام

1-لکھا 2-چھوٹے 3-بڑے 4-اے لوگو 5-خوشی 6-حشر

7-کے لئے 8-معجزہ 9-اصحاب

بتاؤ کہ کیوں ہے یہ شور و فغاں — مشوش [1] ہیں اس دم رسولِؐ زماں
یہ سُن کر ہٹے سب اِدھر اور اُدھر — نئے سات شخص ان کو آئے نظر
سیہ رنگ چہروں کے سر تا قدم — فزوں مشک پر آب سے ہے شکم
قریبِ ہلاکت ہر اک دردمند — دہن سے فغاں مثلِ قرنا[2] بلند
پکارے یہ سلمانِ شیریں بیاں — کس اقلیم[3] میں ہے تمھارا مکاں
سبب عارضے کا بتاؤ مجھے — مفصل حقیقت سناؤ مجھے
وہ بولے کریں آپ اتنا کرم — چلیں لے کے پیشِ رسولِؐ اُمم
سب احوال[4] اپنا کریں گے بیاں — سِوا اُن کے درماں[5] ہمارا کہاں
درِ مصطفےٰ پر اگر جائیں گے — ہر اک درد کی ہم دوا پائیں گے
زیارت میں ان کی ہیں لاکھوں ثواب — لگائیں گے آنکھوں سے پائے جناب
سنے جب یہ سلمانؓ نے ان کے سخن — انھیں لائے پیشِ رسولِؐ زمن
پیمبرؐ کو اُن سب نے مجرا کیا — جواب ان کو شاہِ رُسلؐ نے دیا
وفورِ[6] کرم سے بلایا انھیں — اور اپنے برابر بٹھایا انھیں
کہا پھر کہ ہاں حال اپنا کہو — ہر اک آرزو و تمنّا کہو
وہ بولے کہ مغرب سے آئے ہیں ہم — یہ خط شاہِ مغرب کا لائے ہیں ہم
سنیں حال پہلے زبانی جناب — کہ جس سے ہوا ہے یہ ہم پر عذاب
گیا تھا جو شاہِ رسل کا رسولؐ — کیا حکم قاصد کا اس نے عدول[7]
کیا چاک نامہ کو پھر بے دریغ[8] — سرِ نامہ بر[9] بھی کیا زیرِ تیغ
نہ آیا رہِ راست پر کج[10] ادا — خطا کی خطا کی خطا کی خطا
بلا ایک فوراً وہ پیدا ہوئی — اجل جس سے ہر سو ہویدا[11] ہوئی
پہاڑ ایک مغرب میں ہے اے حضور — کہ چشمے کا اس کوہ پر ہے ظہور[12]

1-پریشان 2-سنکھ 3-سلطنت 4-حالات 5-علاج 6-شدت

7-عدالت 8-بغیر ڈر کے 9-خط لے جانے والا 10-ٹیڑھا 11-ظاہر 12-ظاہر

اُسی چشمۂ کوہ سے لے کے آب
زراعت کو دیتے تھے وہاں شیخ و شاب[1]

کہ اک اژدہا آشکارا[2] ہوا
اسی سے یہ عالم ہمارا ہوا

ہُوا اس کے منہ سے جو شعلہ بلند
تو چاروں طرف کی ہوئی راہ بند

زباں آور اس کا زمانہ ہوا
کہ دل سوختہ اک زمانہ ہوا

جلا اس کے شعلے سے صحرا تمام
ہلاک اس کی آمد سے ہیں خاص و عام

یہ کہہ کر شہِ دیں کو نامہ دیا
پیمبرؐ نے اس نامہ کو وا[3] کیا

لکھا تھا یہ القاب خیر البشرؐ
کہ اے **کُل** کے فریاد رس[4] داد گر[5]

دو عالم کی حاجت روا **الغیاث**[6]
شہنشۂ ارض و سما **الغیاث**

نہیں اب کسی شکل سے جانبری[7]
خبر لو خبر لو خبر لو مری

مسلماں میں ہوں گا بہ دل بے ریا
مرے شہر سے دور ہو اژدہا

وہ خط پڑھ چکے جب رسالت مآبؐ
تو اصحاب سے پھر کیا یوں خطاب

کوئی تم میں ایسا بھی جرّار ہے
کہ اژدر سے لڑنے پہ طیار ہے

جو اس اژدھے کو وہ بے جاں کرے
شہِ غرب منظور ایماں کرے

ہو مغرب میں دینِ خدا آشکار
پڑھیں **کلمۂ حق** صغار و کبار

عجب حالِ اصحاب تھا اس گھڑی
کہ گویا **اجل** سامنے تھی کھڑی

ہُوا رعشہ اعضا کو اندام[8] میں
پھڑکنے لگیں مچھلیاں دام[9] میں

یہ اژدر کا ڈر سب پہ طاری ہوا
کہ افعی گیسو چھوا اور موا

یہ حالت جو ان سب کی آئی نظر
مکدر[10] ہوئے شاہؐ جن و بشر

کہ آئے ہوائے پر جبرئیلؑ
کھلا باغ طبع رسولؐ جلیل

یہ احکام حق لائے روح الامیں
نہ غمگیں ہو اے سیّد المرسلیںؐ

کہ اژدر[11] سے جا کر کرے ہمسری
نہیں ہے کوئی ان میں ایسا جری

1-جوان 2-ظاہر 3-کھولا 4-فریاد سننے والا 5-مدد کرنے والا 6-فریاد
7-جان بچنا 8-بدن 9-جال 10-غمگین 11-اژدہا

مگر پیشِ حیدرؑ یہ کیا بات ہے
تمھارا ہی بازو میرا ہاتھ ہے

نہیں جز علیؑ یہ کسی کی مجال
کہ اژدر پہ غالب ہو وقتِ جدال[1]

یہ سنتے ہی فرمان حق مصطفٰےؐ
وہاں آئے ہنستے ہوئے مرتضٰےؑ

کہا مصطفٰےؐ نے کہاں تھے اخی[2]
یہ کہہ کر خبر ملک مغرب کو دی

سُنا جبکہ فرمانِ پروردگار
کہا حکم معبود پر میں نثار

لگائی کمر سے حسامِ[3] دو دم
شجاعت نے جھک جھک کے چومے قدم

مسلح ہوئے جب جنابِ امیرؑ
ہوئے شاد و خرم رسولِؐ قدیر

دیا حکم یہ فوجِ اسلام کو
کہ روشن کرو دین کے نام کو

مرخص[4] ہوئے جب نبیؐ سے علیؑ
یسار و یمیں فوجِ ایماں چلی

وہ ساتوں رکاب[5] علیؑ میں رواں
جو مغرب سے آئے تھے نالہ کناں[6]

پڑھی ان مریضوں پہ شہؑ نے دعا
ہوا عارضہ ان کا فوراً ہوا

گرے شہؑ کے قدموں پہ ساتوں بہم
پکارے تمھیں ہو امامِ اُمم

ہمیں دینِ احمدؐ میں اب لائیے
غلاموں کو تلقین فرمائیے

یہ سُن کر عطا ان کو ایماں کیا
شہِ دین نے فوراً مسلماں کیا

پتا راہ فردوس کا پاگئے
کہ وہ راہ میں راہ پر آگئے

یہ پھر ان سے بولے امامِ اُمم
کہ مغرب میں کل یہاں سے پہنچیں گے ہم

سُنا جب یہ شیرِؑ خدا کا کلام
لگا عرض کرنے یہ اک نیک نام

جو جائے بہت جلد شام و پگاہ[7]
کرے طے مہینے میں مغرب کی راہ

کہا جس نے یہ قیس تھا اس کا نام
ندیم[8] شہ غرب عالی مقام

پہ روزِ دوم خوش وہ مومن ہوا
کہ مغرب ہی میں دوسرا دن ہوا

ہوا قیس اعجاز شہ پر فدا
قریب آکے یہ عرض کرنے لگا

1- جنگ 2- بھائی 3- تلوار دو دھاری 4- رخصت 5- خدمت
6- فغان کرنا 7- صبح 8- دوست

مجھے حکم ہووے اگر اے جناب   خبر جا کے دوں بادشہ کو شتاب[1]
کہا شاہ نے خیر اے با ادب   ہُوا قیس راہی[2] بعیش و طرب[3]
کہا شاہِ مغرب سے اے خوش سیر[4]   خدا کی عنایت ہوئی شکر کر
وہ بولا بتا تو مجھے کیا ہُوا   کہا رازِ قدرت ہویدا[5] ہُوا
کہ سرتاج عرش علی آئے ہیں   رسولوں کے مشکل کشا آئے ہیں
ارے ہے یہ وہ حیدرِ نیک خو[6]   کیا جس نے جھولے میں اژدر کو دور
کہا شاہ نے قیس سے یہ بتا   ہوئی کس طرح تجھ کو حاصل شفا
وہ بولا زبانِ خدا ہیں علیؑ   مسیحائے ارض و سما ہیں علیؑ
ہمیں زندگی پھر عطا ہوگئی   انھیں کی دعا سے شفا ہوگئی
کہا شاہِ مغرب نے اس سے کہ ہاں   بلا شک وہی ہیں امامِ زماں
نہیں اب میرے دل میں مطلق ہراس[7]   غلامانہ چلتا ہوں آقا کے پاس
سُنو اب تم اے دوستانِ علیؑ   وزیر اس کا تھا ایک شمعون شقی
یہ مغرب کے حاکم سے اس نے کہا   کہ جانا مناسب نہیں آپ کا
یہاں سے یہ پیغام بھجوایئے   سوے کوہ تشریف لے جایئے
ظفر[8] آپ اژدر پہ جب پائیں گے   پیمبرؐ پہ ایمان ہم لائیں گے
اثر کر گیا اس شقی کا کلام   یہی اس نے حضرت کو بھیجا پیام
مسلح ہوئے شاہِ گردوں مقام   سواری کو حاضر ہوا خوش خرام
چلے جانب کوہ ہوکر سوار   جلو میں ملائک یمین و یسار
کھلا فرق[9] پر چتر[10] ظلِ الٰہ   غلامی میں موجود اقبال و جاہ
جو پہنچے وہاں یوں امامِ غیور   چمکنے لگا کوہ مانند طور
لکھا اب یہ راوی نے ہے ماجرا   نہ دُلدل شہِ دیں کا آگے بڑھا

1- جلدی   2- مسافر   3- خوشی   4- خوش اخلاق   5- ظاہر   6- نیک طبیعت
7- خوف   8- فتح   9- سر   10- چھتری

اثر بوئے اژدر کے ظاہر ہوئے
امامِ دو عالم بھی ماہر ہوئے

مگر جرأت شاہِ دیں پر فدا
کہ دُلدل سے کودے امامِ ہدا

وہ اژدر بھی واں آشکارا[1] ہوا
پر آتش بیابان سارا ہوا

سوے شاہِ دیںؑ منہ سے پھینکی کمند[2]
کہ فرماتے ہیں یہ شہِ ارجمند

ہزاروں کمندوں کا وہ بار تھا
پہ ہم کو ذرا بھی نہ دشوار تھا

اگر کھینچتا کوہ پر ڈال کر
تو لے جاتا وہ کوہ کو بے خطر

بہت اس نے کھینچا مجھے زور سے
سلیماںؑ کو جنبش کہاں مور سے

ہوا جبکہ ناچار وہ خیرہ سر[3]
تو شعلہ نکالا دہن سے اِدھر

ندا آئی یہ اے امامِ اُمم
کرو سامنے اس کے تیغ دو دم

علم کرکے تیغ دو دم کو وہیں
بڑھے اس کی جانب شہنشاہِ دیں

جو لپکی یہ صمصامِ مثلِ شرار
ہوئی آگ اس شعلہ کی بے قرار

لگی آگ یہ سر کو دُھننے لگا
حسامِ شہ دیںؑ سے بھُننے لگا

قضا کا جو ساماں عیاں ہوگیا
کنویں میں وہ جلدی نہاں ہوگیا

ہلاکت کا ڈر تھا اسے راہ میں
شۂ دیں بھی کودے وہیں چاہ میں

کنویں میں مکاں ایک تعمیر تھا
سراسر وہ حیرت کی تصویر تھا

لگے ڈھونڈنے اس کو شاہ ہوا
تو دیکھا ہے اک شخص بیٹھا ہوا

کہا شاہؑ نے اس کو پہچان کر
تو انساں بنا ہے یہاں آن کر

بھلا اب کہاں بچ کے جائے گا تو
کہ اب خون میں اپنے نہائے گا تو

لرز کر اٹھا غیظ طاری ہوا
مقابل شہِ دیں کے ناری ہوا

پکارا اجل آپ کو لائی ہے
مری تیغ کس نے بھلا کھائی ہے

کہاں کا بڑا ایسا ہے پہلواں
مٹایا ہزاروں کا نام و نشاں

1- ظاہر 2- پھندا 3- بدفطرت 4- تلوار

یہ سنتے ہی نکھرا وہ شیرِ الٰہ ۔۔۔ کہا گیر[1] یہ ہم سے او روسیاہ
میں ہوں بازوئے سید المرسلینؐ ۔۔۔ میں ہوں شیر یزداں امامِ مبیں
جن آگاہ سب ہیں میرے حرب[2] سے ۔۔۔ کٹے پَر فرشتے کے اک ضرب سے
چلا سُن کے یہ اور حملہ کیا ۔۔۔ مگر وار خالی وہ شہؑ نے دیا
کہا لے خبردار او نابکار ۔۔۔ وہ آتی ہے سر پر ترے ذوالفقار
یہ برش تھی مولاؑ کی تلوار میں ۔۔۔ کیا دو ستمگر کو اک وار میں
پھر اک شخص یوں شہ کو آیا نظر ۔۔۔ دھرے اپنے سر پر ہے وہ تاجِ زر
ادب سے شہِ دیں کو مجرا[3] کیا ۔۔۔ کہا شہ نے آنا کہاں سے ہُوا
کہا اس نے راشد مرا نام ہے ۔۔۔ نبیؐ سے ملا مجھ کو اسلام ہے
یہ فرما گئے ہیں رسولِؐ قدیر ۔۔۔ ترے گھر میں اب ہیں جنابِ امیرؑ
کھلی خواب سے آنکھ جاگے نصیب ۔۔۔ کہ دیکھا تمھیں اے نبیؐ کے حبیب
تہِ تیغ جس کو ہے شہؑ نے کیا ۔۔۔ یہ دیوِ سیہ اک عدو تھا مرا
یہ سُن کر چلے شاہؑ جن و بشر ۔۔۔ پڑا تھا جدھر وہ سرِ بدگہر
سیہ رو[4] کے سر پر قدم کو دھرا ۔۔۔ زبانِ مبارک سے پھر کچھ پڑھا
نہ ٹھہرا گیا فرقِ[5] گمراہ سے ۔۔۔ وہ نکلا دھویں کی طرح چاہ سے
برآمد ہوئے جب شہِ با شرف ۔۔۔ پڑی دھوم مغرب میں چاروں طرف
وہ مغرب کا حاکم مسلماں ہُوا ۔۔۔ کرامت پہ حضرت کے قرباں ہُوا
دلِ کفر اسلام سے بھر دیا ۔۔۔ بتوں کو مطیعِ خدا کردیا
شقی تھا جو شمعون مارا اسے ۔۔۔ جہنم نے مہماں اُتارا اسے
رہے جب تلک شاہ ہر دو سرا ۔۔۔ وہ خسرو[6] غلامی میں حاضر رہا
پھر آئے مدینے میں مغرب سے شاہؑ ۔۔۔ ملے شاد ہوکر رسالتؐ پناہ

1- پکڑو 2- جنگ 3- سلام 4- بدمعاش 5- سر 6- شہنشاہ

دبیرؔ ان سے اب ہے مرا التماس
جو اس عید کے ہیں فضیلت شناس[1]

نہ خاموش اس انجمن میں رہیں
دعا میں کروں اور وہ آمیں کہیں

الٰہی تو ہے کردگارِ انام
الٰہی تو ہے معطٰی[2] خاص وعام

بحقِ جلالِ جنابِ امیرؑ
بحقِ کرامات روزِ غدیر

مرے دل کے مطلب تو برلا شتاب[3]
ہر اک آرزو سے تو کر کامیاب

الٰہی الٰہی بحقِ نبیؐ
خدایا خدایا بحقِ علیؑ

بحقِ علی اصغرؑ شیر خوار
ہوا جس کے حلقوم[4] سے تیر پار

بحقِ دل اکبرؑ نوجواں
تری راہ میں جس نے کھائی سناں

اٹھاتا ہے تو اپنے بندوں کے ناز
عنایت سے کر اوجؔ[5] کو سرفراز

زر و دولت و مال اولاد و آل
ہر اک شے اسے بخش دے ذوالجلال

خداوندِ عالم بحقِ رسولؐ
اسی دم یہ میری دعا ہو قبول

عطا کر زیارت کا مجھ کو ثواب
دکھا تربتِ نائبِ بوترابؑ

بہ تہنیت عید نوروز

فلک پر دماغ سریر[6] آج ہے
جلوسِ جنابِ امیرؑ آج ہے

خلافت کا پایہ[7] گیا عرش پر
ہوئے تخت پر مرتضٰیؑ جلوہ گر

بفضلِ خدا عیشِ نوروز ہے
خصوص آج تو عید نوروز ہے

محبوں کو یہ روز فیروز[8] ہے
کہ فیروزیٔ رنگِ نوروز ہے

اسی دن نبیؐ کو رسالت ہوئی
اسی روز معراج و بعثت ہوئی

علیؑ کو ملی فرحتِ[9] تازہ آج
ہوا واز[10] خیبر کا دروازہ آج

کوئی دن نہیں بہتر اس روز سے
کہ رنگیں ہیں سب رنگ نوروز ہے

بڑا رتبہ اس کا ہے پیشِ الٰہ
یہی روز روزوں میں ہے مثلِ ماہ

1-اہمیت جاننے والا 2-جس کی اطاعت کی گئی 3-جلدی 4-حلق 5-فرزند دبیرؔ
6-تخت 7-مقام 8-پیروزی 9-خوشی 10-کھولا

یہی روز تھا جو علیؑ ولی ہوئے جانشینِ جنابِ نبیؐ
امامِ ششم صادقؑ نامدار یہ فرماتے ہیں اے صغار و کبار[1]
مجھے کعبۂ ذوالمنن[2] کی قسم کہ یہ دن ہر اک دن سے ہے محترم
یہی روز بے شک تھا روزِ الست[3] کہ گویا ہوا رب با ملاذِ[4] پست
کہ ارواح سب عہد و پیاں کریں اور اقرارِ توحیدِ یزداں کریں
یقیں لائیں وحدانیت کا میری یہ واحد سمجھ کر کریں بندگی
رسولوں کے قائل ہوں دل سے تمام اماموں کے بھی ہوں مقر[5] لا کلام
اسی روز روحیں پکاریں بہم[6] الٰہی تو آقا ہے بندے ہیں ہم
ہوئے قائل مہرِ حق شیخ و شاب[7] اسی روز طالع[8] ہوا آفتاب
یہی روز تھا جو ہوا وہ چلی کہ ہر شاخ باغوں میں پھولی پھلی
اسی روز کشتیٔ نوحؑ مبیں ہوئی کوہ جودی پہ آکر مکیں[9]
یہ اس روز کو حق نے بخشا وقار کہ زندہ کیے مُردے بھی سی[10] ہزار
نہ تھا گوشت اور پوست کچھ مطلقاً پڑے تھے فقط استخواں[11] جا بجا
گذر اک پیمبرؑ کا ناگہ ہُوا لقب اس پیمبرؑ کا خرقیل تھا
کیا اس نبیؐ نے خدا سے سوال میں حیران اے خالقِ ذوالجلال
پڑے ہیں جو بوسیدہ[12] یہ استخواں تو بخشے گا کیونکر انھیں جسم و جاں
تماشائے قدرت دِکھا اے کریم میں دیکھوں گا ان کو جِلا[13] اے کریم
ہوئی اس کو وحیِ خدا یک بیک کہ ہاں پانی ان ہڈیوں پر چھڑک
غرض استخوانوں پہ چھڑکا جو آب ہوئے زندہ حکمِ خدا سے شتاب
رگ و ریشہ روح و بدن دست و پا جو دیکھا تو ایک دم میں سب کچھ ہوا
وہیں پاؤں سے اپنے پھرنے لگے پیمبرؑ کے قدموں پہ گرنے لگے

1- چھوٹے بڑے 2- اللہ تعالیٰ 3- اللہ سے بندہ کے پیمان کا دن 4- چھوٹے بڑے 5- اقرار کرنا
6- مل کر 7- جوان آدمی 8- طلوع 9- مقام کرنا 10- تیس 11- ہڈیاں 12- کمزور 13- زندہ کرنا

یہی آب پاشی[1] کا بس ہے سبب
کہ سنّت ہے خرقیل کی حکمِ رب

یہی روز تھا وہ کہ بہر[2] رسولؐ
ہُوا وحی ربِّ ہُدا کا نزول

خلیلِ خدا نے بحکمِ خدا
اسی دن بتوں کو شکستہ کیا

یہی ہے وہ یومِ سعادت شعار[3]
ہوئے دوشِ احمدؐ پہ حیدرؑ سوار

ہوئے دوش پر جبکہ جلوہ فگن
جھکا بہرِ تسلیم چرخِ کہن

صدائے ملک تھی کہ صل علیٰ
یہ نورِ علیؑ نور ہے واہ وا

درخشاں[4] ہیں شمس و قمر ایک جا
تیرے گھر میں کیا کیا ہے نور و ضیا

یہ دستِ خدا نے کیا بندو بست
کہ توڑا بتوں کا سراپا[5] و دست

ہوئی تھی اسی روز عیدِ غدیر
نبیؐ نے کیا تھا علیؑ کو وزیر

کہا تھا یہ اصحاب سے برملا[6]
کہ آکر کرو بیعتِ مرتضیٰ

یہ نائب ہے میرا بروئے زمیں[7]
یقیں جانیو اس میں کچھ شک نہیں

جب آئے تھے بیعت میں حضرت کے جن
یہی تھا یہی تھا یہی تھا وہ دن

ہوا آج طے قصۂ نہرواں
کہ خونِ عدو کی بہی نہر واں

بڑی ہے خوشی اور بڑی ہے یہ عید
کہ ہے دشمنوں کو ملالِ[8] شدید

جدا نسلِ آدم سے شیطاں ہُوا
اسی روز قتل اک بد ایماں ہوا

اسی دن ہے شیعوں کا ہر اک سرور
اسی روز مہدیؑ کا ہوگا نمود[9]

اسی روز کافر اڑائیں گے خاک
اسی روز دجّال ہوگا ہلاک

یہی سال در سال ہے انتظار
کہ ہوئیں امام الزماںؑ آشکار

زہے شانِ روزِ جلوسِ علیؑ
ہوئے عیدِ اکبر کے معنی جلی[10]

یہ ہے مہر ماہِ نجف کی ضیاء
کہ روشن ہے فیاضیِ کبریا

پڑھیں شیعہ تسبیح صل علا
علیؑ کے فضائل کی ہے ابتدا

1-پانی ڈالنا 2-رسولؐ کی خاطر 3-نشان 4-روشن 5-قد و خال 6-کھلے عام
7-زمین پر 8-غم 9-ظہور 10-ظاہر

لکھیں حشر تک گرچہ لوح و قلم — نہ اک شمہ[1] ہو وصف[2] حیدرؑ رقم

علیؑ ہیں درِ شہرِ علمِ خدا — درِ دولت ان کا ہے قبلہ مرا

ترو تازہ ہے ان کا باغِ کرم — سرِ عرش و کرسی ہے زیرِ قدم

یہ ہے ہیبتِ شاہِ مرداں کا شور — لرزتی ہے سہراب و رستم کی گور[3]

زہے آستانِ امامِ مبیںؑ — کہ جھکتا ہے سجدے کو عرشِ بریں

پڑھوں تازہ اعجازِ[4] شاہِ جلیلؑ — کہ حاکم تھا بغداد میں ایک بخیل

کسی نے یہ دی جاکے اس کو خبر — نجف میں بہت جمع ہے مال و زر

تصرف کرے کوئی یہ کیا مجال — ہے قبضے میں دستِ خدا کے وہ مال

نجف کو روانہ ہوا بدگہر[5] — مع طبل و لشکر بصد کروفر[6]

غرض رفتہ رفتہ یہ پہنچا وہاں — نجف میں خزانہ تھا شہ کا جہاں

خزانے کے در کو کشادہ[7] کیا — زر و سیم لیں یہ ارادہ کیا

وہیں روشنی اک ہویدا[8] ہوئی — چمک اس سے بجلی کی پیدا ہوئی

بڑھی روندتی کوندتی جس طرف — ہوئے صاف جل جل کے ناری تلف[9]

ملے خاک میں چل کے اہلِ ستم — ہوئے سر ہزاروں کے تن سے قلم

یہ کہتے چلے اشجع[10] روزگار — ارے یارو بھاگو کھنچی ذوالفقار

نہ پہلے سے کی تم نے کھوٹے کھرے — پڑا سکۂ ضربتِ حیدری

خزانے سے کیا خوب درہم چنے — کہ تلوار کی آنچ میں خود بھنے

یہ ہے درہمِ تیغِ خیبر شکن — ہمیشہ ہے دنیا میں اس کا چلن

پلا ساقیا اور اک جام مل — کہ قلقل کے بدلے پڑھوں چار قل

میرا ساغرِ لب چھلکنے لگے — علیؑ کی محبت ٹپکنے لگے

رواں خامۂ[11] صفحہ پہ مستانہ ہو — پری کیا دلِ حور دیوانہ ہو

جو لغزش ہوپائے قلم سے جلی — پکارے ورق یا علیؑ یا علیؑ

علیؑ حاکمِ کشورِ ہل اتیٰ — علیؑ ضیغم[12] بیشۂ[13] لافتےٰ

لبِ جام سے ہوں یہ نغمے عیاں — فروح و ریحاں اے شیعیاں

1-ذرّہ 2-فضائل 3-قبر 4-معجزہ 5-بدخصال 6-جاہ وحشمت 7-کھولنا
8-ظاہر 9-نابود 10-بہادروں 11-قلم 12-شیر 13-شیروں کی کچھار

علیؑ شرع ہے دیں ہے قرآن ہے
جو مومن ہے اس کا یہ ایمان ہے

مناقب میں کشفیٔ شیریں بیاں
ہے اس طرح کشاف[1] رازِ نہاں[2]

کہ ظالم تھا ایک مرّہ ابنِ قیس
جفا پر سدا تیر کی طرح لیس[3]

وہ پیر دراہم ضلالت[4] پناہ
ہمیشہ سے تھا صاحبِ مال و جاہ

شجاعان کفار سے ایک گروہ
کہ تھے سب کے سب سنگ دل مثل کوہ

جو پوچھے پیادوں[5] کا کوئی شمار
لکھوں پانچ کے بعد لفظِ ہزار

ملازم[6] تھے اس کے یہ خانہ خراب
گنہ کے لیے جیسے لازم عذاب

کیا مرّہ نے ایک دن یہ مقال[7]
کہو میرے اجداد و آبا کا حال

جو تاریخ داں تھے پکارے وہ سب
علیؑ نام تھا اک شجاعِ عرب

ظفر جس نے جنّات پر پائی ہے
جسے عرش سے ذوالفقار آئی ہے

عجم کا تجمل عرب کا جلال
جگر[8] گوشۂ قدرتِ ذوالجلال

کیے بندگی میں خدائی کے کام
نصیری خدا کہتے ہیں والسلام

اسی صاحبِ تیغ نے بے دریغ[9]
بزرگوں کو تیرے کیا زیرِ تیغ

ہزاروں بزرگوں کا تیرے لہو
بہا کر کیا تیغ کو سرخرو

کہا دفن کس جا ہے وہ ذی شرف
مورّخ پکارے میانِ نجف

یہ سن کر نہ مرّہ رہا ہوش میں
حمیّت[10] سے خون آگیا جوش میں

ہوا شر پہ آمادہ وہ نابکار[11]
سوار اپنے ہمرہ لئے دو ہزار

کیا پیدلوں کو بھی فوراً طلب
کمر باندھ کر آئے خدمت میں سب

وہ ٹیڑی کلہ[12] اور ترچھی نگاہ
وہ رستم عرب کے خدا کی پناہ

1-بیان کرنا 2- پوشیدہ راز 3- آراستہ 4- گمراہی کا محافظ 5- پیدلوں 6-نوکر
7- بولنا 8- کلیجہ کا ٹکڑا 9-بغیر افسوس کے 10-غیرت 11- بدمعاش 12- ٹوپی

بُلا کے پیادے غضب کے سوار
جہاں کا نشیب[1] و فراز[2] آشکار[3]

سناں[4] چلنے میں لڑکھڑانے لگی
سپر سے سپر کھڑکھڑانے لگی

ہر اک پہلوان فخرِ سہراب و گیو
جو گھوڑے پری تھے تو اسوار دیو

ہوا کو دباتے تگ و تاز[5] سے
دباتے چباتے ہوئے ناز سے

وہ ترکی تگاور[6] تھے لیلی خرام[7]
دلِ قیس لپتا تھا ہر ایک گام

سواروں کے لے جانے کو نار میں
وہ اندھے تھے میدانِ پیکار[8] میں

غرض لے کے یہ فوج خانہ خراب
مٹانے چلا مرقدِ بوترابؑ

نواح[9] نجف میں جو پہنچا لعیں
مجاور نجف کے ہوئے دل حزیں

جو ساکن تھے قرب و جوارِ نجف
وہ محوِ حفاظت ہوئے ہر طرف

ہوئی آخرالامر[10] بستی تباہ
رواق یداللہ میں لی پناہ

در روضۂ سید اوصیاؑ
گِل وخشت[11] سے سب نے محکم کیا

چھ روز ان سے کی اہلِ ایماں نے جنگ
مگر جنگ سنگ وکلوخ[12] وخدنگ[13]

جسے تیر مارا نشانہ کیا
جہنم کو سیدھا روانہ کیا

کمان ہو کے قربان ناوک[14] فگن
یہ چلاتی تھی ہاں بگیر و بزن[15]

نہ اعدا کے کام آئی ڈھالوں کی آڑ
پڑا جس پہ ڈھیلا گرا اک پہاڑ

زرہ کی طرح تیروں سے چھن گئے
پڑے ایسے پتھر کہ بت بن گئے

مگر تھا یہ مطلوبِ پروردگار
کہ اعجاز حیدرؑ کا ہو آشکار[16]

کیا ساکنان حرم نے فرار
اور آگے بڑھا مرّہ نابکار

مع رایت[17] وطبل و فوج و سپاہ
در آیا حرم میں بُتِ روسیاہ

1-پستی 2-بلندی 3- ظاہر 4-تیر 5-دوڑنا 6- گھوڑے 7-چال 8-جنگ 9-اطراف 10-آخرکار
11-اینٹ 12-قلعے کی کھڑکی 13- تیر 14-تیر 15- پکڑو مارو 16-ظاہر 17-جھنڈا

شکستہ کیے اس نے دیوار و در — کہا عرش نے الحذر[1] الحذر

ڈرا قہرِ حق سے نہ وہ بے حیا — قریبِ مزارِ مبارک گیا

نہ بوسہ نہ سجدہ نہ صلِ علےٰ — طوافِ مزارِ مقدس کجا

یہ چاہا کہ قبرِ علیؑ شق[2] کرے — جُدا جلد سے مصحفِ حق کرے

کہ پرتو[3] فگن حق کی قدرت ہوئی — وہ قدرت کہ بندوں کو ہیبت ہوئی

زمین و فلک کا ہلا بند بند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند

مزارِ یداللہ سے ایک بار — ہوئیں صاف دو انگلیاں آشکار[4]

کہا ماہ و خورشید نے حسبِ حال — عیاں برجِ مدفن[5] سے ہیں دو ہلال

عطارد نے فرمان لکھا چار سو — یہ ہے لائے نفی[6] حیاتِ عدو

ہوئے مدح خواں قدرتِ کردگار — لحد ہے نیام انگلیاں ذوالفقار

وہ دو انگلیاں مثلِ تیغِ دو سر[7] — بڑھیں جانبِ مرّۂ بدسیر[8]

وہ دو انگلیاں تیغِ کرّار تھیں — کمر پر کیا وار اور پار تھیں

نہ قائل وہ توحید کا جو ہُوا — دوئی[9] کی سزا مل گئی دو ہوا

میں قربان اعجازِ شیرِ الٰہ — بدن ہوگیا اس کا سنگِ سیاہ

رہا سالہا سال بیرونِ در — کہ دیکھیں یہ اعجاز اہلِ نظر

جب آتے تھے واں زایرِ پاکذات — لگاتے تھے اس ننگِ عزا کو لات

الٰہی بحقِ رسولِؐ قدیر — تو مقبول فرما دعائے دبیرؔ

قسم اس ولی کی تجھے اے خدا — جسے آج دی مسندِ مصطفاؐ

عیاں[10] عید نوروز ہو جب تلک — رہیں جب تلک آفتاب و فلک

1- پناہ۔الامان 2- توڑے 3- ظاہر 4- ظاہر 5- قبر 6- موت

7- دودھاری تلوار 8- بدمعاش 9- دوئی (شرک) 10- ظاہر

محمدؐ صحیح اور سالم رہے
ترقی پہ علم اس کا دائم[1] رہے

ہر اک سال جب تک ہو تحویل مہر[2]
رہے اس پہ بارہ اماموںؑ کی مہر[3]

تمام شد

دلا وردِ[4] کر نام مشکل کشا
بنے گا ہر اک قصر[5] پھر دلکشا

نہیں کوئی مشکل کہ آساں نہ ہو
علیؑ کہہ علیؑ کہہ ہراساں[6] نہ ہو

سنیں گے غلاموں کی فریاد کو
علیؑ کیا نہ آئیں گے امداد کو

نہ گھبرا کوئی دن کی اب دیر ہے
سرِ کافراں زیرِ شمشیر ہے

نہ ہوگی کبھی کم عزائے حسینؑ
کہ ضامن ہے اس کا خدائے حسینؑ

زبردست ہے گو یہ قومِ شریر
خدا ہے علیٰ کل شئی قدیر

بس اب شیعوں پر حق کی تائید ہے
کہ دنیا میں نوروز کی عید ہے

بہت نیک اب کی رجب کا ہے ماہ
کہ دو عیدیں اس میں برابر ہیں واہ

نہ کیوں بارہویں تیرہویں ہو سعید
خلافت کی عید اور ولادت کی عید

سریرِ[7] خلافت پہ ہیں شاہِ دیں
بفضلِ خدا حق ہے مرکز نشیں

علیؑ تختِ شاہی پہ ہیں جلوہ گر
پئے[8] نذر اک معجزہ نظم کر

رقم ہے زبانی حاجی حسین
یہ اعجاز آقائے بدر و حنین

ہوا شام سے حلّہ کو میں رواں
رفیقِ سفر تھا مرا اک جواں

نصیب آگیا راہ کے پیر میں
میں داخل ہوا بیشہ[9] شیر میں

نگاہ تامل سے دیکھا جدھر
نظر آئے واں استخوانِ[10] بشر

ہوا شیر بھی ناگہاں آشکار
ہرن[11] ہوگئے میرے صبر و قرار

مصاحب پہ میرے ہوا حملہ ور
لیا پنجہ میں شیر نے دوڑ کر

کیا شیر نے قصد کھانے کا جب
تڑپنے لگا وہ اسیرِ تعب[12]

1-ہمیشہ 2-سورج 3-محبت 4-پڑھنا 5-محل 6-خوفزدہ
7-مسند 8-کے لئے 9-کچھار 10-ہڈیاں 11-فرار 12-رنج

نہ اس وقت آئی مرے دل کو تاب
کیا شیرِ صحرا سے میں نے خطاب

خبردار اے شیر ہشیار ہو
مرے دوست سے دست بردار[1] ہو

نجف کے ہیں باشندے ہم بے دیار[2]
جہاں دفن ہیں شیرِ پروردگار

اگر تو نے مارا مصاحب مرا
گِلہ شیرِ حق سے کروں گا ترا

غضب شاہ مردان کا مشہور ہے
ہر اک طرح کا ان کو مقدور[3] ہے

اگر سُن کے تیری تعدی[4] کا حال
خداوند کو میرے آیا جلال

یقین جان اے شیر پھر تو نہیں
نہ تیرا یہ بیشہ ہے نے جا یہ زمیں

نہ دے گا دکھائی پرندہ کوئی
نہ باقی رہے گا درندہ کوئی

زبردست ہے سب سے وہ مقتدا[5]
پیمبرؐ کا بازو ہے دستِ خدا

اسد[6] نے جو نامِ مبارک سنا
کیا اپنے پنجے سے اس کو رہا

لرزنے لگے اس کے اعضا وہیں
زمین پر رگڑنے لگا وہ جبیں

باعجاز مولائے کون و مکاں
ہوئے خیر سے ہم نجف کو رواں

ہے فخر و مباہات[7] کا یہ مقام
کہ بخشا ہمیں حق نے ایسا امام

انھیں سے ہے یہ التجائے دبیرؔ
کہ اے شاہِ مرداں نبیؐ کے وزیر

گرفتار ہیں تپ میں خورد و کلاں
اماں[8] دو اماں دو اماں دو اماں

تہنیت روز بست[9] و پنجم ذی حجہ عید مباہلہ

مبارک ہو اے شیعیان علیؑ
دوبالا[10] ہوئی آج شان علیؑ

ہر اک غنچہ وقفِ تبسّم ہے آج
کہ ذی حجہ کی بست و پنجم ہے آج

پلا ساقیا جامِ حبِّ علیؑ
کہ رازِ خفی[11] دل پہ ہوویں جلی[12]

وہ مے[13] دے کہ جوشِ طبیعت بڑھے
گھٹے زورِ عصیاں وہ نشہ چڑھے

الٰہی وہ مضموں عطا کر مجھے
ازل[14] سے پسندیدہ ہو جو تجھے

1-چھوڑ دے 2-غریب الوطن 3-قدرت 4-ظلم 5-قاید 6-شیر 7-ناز 8-رہائی
9-پچیس (25) 10-دوبرابر 11-پوشیدہ 12-ظاہر 13-شراب 14-روز الست سے

ثنا ہے نبیؐ مدحتِ مرتضاؑ
سدا تجھ کو مقبول ہے اے خدا

عیاں[1] شش جہت[2] میں خوشی کیوں نہ ہو
کہ تیری عنایت سے عیدیں ہیں دو

ہے اک تو یہ عیدِ مسرت فزا
نصارا[3] پہ غالب ہوئے مصطفاؐ

دوم عید ہے عید آلِ رسولؐ
ہُوا سورۂ ہل اتیٰ کا نزول

سنو عید اوّل کی اب داستاں
پیمبرؐ کے اعجاز کا ہے بیاں

سنو مومنو معجزاتِ نبیؐ
کہ نجران کا تذکرہ ہے یہی

خدا نے نبیؐ کو یہ بھیجا پیام
کرو تم نصارا سے حجت تمام

کیا دل سے فرمانِ داور قبول
روانہ کیے مصطفےٰؐ نے رسول[4]

نصارا سے نجراں کو بھیجا پیام
پذیرا[5] کرو دینِ حق والسّلام

جو پہنچا یہ حکمِ رسولِؐ زمن
ہوئی قلزمِ[6] فکر میں غوطہ زن

کتابوں کو اپنے منگایا شتاب
پڑھا ان میں وصفِ رسالت مآبؐ

یہ آیا تھا انجیل میں جابجا
کہ ہیں بعد عیسیٰؑ نبیؐ مصطفاؐ

ورائے صفاتِ رسولِؐ زماں
سراپا[7] کا پایا سراپا نشاں

جو عالم تھے ان کے وہ قائل ہوئے
مگر حیف دانستہ غافل ہوئے

زر و مال پر ایسے مغرور تھے
نہ لائے وہ ایمان جب تک جیے

پہ ہفتاد[8] عالم کیے انتخاب
کہ وہ علم و دانش میں تھے لاجواب

کیا ان کو سوئے مدینہ رواں
کہ دیکھیں صفاتِ رسولِؐ زماں

وہ آئے جو پیشِ رسولِؐ انام
ادب سے کیا سب نے جھک کر سلام

کتابوں میں دیکھا تھا جو مرتبا
پیمبرؐ میں پایا وہی دبدبا[9]

پیمبرؐ نے ان عالموں سے کہا
کہ اب تو نہیں کچھ تمھیں شک رہا

جو مدِّنظر[10] ہو کوئی امتحاں
تو ہم تم ہوں صحرا کے جانب رواں

1- ظاہر 2- چھ طرف 3- مسیحی 4- پیامبر 5- قبول 6- سمندر
7- قد و خال 8- ستّر 9- جاہ و حشمت 10- چاہتے ہو

تم اپنے اقارب[1] کرو واں بہم[2]
کریں مجتمع[3] اہلِ بیت اپنے ہم

خدا سے کریں یک دگر[4] بد دعا
وہ ہے باخدا جس کی سُن لے خدا

وہ عالم ہوئے اس پہ راضی تمام
گئے گھر سے صحرا کو خیرالانام

بچھائی وہاں نور کی جا نماز
کیا سوئے معبود روئے نیاز

عبائے مبارک کو پھر وا[5] کیا
کھلا پردۂ رحمتِ کبریا

بزیر[6] عبا آئے واں چار تن
علیؑ و بتولؑ و حسینؑ و حسنؑ

فلک کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا
یہ ہیں اہلِ بیتِ رسولؐ خدا

یہ کہتے ہی سب مطلبِ دل بر آئے[7]
کہ تطہیر کا آیہ جبریلؑ لائے

کیا عالموں سے نبیؐ نے خطاب
کہ ہاں دیکھو شانِ رسالت مآبؐ

خبردار نفرین[8] کرتا ہوں اب
سمجھ لو کہ نازل ہوا قہرِ[9] رب

نظر کی جو ان سب نے سوئے سما[10]
نظر آئے آثارِ قہر و بلا

ہوا خاک سب غرّہ[11] جی پر بنی
بنا ہر فرنگی[12] گلِ ارمنی

لرز کر پکارے وہ عالم تمام
کہ برحق ہے دینِ رسولِؐ انام

نہیں طاقتِ جنگ ہم میں شہا
پذیرا[13] کرو جزیہ[14] بہر[15] خدا

مطیعِ جناب خدا تھے رسولؐ
کیا حکمِ خالق سے جزیہ قبول

نصارا کے حق میں نہ کی بد دعا
قسم کھاکے بولے رسولِؐ خدا

عذابِ الٰہی مہیا تھے سب
ابھی ہوتیں تبدیل شکلیں یہ سب

پکارے یہ سدرہ سے روح الامیںؑ
یونہیں ہے یونہیں ہے یونہیں ہے یونہیں

سبب دوسرا یہ فضیلت کا ہے
کہ یہ دن علیؑ کی سخاوت کا ہے

عبادت میں جو کی انگوٹھی عطا
عطا حق نے کی سورتِ ہل اتا

مگر واقفانِ حدیثِ رسولؐ
بصحت یہ لکھتے ہیں وجہ نزول

1-عزیزوں 2-جمع 3-اجتماع 4-ایک دوسرے 5- کھولا 6- نیچے 7-ہاتھ آئے 8-بد دعا
9-عذاب 10-آسمان کی طرف 11- غرور 12-انگریز 13- قبول 14- ٹیکس 15-واسطے

کہ آیا ہے یوں سورۂ ہل اتا — زہے عزّ و شان شہٗ لا فتا
بشر سے ہو کیونکر ثنائے علیؑ — ثنا خواں ہیں اُن کے خدا و نبیؐ
نہ ہو خلق[1] کیونکر فدائے علیؑ — ہوا خلق سب کچھ برائے علیؑ
نہ ہوتی اگر ذاتِ خیبر شکن — نہ ہوتے **فلک** نے زمین و زمن[2]
عیاں ان سے ہے قدرتِ کردگار — دیا کل کا حق نے انھیں اختیار
شرف ان کے قرآں میں مرقوم[3] ہیں — قضا و قدر[4] ان کے محکوم[5] ہیں
سدا نامِ خالق پہ قرباں رہے — رضائے الٰہی کے خواہاں رہے
نہ دنیا سے مطلب تھا نے زر[6] سے کام — مثالِ زباں منہ میں تھا حق کا نام
خدا سے کبھی سر نہ پیارا کیا — فدا حق پہ گھر بار سارا کیا
رقم کرتا ہے راویِ خوش بیاں — کہ اک سال ذی حجہ میں ناگہاں
حسینؑ و حسنؑ مہر و ماہِ عرب — دلِ فاطمہؑ جانِ محبوبِؐ رب
ہوئے تپ[7] کی آزار میں مبتلا — تپ آئی انھیں دل نبیؐ کا جلا
جناب نبیؐ و علیؑ و بتولؑ — ہوئے ان کی تپ سے نہایت ملول[8]
بتولؑ و علیؑ سے یہ بولے رسولؐ — نہ غمگین ہو ہوگی صحت حصول
یہ نیت کرو تم بصدق و صفا — کہ حاصل انھیں ہوگی جس دم شفا
جدا ہوگا ان سے جو تپ کا یہ سوز[9] — تو ہم روزہ رکھیں گے یارب سہ روز
بتولؑ و علیؑ نے یہ جس دم سنا — بجا لائے حکمِ رسولِؐ خدا
ہوا تپ کو تب حکم ربِّ خدا — حسینؑ و حسنؑ سے ہو فوراً جدا
ہوئی فضلِ داور[10] سے حاصل شفا — کیا وعدۂ نذر سب نے وفا
مع فضہ خوش خوش کیا قصد[11] صوم — عبادات حق میں کیا طے وہ یوم
غرض روزِ اوّل جو آخر ہوا — تو افطار کو ماحضر[12] کچھ نہ تھا

1-خلقت 2-زمانہ 3-لکھا ہے 4-تقدیر 5-تابع 6-سونا
7-بخار 8-رنجیدہ 9-جلن 10-خدا 11-ارادہ 12-غذا

جگر غم سے تھا مثلِ گندم دونیم[1]
تردّد[2] سے تھا حال زہراؑ سقیم[3]

غرض اُٹھ کے سلطانؑ دُلدل سوار
گئے پاس شمعون کے ایک بار

قسیمِ[4] جناں شرم سے سر جھکائے
باجرت سہ آثار جو اس سے لائے

کہا فاطمہؑ سے یہ ہیں تین سیر
کرو تین حصے کہ ہم تم ہوں سیر

اب آج ایک حصے کو مصرف میں لاؤ
دوم حصہ کل پیس کر تم پکاؤ

سوم حصہ پرسوں پکانا بتولؑ
کہ نا بھوک سے ہوں پیارے ملول

وہ جَو پیس کر فاطمہؑ نے وہیں
غرض روٹیاں پانچ تیار کیں

عجب روٹیوں میں عیاں تھی چمک
حضور[5] ان کے نان[6] قمر بے نمک

عشا سے جو فارغ ہوئے مصطفاؐ
ہوئے گھر میں داخل مع مرتضاؑ

ہوئے زیبِ مسند رسولِؐ انام
حضور[5] ان کے بیٹھے جناب امام

بصد ناز آ کر حسینؑ و حسنؑ
ہوئے گود میں جد کے جلوہ فگن[7]

دھریں آگے زہراؑ نے وہ روٹیاں
کہ باہم کریں پانچوں تن نوش جاں[8]

کسی نے یہ دی در پہ ناگہ صدا
کہ اے اہلِ بیتِ رسولؐ خدا

سدا تم پہ حق کا درود و سلام
پذیرا[9] ہو اس دم سوالِ غلام

غریب و فقیر اور مسکیں ہوں میں
کئی دن کے فاقہ سے غمگیں ہوں میں

کریم و سخی تم زمانے میں ہو
غذا دو جو باورچی خانے میں ہو

خدا کے لئے لو خبر تم مری
خدا نعمتیں دے تمھیں خلد کی

یہ سنتے ہی اُٹھے شہ اوصیاؑ
اور اپنا اسے جاکے حصہ دیا

کیا پھر کسی نے وقفہ ذرا
وہ سب روٹیاں کی اسی کو عطا

دیا کھانا ہر اک نے نذر الٰہ
کیا روزہ افطار پانی سے واہ

دوم روز روزے پہ روزہ رکھا
قریب زوال اُنھیں خیرالنسأ

1- دو ٹکڑے 2- فکر 3- ضعیف 4- تقسیم کرنے والا 5- سامنے 6- ماہ کامل
7- بیٹھے 8- کھائیں 9- قبول ہونا

دوم حصہ جو پیس کر پھر وہاں
اسی طور تیار کیں روٹیاں

دھریں لاکے پیشِ رسولِؐ خدا
کہ پھر در سے پیدا ہوئی یہ صدا

علیک السّلام اے پیمبرؐ کی آل
یتیم و گرسنہ[1] ہوں میں خستہ حال

پدر روز عقبہ ہوا ہے شہید
مجھے قوت دو بہر[2] ربِّ مجید

نہ آئی دلِ شاہِ مرداں کو تاب
اُٹھے ہاتھ میں روٹی لے کر شتاب[3]

عطا کی وہ اس کو بخلق و حیا
ملائک نے باہم[4] کہا مرحبا[5]

محبت تھی سب کو جو اللہ کی
رفاقت[6] کی ہر ایک نے شاہؑ کی

سوم روز پھر سب نے روزہ رکھا
ہوئی ان کی ہمّت پہ ہمّت فدا

بدستور اُٹھیں بتولِؑ غیور
بقیہ وہ جَو پیسے با صد[7] سرور

نہ تھی تن میں ہرچند تاب وتواں[8]
مرتب[8] کیے پانچ پھر قرصِ ناں

نماز عشا پڑھ کے شاہِ نجف
ہوئے گھر میں داخل بعز و شرف

کیا پیشکش فاطمہؑ نے طعام
ہوئے گرم افطار صائم[10] تمام

بدستور سابق یہ آئی صدا
کہ اے عترتِ خاتمِ انبیاؑ

اسیر و دل افگار و محتاج ہوں
غذا کا طلب گار میں آج ہوں

صدا پہنچی یہ شہؑ کے جب گوش میں
نہ پھر شاہ مرداںؑ رہے ہوش میں

اُٹھے لے کے روٹی جنابِ امیرؑ
چلے در کے جانب کو سوئے اسیر[11]

چلے ساتھ ساتھ ان کے خورد و کلاں[12]
وہاں آئے قیدی کھڑا تھا جہاں

توقف کسی نے کیا اور نہ دیر
کیا سب نے قیدی کو کھانے سے سیر

ہوئی رات فاقہ میں جس دم بسر
تو خورشید خاور[13] ہُوا جلوہ گر

پیمبرؐ تھے مسجد میں جلوہ فزا
کہ جبریلؑ آئے بحکمِ خدا

دیا سورۂ ہل اتیٰ اور کہا
کہ اس میں ہے بالکل علیؑ کی ثنا

1- بھوکا 2- واسطے 3- جلدی 4- مل کر 5- مبارک 6- دوستی 7- سو خوشیاں
8- قوت 9- پکائے 10- روزہ دار 11- قیدی 12- چھوٹے بڑے 13- مشرق

علیؑ نے جو روزے پہ روزہ رکھا
بہت ان سے راضی ہوا کبریا

نبیؐ نے یہ مژدہ[1] علیؑ کو دیا
جو حکمِ خدا تھا وہ ظاہر کیا

کہا خاص ربّ ہدا تم ہوئے
عطا سے شۂِ ہل اتا تم ہوئے

نبیؐ نے جو کی سوئے زہراؑ نگاہ
تو پایا بہت حال ان کا تباہ

ہیں فاقوں سے آنکھوں میں حلقے پڑے
نہیں تاب جو فرش سے اُٹھ سکے

مگر اس میں بھی ہے یہ طاعت کا حال
دل و چشم ہے جانبِ ذو الجلال

عبادت سے فارغ ہوئی جب بتولؑ
تو کیا دیکھتی ہے وہ بنتِ رسولؐ

دھرا ہے مصلّے کے پاس ایک خوان
معطّر ہے خوشبو سے سارا مکان

بیاں کرتا ہے راویِ خوش اصول
گئے گلشنِ خلد میں جب رسولؐ

ہوا سال ہجری چہل اور[2] یکم
کیا راہ ایماں کو بعضوں نے کم

پئے حج ہوا ابن حارث رواں
ہوئی کعبہ میں بدعتِ نو[3] عیاں

ہوا حج سے فارغ جو وہ بے حیا
مدینے کے والی کو یہ خط لکھا

پہنچتا ہے شقہ[4] میرا اے جری
ہوئی ہے اب یہ خواہشِ دل مری

کہ ہے شام میں جیسا منبر مرا
بنے ویسا ہی منبرِ مصطفاؐ

اسی کے برابر تو کرنا بلند
کہ رفعت ہے منبر کی مجھ کو پسند

بلا کر مدینے میں نجّار[5] کو
بجا لا میرا حکم اے نیک خو

مدینے کے حاکم کو پہنچا یہ خط
وہیں آیا مسجد میں وہ خود غلط

گیا جب کہ نجار منبر کے پاس
ہُوا اس کے دل کو نہایت ہراس[6]

شکستہ کیا تھا نہ منبر ابھی
زمیں شکلِ گہوارہ ہلنے لگی

ہُوا چرخ پر منکشف[7] آفتاب
لرزنے لگے خوف سے شیخ و شاب[8]

قیامت کا سب کو گماں ہوگیا
وہ نجّار گھر کو رواں ہوگیا

1-خوش خبری 2-اکتالیس (41) 3-نئی ظاہر ہوئی 4-نامہ 5-بڑھئی 6-خوف
7- ظاہر 8-جوان

معجزہ نہم

یہ پیر و جواں کے تھا وردِ زباں
حذر[1] الحذر الاماں[2] الاماں

عیاں[3] کر تو خورشید اے کبریا
بحل[4] کر ہوئی ہو جو ہم سے خطا

غرض مہر[5] خالق سے مہر[6] فلک
ہوا آسماں پر عیاں یک بیک

مدینہ کا حاکم پشیماں ہوا
عتابِ[7] خدا یہ نمایاں ہوا

منگا کر شتابی قلم اور دوات
لکھی ابن حارث کو سب واردات[8]

زہے شان و توقیر شاہِ نجف
فلک پر ہے تصویر شاہِ نجف

عجب ان کے اعزاز و اکرام ہیں
یہ نامِ خدا حق کے ہم نام ہیں

خدا کے مصاحب نبیؐ کے وزیر
دو عالم کے صاحب سبھوں کے امیر

گہے دوشِ احمدؐ تھا ان کا سریر
گہے ان کی کرسی تھا عرشِ قدیر

نہیں کوئی عالم میں اِن کا نظیر
دو عالم میں ہیں پیر پرنا و پیر

چہ شام و چہ صبح وچہ شمس و قمر
چہ انجم[9] چہ گردوں[10] چہ بحر و چہ بر[11]

چہ دوزخ چہ جنت چہ غلمان و حور
سفید و سیاہ و چہ نار وچہ نور

چہ باغ و بیاباں چہ اشجار و کوہ
یہ سب ہیں مطیعِ شۂِ باشکوہ

تن مردہ میں ڈالتے ہیں جو دم
مسیح ان کی الفت کا بھرتے ہیں دم

دو عالم کا مولا سے ہے انتظام
یہ بندہ خدائی کا کرتا ہے کام

ہیں اس درجہ اعجاز شاہِ انام
لکھیں حشر تک تو رہیں ناتمام

سنو تازہ اعجاز اے خاص و عام
پڑھو صدق دل سے درود و سلام

یہ کرتے ہیں مقداد اسود[12] بیاں
سوئے شام تھے شاہِ والا رواں

رکابِ ظفر میں تھی فوجِ کثیر
ملازم ستارے یہ بدرِمنیر[13]

چپ و راست اصحاب تھے فوج فوج
رواں جس طرح موج ہو بعد موج

کہ ناگاہ حضرت نے لی باگ تھام
نظر کی ہر اک سو بشوقِ تمام

1- 2- خدا کی پناہ 3- ظاہر 4- معاف کرنا 5- محبت 6- سورج 7- عذاب

8- رپورٹ 9- ستارے 10- فلک 11- خشکی 12- کالا 13- ماہ کامل

بڑھایا پھر اک سمت کو راہوار[1]
کہ صحرا تھا بالکل اُدھر آشکار[2]

یہ اصحاب نے مرتضیٰ سے کہا
کہ بیشک خضر کے ہو تم رہنما

مگر اس طرف تو نہیں راہِ شام
اب آگے جدھر چلیے حاضر غلام

ہوئے درفشاں یوں شہِ راستاں[3]
نہیں بے سبب اس طرف میں رواں

رموزِ[4] دو عالم کے عالم ہیں ہم
کہ اقلیم[5] ایماں کے ناظم ہیں ہم

جو پیشِ نظر ہے میرے جلوہ گر
وہ ہرگز نہیں تم کو آتا نظر

چہ کوہ وچہ دریا چہ خشک و چہ تر
علیؑ کو ہے بالکل ہر اک کی خبر

ہمیں کیا ہے سیرِ بیاباں سے کام
کہ زیرِ نگیں خلد ہے والسّلام

مگر اس بیاباں میں اک دَیر[6] ہے
مکیں اس میں اک شخص باخیر ہے

ہر اک فن میں یکتا ہے وہ نیک خو
زمانے میں عیسیٰ کا ہے کلمہ گو

رہِ راست جا کر دکھائیں گے ہم
اسے کلمۂ حق پڑھائیں گے ہم

کروں گا جدا گل سے میں خار کو
میں توڑوں گا ناقوس[7] و زنّار کو

خوشی سے میں کہتا ہوں یہ بار بار
تمھیں ساتھ چلنے میں ہے اختیار

جو چاہے چلے ساتھ میرے وہاں
جو چاہے کرے استراحت[8] یہاں

کہا ان سبھوں نے نہ چھوڑیں گے سات
کہ بے آپ کے دن ہے آنکھوں میں رات

بڑھے الغرض وہاں سے شیرِ خدا
پسِ پشت[9] سب لشکرِ باوفا

ہوا متصل[10] دَیر کے جب گذر
ہوئی مردِ راہب[11] کو فوراً خبر

سرِ بام[12] کی اس نے آکر نگاہ
نظر دور تک آئی اس کو سپاہ

پڑی روئے انور پر جس دم نظر
کیا نور اسلام نے دل میں گھر

جھکا کر سرِ بندگی یہ کہا
کہاں کا ارادہ ہے اے رہنما

علیؑ بولے یثرب سے آتا ہوں میں
سوئے شام لڑنے کو جاتا ہوں میں

1- گھوڑا 2- ظاہر 3- سچا 4- رازوں 5- سلطنت 6- مندر 7- سیپی جس میں پھونکتے ہیں
8- آرام 9- پیچھے 10- لگا ہوا 11- عیسائی مرد 12- چھت

وہ بولا فرشتے ہو یا جن ہو تم
تمھیں دیکھ کر ہوش ہیں میرے گم

کہا آپ نے ہوں نہ جن نے مَلک
مگر سب کا حاکم ہوں محشر تلک

کہا اس نے انجیل میں طاب طاب
بتاؤ تمھارا بھی کیا ہے خطاب

کہا شہؑ نے اے راہب اے باوفا
ملقب[1] ہیں اس نام سے مصطفاؐ

ہے انجیل میں سنطیا میرا نام
ہیں خوب اس سے واقف رسولِ انامؐ

وہ بولا کہ اے افضلِ اہل بیت
تمھیں کیا ہو توریت میں میت میت

ہوئے درفشاں[2] یوں امامِ انامؑ
ہے یہ بھی رسولؐ دو عالم کا نام

مرا نام توریت کے درمیاں
لکھا ایلیا حق نے اے خوش بیاں

پکارا وہ راہب مسیحا ہو کیا
قدم رنجہ[3] اعجاز سے یاں کیا

کہا شہ نے ہرگز میں عیسیٰ نہیں
کہ عیسیٰ ہیں بالفعل گردوں نشیں

یہ راہب نے کی شہؑ سے پھر گفتگو
حضور آپ ہیں موسیٰ نیک خو

ہتھیلی کا جلوہ دکھاؤگے کیا
عصا[4] اژدہا یہاں بناؤگے کیا

جواب اس کو ہنس کر یہ شہؑ نے دیا
نہ موسیٰ مجھے جان اے بے ریا

خدا کا نبیؐ موسیٰ نیک ہے
مرے خیر خواہوں میں وہ ایک ہے

یہ سنتے ہی راہب نے کی التجا
خدا کی قسم تجھ کو اے باخدا

شتاب[5] اپنا نام و نسب کر عیاں
سراسر ہے اعجاز تیرا بیاں

سراپا[6] ہے بالکل عدیم المثال
رسولوں میں دیکھا نہیں یہ جلال

دیا شاہِ دیں نے یہ اس کو جواب
ہمارا ہر اک جا جدا ہے خطاب

عرب میں مرا ہل اتی نام ہے
کہ مجھ کو عطا سے سدا کام ہے

ہے باب البلد مکّے میں میرا نام
مجیلان کہتے ہیں زنگی[7] تمام

نصارا میں عیسیٰ کا حامی لقب
خراساں میں حیدرؑ ہوں میں وردِ لب

میں پہلے فلک پر ہوں عبدالحمید
دوم پر ہوں مشہور عبدالمجید

1-لقب دار 2-موتی جھڑانا 3-تشریف لانا 4-ڈنڈا 5-جلدی
6-قد وخال 7-حبشی

سوم چرخ پر جو ملک رہتے ہیں
وہ عبدالصمد سب مجھے کہتے ہیں

چہارم فلک پر ملائک سدا
مکرر مجھے کہتے ہیں ذوالعلا

لقب پنجمیں پر مزکے میرا
ششم پر مسمّی[1] برب العلا

لقب ساتویں آسماں پر میرا
علیؑ اور اعلا ہے اے باوفا

نہیں بندوں میں کوئی میرا نظیر[2]
خدا نے کیا مومنوں کا امیر

عطا و کرم سے رسالتؐ مآب
مجھے کہتے ہیں بارہا بوترابؑ

نہ کوئی ہے دنیا میں میرا چلن
جہاں میں ہے کنیت مری بوالحسن

شۂ دیں کے سُن سُن کے راہب کلام
سراپا[2] بنا شکلِ حیرت تمام

کہ ناقوس کی آئی ناگہ صدا
کہا شۂ نے بتلا یہ کہتا ہے کیا

کہا اُس نے یہاں حوصلہ تنگ ہے
میری عقل کیا عقلِ کل دنگ ہے

معانی سے عقلِ[3] رسا دور ہے
فقط بانگِ ناقوس مشہور ہے

جو ہو گوش ربِّ سمیع و بصیر
عیاں جس پہ ہوں سر[4] مافی الضمیر

وہ مطلب سنے بانگِ ناقوس کا
مرے آگے تو یہ صدا ہے سدا

زبانِ خدا نے کیا یہ مقال
کہ ہاں پنبہ[5] اب گوشِ دل سے نکال

یہ آواز ناقوس ہے ٹھیک ٹھیک
کہ اللہ ہے وحدہٗ لاشریک

یہ مضمون آوازِ ناقوس ہے
الٰہی تو سبوح[6] و قدوس ہے

یہ سُن کر وہ ہشیار بے خود ہوا
خودی چھوڑ کر پایا قرب خدا

مثالِ کبوتر لبِ بام[8] سے
معلق[7] گرا شوق اسلام سے

ہوا اک فرشتے کو حکمِ خدا
کہ ہاں جلد جا جلد جا جلد جا

گرا ہے یہ اسلام کی چاہ میں
پروں پر اسے روک لے راہ میں

ہوا وہ ملک اس کا حافظ وہیں
حفاظت سے لایا بروئے زمیں

مریدوں نے اس کے جو دیکھی یہ سیر[9]
نہ کی دیر سب آئے بیرونِ دیر

رقم ہے مفصل وہ تھے چار سو
ہراک راست گو[10] اور ہراک راست رو[11]

1-نام رکھا گیا ہو 2-مثال 3-عقل انسانی 4-راز ذاتی 5-روئی 6-بہت پاک

7-لٹکا ہوا 8-چھت 9-حالت 10-سچا 11-سچا چہرہ

کہا سب نے راہب سے اے ہوشیار
یہ کیا حال ہے جلد کر آشکار

وہ بولا کہ انجیل میں ہے بیاں
درِ دیر[1] پر آئے گا اک جواں

مطیع اس کے ہوئیں گے جو خاص و عام
جہنم کی آگ ان پہ ہوگی حرام

میں ایمان لایا کہ یہ ہیں امامؑ
محمدؐ ہیں شاہِ رسلؐ والسلام

یہ سُن کر مسلماں وہ سب ہوئے
بتوں سے پھرے قائلِ رب ہوئے

دبیرؔ اب ہے آگے خموشی کی جا
کہاں تو کہاں پنجتنؑ کی ثنا

بہ سرکارِ[2] معبود میں کر دعا
الٰہی تو ہے **کل** کا حاجت روا

بحقِ رسولؐ و بتولؑ و علیؑ
تو برلا[3] مرے مدعائے[4] دِلی

تہنیت ولادت باسعادت امام دوم حضرت امام حسن علیہ السلام روحی فداہ

زہے قدرتِ احسن[5] الخالقین
کہ پیدا کیے اس نے کیا کیا مکین

خصوصاً عیاں حسنِ قدرت ہے آج
جنابِ حسنؑ کی ولادت ہے آج

ہویدا[6] ہے حسنِ کمالِ الٰہ
کہ وجہ[7] حُسن سے حسنؑ ہیں گواہ

شبِ نیمہ[8] ماہ پروردگار
ہوا ماہ برجِ شرف آشکار

ولادت کا یہ فیض بے شک ہوا
کہ یہ ماہ ماہِ مبارک ہوا

یہ رونق کی صورت ہے کس ماہ میں
یہ قرآن آیا ہے اس ماہ میں

عجب حسنؑ نام شہِ نیک ہے
کہ لکھنے میں حُسن و حسنؑ ایک ہے

جنابِ حسنؑ کا تولد ہے آج
امامِ زمن کا تولد ہے آج

بلا فصل یہ ہیں علیؑ کے وصی
علیؑ جس طرح جانشینِ نبیؐ

امامِ امم بعدِ خیبر شکن
حسنؑ ہیں حسنؑ ہیں حسنؑ ہیں حسنؑ

جمالِ حسنؑ کا ہوا جب ظہور
چمکنے لگی جا بجا برقِ نور

پئے تہنیت[9] آئے روح الامیں
دیا حکم معبود دنیا و دیں

1- مندر 2- سلطنت 3- پوری کر 4- خواہشات 5- اللہ تعالیٰ 6- ظاہر
7- دلیل 8- ماہ کامل 9- مبارک بادی

کہ اخلاص[1] میں اے رسولِؐ کریم
علیؑ مثل ہاروں ہے اور تم کلیم

ہے اس رشتہ میں دُرِّ[2] یکتا علیؑ
کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

علیؑ سے تمھارا گھر آباد ہے
وصی ہے برادر ہے داماد ہے

رکھو شبّر اس نیک اختر کا نام
جو ہاروں کے تھا طفلِ[3] اکبر کا نام

ہوئے ہنس کے گویا[4] رسولِؐ جلیل
زباں ہے یہ عبرانی اے جبرئیل

ہماری زباں ہے عرب کی زباں
بھلا ربط کھائے گا یہ کب یہاں

وہ بولا کہ اے عاشقِ ذوالمنن[5]
عرب میں ہیں شبّر کے معنی حسنؑ

زبانِ عرب اس سے ہے آشنا
حسنؑ نام رکھو تم اس طفل کا

ولادت سے تو دل ہوا خندہ زن[6]
سنو معجزاتِ جنابِ حسنؑ

دو عالم ہیں عاجز بوقتِ ثنا
یہ معجز نما ہیں یہ معجز نما

جو کچھ علم حق سے نبیؐ کو ملا
نبیؐ سے وہ بالکل علیؑ کو ملا

ہوئے بہرہ ور[7] علم سے بے سخن
نبیؐ سے علیؑ اور علیؑ سے حسنؑ

دو عالم میں خالق نے یکتا کیا
گہر[8] ان کی خاطر سے دو کر دیا

شگافندۂ[9] معنی لفظِ علم
طرازندہ[10] مسندِ خلق و حلم

جگر پارۂ[11] سید الساجدین
دل و روح استاد روح الامیںؑ

شہنشاہِ دیں باقرؑ پاک ذات
علیہ السلام و علیہ الصلوٰت

زبانِ مبارک سے ہیں دُرفشاں[12]
گہر ہیں سخن ابر نیساں زباں

رواں سوئے جنت جو حیدرؑ ہوئے
تو قائم مقام[13] ان کے شبّر ہوئے

کئی شخص آئے حضورِ امامؑ
جھکے بہرِ تسلیم شاہِ انامؑ

کہا ہم کو اعجاز دکھلایئے
کرامت سے آگاہ فرمایئے

جو برحق علیؑ کے ہیں نائب حضورؑ
تو اعجاز اُن کے دکھاؤ ضرور

1- خلوص 2- موتی 3- بڑا بچہ 4- بولے 5- اللہ تعالیٰ 6- ہنسا 7- فائدہ مند
8- موتی 9- کھولنے والا 10- نقش کرنے والا 11- کلیجہ کا ٹکڑا 12- موتی بکھیرنے والا 13- جانشین

کہا شہؑ نے مقبول ہے یہ سوال　　پر ایمان لاؤ گے بے قیل و قال[1]

وہ چلائے ہاں کیوں نہیں اے جنابؑ　　ابھی ہوں گے ایماں سے ہم بہرہ یاب[2]

دوبارہ حسنؑ یوں ہوئے حرف زن[3]　　کہ بسم اللہ اب دیکھو کارِ حسنؑ

زیارت کرو گر علیؑ کی یہاں　　تو پہچان لو سب پکارے کہ ہاں

یہ سنتے ہی پردہ اٹھایا شتاب[4]　　چکا چوند میں آ گیا آفتاب

اُدھر تو وہ پردہ سراپا اُٹھا　　اِدھر سب کی آنکھوں سے پردہ اٹھا

حسنؑ نے کیا ان سبھوں سے خطاب　　کہ اس گھر میں ہے کون دیکھو شتاب

نظر کی تو دیکھا یہ رازِ جلی[5]　　کہ بیٹھے ہوئے ہیں علیؑ ولی

پکارے حسنؑ خوب پہچان لو　　ہمیں وارثِ مرتضیٰؑ جان لو

کہا سب نے کیا ایسا اندھیر ہے　　سرِ کفر اب زیرِ شمشیر ہے

نہ کون ان کو شیرِؑ خدا جانے گا　　جو جانے گا بیشک وہی مانے گا

کہے کور[6] بھی ہے یہ نورِ خدا　　شہنشاہِ کونین مشکل کشاؑ

وہی رُخ وہی لب وہی چشم و گوش　　وہی شان و شوکت وہی عقل و ہوش

ہمیں شک نہیں اے خدا کے ولی　　تمھیں ہو وصیِ جناب علیؑ

ابو بکر کو تو پس از انتقال　　دکھایا علیؑ نے نبیؐ کا جمال

ہمیں تم نے حیدرؑ کو دکھلا دیا　　سب ادنیٰ تھے پر رتبہ اعلیٰ دیا

یہ کہہ کر پیمبرؐ کا کلمہ پڑھا　　مسلماں ہوئے اور رُتبہ بڑھا

سنو اے محبّانِ شاہِ زمن[7]　　بوجہ حُسن معجزاتِ حسنؑ

بُنِ شہر آشوب سے ہے لکھا　　کہ اک دن حسنؑ حُسنِ ارض و سما

محل سے ہوئے یوں تجلّی فگن[8]　　لباسِ تفاخر[9] تھا زیبِ بدن

لگائے ہوئے عطر مشک و گلاب　　پسینہ سے بو عطر کی آب آب

1-چون وچرا　2-فائدہ مند　3- بولے　4-جلدی　5- ظاہری　6- اندھا

7- زمانہ　8- بکھیرنے والا　9- فخر کے ساتھ

تہہ راں سمندِ[1] رواں حوروش[2] — پری جس کے بالا پری[3] پر ہو غش
مزین[4] تھا زین اور مرصع تھا ساز — عیاں ساز[5] سے قدرتِ کارساز[6]
جلو[7] میں رفیقانِ عالی سیر[8] — کئی حلقہ شہ پر اِدھر اور اُدھر
ہوا خواہ[9] سب تھے نہ تھا کوئی غیر — مدینہ کے کوچوں کی کرتے تھے سیر
کہ ناگہ نمایاں ہوا ایک پیر — لباسِ کہن تن میں مثلِ فقیر
یہودی وہ موسیٰ کی امت میں تھا — پیمبرؐ سے کینہ طبیعت میں تھا
شقی نے جو دیکھا جلالِ حسینؑ — جلا آتشِ رشک[10] سے اس کا تن
عنانِ[11] زباں پھیری سوئے بیاں — کہ ہاں باگ روکو شہِ دوجہاں
توقف یہاں کوئی دم کیجئے — گزارش ہے خادم کی سن لیجئے
زہے خلق و حلم جنابِ حسینؑ — عناں تھام لی آپ نے دفعتن
کہا کیا ہے مطلب ترا اے عزیز — بیاں کر بیاں جلد اے باتمیز
وہ بولا کہ اے سرورِ دوسرا — یہ کہتے تھے اکثر رسولؐ خدا
یہ دنیا ہے زنداں پئے مومنین — یہ ہے کچھ دنوں جنت الکافرین
پر اس دم ہے مجھ کو تحیر[12] بڑا — بھلا کون ہے تم سے مومن سوا
بدن میں لباسِ امیرانہ ہے — مرا حال بالکل فقیرانہ ہے
شب و روز فاقہ کی محنت میں ہوں — ہو عشرت میں تم اور میں عسرت[13] میں ہوں
دمِ سرد ہر وقت بھرتا ہوں میں — بسر تنگدستی میں کرتا ہوں میں
کہا شاہ نے سچ ہے قولِ رسولؐ — پہ تجھ کو نہیں نورِ عرفاں حصول
ترا دیدۂ دل ہو بینا[14] اگر — تجھے رتبہ مومن کے آئیں نظر
لے سن مجھ سے شرحِ بیانِ نبیؐ — زبان جان میری زبانِ نبیؐ

1- گھوڑا 2- حور کی طرح 3- پاکر 4- سجا ہوا 5- گھوڑے کا سامان 6- نظام کائنات 7- آگے
8- فطرت 9- طرفدار 10- حسد 11- لگام 12- حیرت ۔13- غربت 14- دیکھنے والا

قیامت میں دے گا جو ربِّ قدیر
نہیں اس کا ہرگز یہ عشرِ عشیر[1]

معزز ہیں مومن خدا کے حضور
ہے ان کے لیے کوثر و خلد و حور

یہ دنیا ہے کافر کو اس سے جناں
کہ محشر میں تحت الثریٰ[2] ہے مکاں

ہمیں عیش کا واں جو سامان ہے
بہ نسبت وہاں کے یہ زندان ہے

جوابِ حسنؑ نے کیا اس کو دنگ
بدلنے لگا مثلِ چنبر[3] وہ رنگ

اگر ہر بُنِ مو[4] ہو مثلِ زباں
سخاوت حسنؑ کی نہ ہوئے بیاں

فقیروں کے غم خوار شام و سحر
یتیموں کے حامی مثالِ پدر

خجل ہاتھ سے ابرِ نیساں مدام[5]
سدا فیضیاب ان سے ہر خاص و عام

زہے بخششِ شاہِ گردوں[6] سریر
گدائے حسنؑ ہے یہ اک چرخِ پیر

لئے ہاتھ میں کاسۂ[7] مہر و ماہ
فقیرانہ در پر ہے شام و پگاہ[8]

سخاوت کا سب سے جدا ڈھنگ ہے
یہاں حرص کا حوصلہ تنگ ہے

یہ کہتا ہے راویٔ شیریں سخن
میں حاضر تھا پیشِ جنابِ حسنؑ

کہ اک شخص آیا حضورِ امامؑ
کیا عرض اس نے یہ بعد از سلام

اے راحتِ جاں اے مشکل کشاؑ
مدد میری فرماؤ بہرِ خدا

عجب ایک دشمن میں رکھتا ہوں آہ
نہیں ظلم سے اس کے ملتی پناہ

نہ پیروں کی حرمت کا کرتا ہے پاس
سدا خورد سالوں[9] کو اس سے ہراس

سنے شاہؑ نے جب یہ اس کے سخن
ہوئے حرف زن[10] یوں بخلقِ حسن

بتا اپنے دشمن کا تو مجھ کو نام
ابھی چل کے ہم اس سے لیں انتقام

ارے شبرِ داور کے ہم لال ہیں
مہمات[11] لاحل[12] کے حلال[13] ہیں

بتفصیل[14] کہہ کون ہے کیا ہے وہ
کہ ایذا پہ تیرے مہیا[15] ہے وہ

وہ بولا کہ ہاں اذن[16] ہے اے حضور
میں لوں نام اس کا تمھارے حضور[17]

1- ذرہ برابر بھی 2- دوزخ کے نیچے 3- آسمان 4- بال 5- ہمیشہ 6- فلک نشین 7- کٹورا
8- صبح 9- چھوٹوں 10- بولے 11- مشکلات 12- معرکہ 13- حل کرنے والے۔
14- تفصیل سے 15- تیار 16- اجازت 17- سامنے

وہ دشمن جو خادم کا ہے صبح و شام ۔۔۔ پریشانی و تنگدستی[1] ہے نام

سوئے سینۂ شہؑ نے کیا سر کو خم ۔۔۔ یہ خادم سے بولے امامِ اُمم

نہ کر خیر[2] میں دیر اے باخدا ۔۔۔ خزانے میں درہم ہوں جتنے لے آ

یہ سنتے ہی خادم بصد جد و کد[3] ۔۔۔ لے آیا درم جا کے پنجاہ[4] صد

محبّ کو وہ درہم کیے سب عطا ۔۔۔ قسم دی اسے اور یہ ہنس کر کہا

یہ دشمن ہو تیری طرف جب رواں ۔۔۔ تو لانا مرے پاس اے نوجواں

مخالف سے ہونا نہ تو دردناک ۔۔۔ اسے تیغِ زر[5] سے کروں گا ہلاک

زہے بخششِ شاہِ عالی وقار ۔۔۔ ہوئی روح حاتم کی آ کر نثار

انھیں سے ہے سرسبز ایماں کا باغ ۔۔۔ انھیں سے شریعت کا روشن چراغ

سنو تازہ اعجاز شاہِ زمن ۔۔۔ سوئے کعبہ گھر سے چلے جب حسنؑ

جلو[6] میں تھے شہؑ کے عزیز اور غیر ۔۔۔ انھیں میں تھا اک شخص ابن زبیر

سوئے حق وہ نادان مائل نہ تھا ۔۔۔ امامت کا حضرت کی قائل نہ تھا

پس از چند منزل بوقتِ زوال ۔۔۔ ہوا قافلہ تشنگی سے نڈھال

ہوئے ہر طرف لوگ جویائے[7] آب ۔۔۔ نظر آیا اک چشمہ با آب و تاب

بہت گرد چشمہ تھے نخلِ[8] رطب ۔۔۔ ولیکن تھے وہ خشک بے آب سب

ہوئے جمع آ کر وہیں شیخ و شاب ۔۔۔ ہوئی روح تازی کہ واں پایا آب

قرینہ[9] سے بستر کیے جابجا ۔۔۔ سرِ آب اُترا غرض قافلا

حسنؑ کے بھی خدام نے بس وہیں ۔۔۔ کیا خیمہ شاہِ گردوں نشیں

ہوا ملتمس[10] بڑھ کے ابنِ زبیر ۔۔۔ کہ سوکھے ہیں یہ نخل پانی بغیر

ترو تازہ ہوتے اگر یہ شجر ۔۔۔ تو کھاتا رطب[11] ان میں سے توڑ کر

یہ کہنے لگا اس سے سروِ[12] نبیؐ ۔۔۔ ہے مائل رطب پر بہت تیرا جی

1-غربت 2-نیکی 3- جلدی 4- پچاس سو 5- سونے کی تلوار 6- آگے 7- پوچھنے لگے

8-درخت 9-طریقہ 10-التماس 11- کھجور 12- شمشادِ نبیؐ سے مراد امام حسنؑ ہیں

کہا اس نے ہاں اے شہِ خاص و عام ۔۔۔ جو تازے رطب ہوں تو کھائے غلام
کچھ آہستہ شہؑ نے خدا سے کہا ۔۔۔ پر اک لفظ کوئی نہ سمجھا ذرا
زہے رتبۂ شاہِ عالی خصال[1] ۔۔۔ ہوا اک شجر برگ و بر سے نہال[2]
نظر آئے شاخوں میں تازے رطب ۔۔۔ لگے توڑ کر کھانے احباب سب
شتربان[3] اس کا تھا جو بدگماں ۔۔۔ کیا شاہِ دیںؑ سے یہ اس نے بیاں
بڑا سحر[4] میں آپ کو ہے کمال ۔۔۔ کیا جادوئے سامری پائے مال
عیاں طور خیرالوریٰ کردیا ۔۔۔ کہ سوکھے شجر کو ہرا کر دیا
کہا شاہؑ نے اس بد آغاز کو ۔۔۔ نہ جادو سے نسبت دے اعجاز[5] کو
برابر بھلا کب بد و نیک ہیں ۔۔۔ مگر دونوں آگے ترے ایک ہیں
یہ کیا ہے اگر چاہیں آلِ رسولؐ ۔۔۔ شگفتہ ہوں دنیا میں جنّت کے پھول
کھلیں باغ ہر جا شجر کے بدل ۔۔۔ نظر خار میں آئیں طوبیٰ کے پھل
ارے یہ اماموںؑ کا انداز ہے ۔۔۔ یہ اعجاز اعجازِ اعجاز ہے
جہاں میں دکھائیں جہانِ[6] دگر ۔۔۔ زمیں دگر و آسماں دگر
حسنؑ خانۂ حق کے مختار ہیں ۔۔۔ محبوّں کے ہردم مددگار ہیں

معجزۂ دوم

محبو سنو یہ نئی داستاں ۔۔۔ مدینہ میں تھا اک محبّ[7] کا مکاں
اسے دل سے تھا عشق شاہِ زمنؑ ۔۔۔ بوجہ حسنؑ تھا محبّ حسنؑ
پہ ہمسایہ اس کا تھا اک بے حیا ۔۔۔ سدا اس پہ کرتا تھا جور و جفا
ستم سے یہ اس کے پریشان تھا ۔۔۔ نہ کچھ زور چلتا تھا حیران تھا
یہ اک روز آیا حسنؑ کے حضور ۔۔۔ کہا اے نگاہِ پیمبرؐ کے نور
محبوّں میں حضرت کے مشہور ہوں ۔۔۔ پہ ہمسایہ سے اپنے رنجور[8] ہوں
کہاں تک اٹھاؤں میں اس کے ستم ۔۔۔ لبوں پر اب آیا ہے فدوی[9] کا دم

1-عادت 2-تر وتازہ پودا 3- اونٹ چرانے والا 4- جادو 5-معجزہ
6- دوسری دنیا 7- دوست 8-رنجیدہ 9- فدا ہونے والا

غریبوں کے حضرت ہیں مشکل کشا ۔۔۔ ستم سے ستمگر کے کھنچے رہا
کہا شہ نے اس سے کہ جا اپنے گھر ۔۔۔ نہ پہنچے گا اب اس سے تجھ کو ضرر
یہ کہتا ہے وہ شیعۂ شاہِ دیں ۔۔۔ ہوا چین سے گھر میں جا کر مکیں[1]
مگر گوشِ[2] دل تھا ادھر کو مرا ۔۔۔ نہ ہمسایہ سے آئی مطلق صدا
گیا اس کے در پر میں ناشاد کام ۔۔۔ پکارا کئی بار لے لے نام
جواب اس کی زوجہ نے مجھ کو دیا ۔۔۔ نہیں تیری پروا تو گھر اپنے جا
کہا میں نے بتلا مجھے کیا ہوا ۔۔۔ نہیں تیرے شوہر کی آئی صدا
وہ بولی کہ میں اور شوہر مرا ۔۔۔ بہم کھانا کھاتے تھے اے باخدا
ہوا ناگہاں خود بخود اضطرار ۔۔۔ نہ باقی رہے اس کے ہوش و قرار
رواں تھا کبھی گاہ گرتا تھا وہ ۔۔۔ ہر اک سمت مدہوش پھرتا تھا وہ
زمیں پر رگڑتا تھا گہ دست و پا ۔۔۔ کبھی کرتا تھا اس طرح التجا
یہ کس جرم کی ہے سزا یا علیؑ ۔۔۔ طلب مجھ سے کرتے ہو کیا یا علیؑ
یہ گھبرا کے کرتا تھا وہ التجا ۔۔۔ کہ اک بار میں نے سنی یہ صدا
کہ اے نار لے اب اسے تو شتاب[3] ۔۔۔ عدو ہے ہمارا یہ خانہ خراب
یہ سنتے ہی بس وہ سفر کر گیا ۔۔۔ نہ ہچکی ہی لی اور وہیں مر گیا
مناجات کا وقت ہے اب دبیرؔ ۔۔۔ یہ معطی[4] سے ہے عرض مطلب دبیرؔ
خدایا پئے[5] قدر و شانِ رسولؐ ۔۔۔ مری نظم کو بخش حسنِ قبول
کرم کر محبّوں پر بہرِ تقیؑ ۔۔۔ بزہد و ورع[6] ہوں یہ سب متقی
بصوم و صلوٰۃ و بعیش و طرب[7] ۔۔۔ بصحت جہاں میں رہیں روز و شب
بقیعہ[8] میں پہنچا مجھے اے خدا ۔۔۔ حسینؑ کی ضریح منور دکھا
پذیرا[9] دعا کر برائے حسینؑ ۔۔۔ بنا زائرے کربلائے حسینؑ

1- جاگزیں ہونا 2- دل سے سننا 3- جلدی 4- اطاعت کرنے والا 5- خدا کے واسطے سے
6- تقویٰ 7- خوشی 8- روضۂ فاطمہؑ 9- قبول

سنو وجہِ اعزاز[1] مریمؑ کی اب — کہ پیدا ہوئے عیسیٰؑ پاک جب
شجر تھا جو سوکھا ہرا ہوگیا — گرے دانہ ہائے رطب[2] جا بجا
مسیحاؑ کی ماں نے بعیش و طرب — کیے نوش[3] چن چن کے شیریں رطب
مگر دردِ زہ[4] کا تھا جب اضطراب — تو بیت المقدس میں تھی وہ جناب
ہوا ان کو حکمِ خدائے جہاں — کہ ہاں جلد ہو میرے گھر سے رواں
درِ کعبہ پر لی جو میں نے پناہ — مجھے راہ دی حق نے کعبہ میں واہ
تولّد وہاں حق کا پیارا ہوا — زچہ خانہ کعبہ ہمارا ہوا
میں کعبہ سے اس دم جو گھر کو چلی — ندا آئی نام اس کا رکھو علیؑ
میں عاشق ہوں یہ میرا معشوق ہے — کہ ہمنام خالق یہ مخلوق ہے
یہ بندہ میری قدر پہچانے گا — جو حق جاننے کا ہے یہ جانے گا
ہوئی داخلِ خانہ جب وہ جناب — تو آئے جنابِ رسالت مآبؐ
لیا بر میں اپنے یداللہ کو — ضیا بخشی خورشید نے ماہ کو
یہ کہہ کر کیا چشمِ حق بیں کو وا[5] — سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا
وہاں تھا نظر میں خدا کا جلال — یہاں پہلے دیکھا نبیؐ کا جمال
عطا ساقیا اور اک جام ہو — کہ اعجاز کا اب سر انجام ہو
بھروسا خدا کی عنایت کا ہے — بیاں علم شاہِ ولایتؑ کا ہے
عجب ہیبت نام کرّار ہے — بتوں کو خدائی کا اقرار ہے
نہ دیتے سبق گر امامِ جلیل — پہنچتے نہ سدرہ تلک جبرئیلؑ
عجب نام اقدس میں تاثیر ہے — یہی اسم اعظم کی تفسیر ہے
یہی نام مشکل کشائی کرے — یہی نام حاجت روائی کرے
زہے رتبۂ علم سلطانِ دین — گئے خلد کو جب رسولؐ مبین

1- عزت و مقام 2- کھجور 3- کھائے 4- زچگی کا در 5- کھولا

سنو وجہِ اعزاز[1] مریم کی اب
کہ پیدا ہوئے عیسیٰ پاک جب

شجر تھا جو سوکھا ہرا ہوگیا
گرے دانہ ہائے رطب[2] جا بجا

مسیحا کی ماں نے بعیش و طرب
کیے نوش[3] چن چن کے شیریں رطب

مگر دردِ زہ[4] کا تھا جب اضطراب
تو بیت المقدس میں تھی وہ جناب

ہوا ان کو حکمِ خدائے جہاں
کہ ہاں جلد ہو میرے گھر سے رواں

درِ کعبہ پر لی جو میں نے پناہ
مجھے راہ دی حق نے کعبہ میں واہ

تولد وہاں حق کا پیارا ہوا
زچہ خانہ کعبہ ہمارا ہوا

میں کعبہ سے اس دم جو گھر کو چلی
ندا آئی نام اس کا رکھو علیؑ

میں عاشق ہوں یہ میرا معشوق ہے
کہ ہمنام خالق یہ مخلوق ہے

یہ بندہ میری قدر پہچانے گا
جو حق جاننے کا ہے یہ جانے گا

ہوئی داخلِ خانہ جب وہ جناب
تو آئے جنابِ رسالت مآبؐ

لیا بر میں اپنے یداللہ کو
ضیا بخشی خورشید نے ماہ کو

یہ کہہ کر کیا چشم حق بیں کو وا[5]
سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا

وہاں تھا نظر میں خدا کا جلال
یہاں پہلے دیکھا نبیؐ کا جمال

عطا ساقیا اور اک جام ہو
کہ اعجاز کا اب سر انجام ہو

بھروسا خدا کی عنایت کا ہے
بیاں علم شاہِ ولایت کا ہے

عجب ہیئت نام کرّار ہے
بتوں کو خدائی کا اقرار ہے

نہ دیتے سبق گر امامِ جلیل
پہنچتے نہ سدرہ تلک جبرئیلؑ

عجب نام اقدس میں تاثیر ہے
یہی اسم اعظم کی تفسیر ہے

یہی نام مشکل کشائی کرے
یہی نام حاجت روائی کرے

زہے رتبۂ علم سلطانِ دین
گئے خلد کو جب رسولِ مبین

1- عزت ومقام 2- کھجور 3- کھائے 4- زچگی کا درد 5- کھولا

سنو وجہِ اعزاز[1] مریم کی اب
کہ پیدا ہوئے عیسیٰ پاک جب

شجر تھا جو سوکھا ہرا ہوگیا
گرے دانہ ہائے رطب[2] جا بجا

مسیحا کی ماں نے بعیش و طرب
کیے نوش[3] چن چن کے شیریں رطب

مگر دردِزہ[4] کا تھا جب اضطراب
تو بیت المقدس میں تھی وہ جناب

ہوا ان کو حکمِ خدائے جہاں
کہ ہاں جلد ہو میرے گھر سے رواں

درِ کعبہ پر لی جو میں نے پناہ
مجھے راہ دی حق نے کعبہ میں واہ

تولّد وہاں حق کا پیارا ہوا
زچہ خانہ کعبہ ہمارا ہوا

میں کعبہ سے اس دم جو گھر کو چلی
ندا آئی نام اس کا رکھو علیؑ

میں عاشق ہوں یہ میرا معشوق ہے
کہ ہمنام خالق یہ مخلوق ہے

یہ بندہ میری قدر پہچانے گا
جو حق جاننے کا ہے یہ جانے گا

ہوئی داخلِ خانہ جب وہ جناب
تو آئے جنابِ رسالت مآبؐ

لیا بر میں اپنے یداللہ کو
ضیا بخشی خورشید نے ماہ کو

یہ کہہ کر کیا چشم حق بیں کو وا[5]
سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا

وہاں تھا نظر میں خدا کا جلال
یہاں پہلے دیکھا نبیؐ کا جمال

عطا ساقیا اور اک جام ہو
کہ اعجاز کا اب سر انجام ہو

بھروسا خدا کی عنایت کا ہے
بیاں علم شاہِ ولایت کا ہے

عجب ہیبت نام کرّار ہے
بتوں کو خدائی کا اقرار ہے

نہ دیتے سبق گر امامِ جلیل
پہنچتے نہ سدرہ تلک جبرئیلؑ

عجب نام اقدس میں تاثیر ہے
یہی اسم اعظم کی تفسیر ہے

یہی نام مشکل کشائی کرے
یہی نام حاجت روائی کرے

زہے رتبۂ علم سلطانِ دین
گئے خلد کو جب رسولِ مبین

1- عزت ومقام　2- کھجور　3- کھائے　4- زچگی کا درد　5- کھولا

سنو وجہِ اعزاز[1] مریم کی اب
کہ پیدا ہوئے عیسیٰ پاک جب

شجر تھا جو سوکھا ہرا ہوگیا
گرے دانہ ہائے رطب[2] جا بجا

مسیحا کی ماں نے بعیش و طرب
کیے نوش[3] چن چن کے شیریں رطب

مگر دردِ زہ[4] کا تھا جب اضطراب
تو بیت المقدس میں تھی وہ جناب

ہوا ان کو حکمِ خدائے جہاں
کہ ہاں جلد ہو میرے گھر سے رواں

درِ کعبہ پر لی جو میں نے پناہ
مجھے راہ دی حق نے کعبہ میں واہ

تولد وہاں حق کا پیارا ہوا
زچہ خانہ کعبہ ہمارا ہوا

میں کعبہ سے اس دم جو گھر کو چلی
ندا آئی نام اس کا رکھو علیؑ

میں عاشق ہوں یہ میرا معشوق ہے
کہ ہمنام خالق یہ مخلوق ہے

یہ بندہ میری قدر پہچانے گا
جو حق جاننے کا ہے یہ جانے گا

ہوئی داخلِ خانہ جب وہ جناب
تو آئے جنابِ رسالت مآبؐ

لیا بر میں اپنے یداللہ کو
ضیا بخشی خورشید نے ماہ کو

یہ کہہ کر کیا چشمِ حق بیں کو وا[5]
سلامٌ علیک اے حبیبِؐ خدا

وہاں تھا نظر میں خدا کا جلال
یہاں پہلے دیکھا نبیؐ کا جمال

عطا ساقیا اور اک جام ہو
کہ اعجاز کا اب سر انجام ہو

بھروسا خدا کی عنایت کا ہے
بیاں علم شاہِ ولایت کا ہے

عجب ہیئت نام کرّار ہے
بتوں کو خدائی کا اقرار ہے

نہ دیتے سبق گر امامِ جلیل
پہنچتے نہ سدرہ تلک جبرئیلؑ

عجب نام اقدس میں تاثیر ہے
یہی اسم اعظم کی تفسیر ہے

یہی نام مشکل کشائی کرے
یہی نام حاجت روائی کرے

زہے رتبۂ علم سلطانِ دین
گئے خلد کو جب رسولِ مبین

1- عزت ومقام 2- کھجور 3- کھائے 4- زچگی کا درد 5- کھولا

ہوا آ کے اِستادہ[1] پیشِ حسینؑ — کیا یہ بیاں اے شۂِ مشرقین
نہیں تم سے پنہاں حیات و قضا — عیاں تم پہ ہے حالِ ارض و سما
پدر آپ کے حضرتِ بوترابؑ — زمیں روز دیتی تھی جن کو حساب
ہژیر[2] جنابِ خدا ہیں علیؑ — خدائی کے مشکل کشا ہیں علیؑ
بحقِ علیؑ مجھ کو خوش دل کرو — علیؑ کی طرح حل مشکل کرو
مری والدہ عاشقِ پنجتنؑ — قضا کرگئی اے امامِ زمنؑ
مجھے اس نے میراثِ[3] دولت نہ دی — اجل[4] نے وصیت کی مہلت نہ دی
نہیں مال کی اس کے مجھ کو خبر — خبر اتنی ہے تھا بہت مال و زر
یہ سن کر اٹھے ابنِ مشکل کشا — کیا اس کے گھر شہر لطفِ خدا
مگر جب ہوا آستاں پر نزول[5] — تو ٹھہرا وہاں جانشینِ رسولؐ
اٹھائے برائے دعا دستِ پاک — اجابت[6] پڑھی کہہ کے روحی فداک
ہوا ملتجی[7] یوں وہ فخرِ خلیلؑ — تو ربِّ جلیل اور میں عبدِ ذلیل
خدایا پئے آبروے رسولؐ — خدایا پئے مرتضیٰ و بتولؑ
حیات[8] اس زنِ مردہ کو بخش تو — کہ اس کو وصیت کی تھی آرزو
میں قربانِ اعجازِ شاہِ زماں — کیا قدرتِ[9] ذوالمنن کو عیاں
وہ عورت تھی جو بے وصیت موئی[10] — یہاں لب ہلے وہاں وہ زندہ ہوئی
فلک پر اٹھا شورِ صلِّ علا — مسیحا نے آواز دی واہ وا
کرامت یہ ہے جو دکھاتے ہو تم — مرے معجزوں کو جلاتے[11] ہو تم
غرض مومنہ نے جو پائی حیات — گئے پاس اس کے شہِ نیک ذات
دیا مال کا اپنے اس نے نشاں — کیا پھر یہ شاہِ اُمم سے بیاں
مری جان اور مال علیؑ پر نثار — ہے اس مال کا آپ کو اختیار

1- کھڑا 2- عقل مند 3- ورثہ 4- موت 5- نازل ہونا 6- قبولیت
7- التجا کرے 8- زندگی 9- قدرتِ خدا 10- مری 11- زندہ کرنا

ہے اک ثلث[1] نذرِ شہِ بحر و بر
جو باقی رہا وہ حقِ پسر

پر اس میں ہے شرط ولائے حسینؑ
محبّ آپ کا ہو جو یہ نورِ عین

مرا مال اس کو عطا کیجیو
وگرنہ جسے چاہیو دیجیو

بڑی آرزو یہ ہے اے شاہِ دیں
کہ لونڈی مدفون[2] کرنا تمھیں

تمھیں میری میت پہ پڑھیو نماز
تمھیں سے ہے مجھ کو خلوص و نیاز

یہ کہہ کر گئی سوئے دارالسلام[3]
بجا لائے اس کی وصیت امامؑ

سنو شیعیانِ جنابِ حسینؑ
بیان عطائے شہِ مشرقین

کہ فرزند شہ کا تھا اک خورد[4] سال
تجلّی میں بدر اور قد میں ہلال

پدر تھا بزرگی میں ام الکتاب
کہ قرآنِ ناطق تھا شہ کا خطاب

حمایل تھا خوردی میں وہ مہ جبیں
ہوا حسب دستور کتب نشیں

غرض عبد رحمان سلمٰی تھا ایک
معلّم تھا بچوں کا وہ مرد نیک

کیا سورہ الحمد کا اس نے یاد
معلّم نے کی حمد حق ہو کے شاد

فصاحت سے ایک دن حضورِ امامؑ
پڑھا اس پسر نے وہ سورہ تمام

زہے قدر دانی زہے فیض وجود
ہوا خوش یہ سبطِ رسولؐ ودود

کیا شاہِ دیں نے معلّم کو یاد
ہوا سر سے حاضر وہ عالی[5] نہاد

دیے یک ہزار اس کو دینار سرخ
طلائی ہوئے اس کے رخسار سرخ

نہ اس پر بھی شہ نے کیا اکتفا[6]
کہ تھا جوش میں بحرِ جود[7] و سخا

سمایا نہ آنکھوں میں زر اک ذرا
معلّم کا منہ موتیوں سے بھرا

سر دست حلّے[8] بھی بخشے ہزار
وہ حلّے کہ دیبا کے تھے یادگار

جو حاضر تھے کہنے لگے یک دگر
صلا ایک الحمد کا اس قدر

مقدّر کا لکھا تھا یہ مال واہ
یہ اخوند[9] ہے کیا خوش اقبال واہ

1-ایک سوم 2-دفن کرنا 3-جنت 4-چھوٹا 5-عالی مرتبت 6-بس کرنا
7-سخاوت 8-لباس 9-عقد پڑھانے والا معلّم

مخاطب ہوئے یوں جنابِ حسینؑ شہِ اسخیا[1] قبلۂ مشرقین
عزیزو تمھیں علم اس کا نہیں ہر اک شے کے عالم ہمیں ہیں ہمیں
معلّم نے تعلیم جو ہے کیا حضور اس کے میرا عطیہ ہے کیا

معجزہ

ہے قرۃ بن اعین اک باخبر روایت یہ کرتا ہے وہ معتبر
زبانی خالد ہے یہ ماجرا میں اک دن تھا ہم صحبت[2] بورجا
ہوا اک سیہ قلب وارد[3] وہاں وہ تھا دشمنِ شاہِ ہر دوجہاں
بجائے درود و سلام و ثنا کہا اس نے شبیرؑ کو ناسزا
بحکم خداوند خورشید و ماہ ہوا موردِ قہر وہ روسیا[4]
یکا یک بفرمانِ ربّ ہدا فلک سے ہوئے دو ستارے جدا
شعاع ان کی تھی مثل قہر و عتاب قریب اس کی آنکھوں کے آئے شتاب
پلک سے لگی پھر نہ اس کی پلک نہ کی پتلیوں نے بھی جنبش تلک
وہ منہ زور پھر زندہ در گور[5] تھا بصارت نہ تھی آنکھ میں کور[6] تھا
یہ آنکھوں کے پردے سراسر جلے کہ پلکوں نے دستِ تاسف[7] ملے
پریشاں وہاں جزو و کل ہوگئے چراغ اس کی آنکھوں کے گل[8] ہوگئے
خدا کے غضب نے اشارے کیے ستاروں نے آنکھوں کے تارے لیے
کہا نورِ چشمِ نبیؐ کو بُرا ملی عین تعذیر[9] بعد از خطا
زباں ہوگئی خشک کہہ کر یہ بات کہ لے ڈوبی آنکھوں کو بھی اپنے سات

معجزہ

روایت ہے صالح سے اے صالحاں یہ کہتا ہے وہ مرد شیریں زباں
مع ابن ربعی گیا باحواس میں حبابہ و الّبیہ کے پاس
کہا اس نے آیا ہے یہ آرزو سنے تازہ اعجاز شبیرؑ تو
میں بولا کہ ہاں عمّہ[10] مہرباں زبان مبارک کرو درفشاں[11]

1- سخیوں کے شاہ 2- باہم بات کررہے تھے 3- داخل 4- کالا چہرہ 5- قبر 6- اندھا
7- افسوس کے ہاتھ ملنا 8- خاموش 9- سزا 10- پھوپھی 11- موتی بکھیرنے والا

سناؤ مجھے معجزہ شاہ کا / مسیحا کا ابن یداللہؑ کا
کہا ہنس کے حیاؔبہ نے یہ بیاں / کہ ہاں گوش[1] دل سے سن اے میری جاں
میں تھی بلبلِ باغ روئے حسینؑ / بغیر ان کے دیکھے نہ آتا تھا چین
زیارت کو جاتی تھی میں بارہا / کرم مجھ پہ کرتے تھے شاہِ ہدا
فلک سے گری مجھ پہ نازل بلا / برص کے مرض میں ہوئی مبتلا
ابھر آیا ماتھے میرا داغ سفید / ہوئی تنگ[2] صحت سے چشمِ امید
قلق ہجر مولاؑ کا سہنے لگی / زیارت سے محروم رہنے لگی
نہ میں سوئے بزمِ حسینی گئی / برص ہی میں گزرے مہینے کئی
یہ اندیشہ[4] ہر دم تھا زنجیرِ پا / مسیحِ دو عالم ہے آقا مرا
مبادا[5] کہے خلق اللہ کی / کہ مبروص[6] ہے زائرہ شاہ کی
اسی جا میں پڑھتی تھی اک دن نماز / دل خستہ تھا جانبِ بے نیاز
کہ ناگہ مسیحا کی آمد ہوئی / دل و جانِ زہراؑ کی آمد ہوئی
جلو[7] میں شفا اور صحت رواں / قدم سے لگی صحتِ جاوداں[8]
شفا بخش عالم جنابِ حسینؑ / قریب آئے میرے بصد زیب و زین
مخاطب ہوئے مجھ سے سبطِ رسولؐ / سبب کیا ہوا اے کنیزِ بتولؑ
ہوا ایک مدت کا دورہ تمام / نہ حاضر ہوئی تو حضورِ امامؑ
کہا میں نے واری میں بیمار تھی / برص کے مرض میں گرفتار تھی
یہ کہہ کر دکھایا برص کا وہ داغ / کہ حاصل ہو اندوہ[9] سے انفراغ[10]
پڑی داغ پر جو نگاہِ شریف / کیا شاہ نے وا[11] دہانِ لطیف
پھر اس داغ پر شاہ نے دفعتن[12] / ملا کہہ کے بسم اللہ آبِ دہن[13]
ہوا مجھ کو فرمانِ شاہِ اُمم / پئے سجدۂ شکر ہو جلد خم

1-دل سے سنو 2-ناامید 3-رنج 4-فکر و خیال 5-شاید 6-جوازی 7-آگے
8-ہمیشہ کی صحت 9-غم 10-فراغت 11-کھولا 12-فوراً 13-لعاب دہن (تھوک)

منگا آئینہ دیکھ اے خوش[1] دماغ
کہاں ہے سفیدی کہاں ہے وہ داغ
کیا سجدۂ شکر میں نے وہیں
اور آئینہ منگواکے دیکھی جبیں[2]
جبیں پر ملی آئینہ کی جلا
نہ داغ برص کا نشاں بھی ملا
شفا میرے عیسیٰ نے دے دی مجھے
کہ حاصل ہوئی رو سفیدی مجھے
مٹایا وہ داغ برص دم میں بس
مسیحا سے ہوتا نہ یہ سو برس

تہنیت ولادت باسعادت امام چہارم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام روحی فداہ

ہوا تازہ کس گل سے دنیا کا باغ
زمیں کا ہے چوتھے فلک پر دماغ
ہوا خلق یہ کون عیسیٰ مزاج
زمیں آسمانِ چہارم ہے آج
خوشی سے ہیں چاروں عناصر دو چار
مگر معرض[3] غم میں دو چار یار
کوئی فکر دنیا کی باقی نہیں
مۓ[4] عیش حاضر ہے ساقی نہیں
مۓ عیش یہاں یادِ باری میں ہے
کہ مستی بھی پرہیزگاری میں ہے
بیادِ علیؑ مست ہیں حیدری
خُم[5] آساں میں یہ مۓ ہے بھری
مۓ عیش ہے حُب[6] خیرالانامؐ
یہاں نام ہے اور مۓ کا حرام
علیؑ کی محبت کا یہاں ہے سرور
نہ کہیے شراب اس کو ہے حق کا نور
فلک کوکب اس مۓ سے پرہیز ہے
صراحی مۂ نو کی لبریز ہے
دل انبیاؑ اس کا پیمانہ ہے
کہ ساقی خدا عرش خمخانہ ہے
وہ ساقی ہے معبود ہشیار و مست
وہ ساقی ہے خلّاق بالا و پست
اسی سے ہے مدّاح کی التجا
اسی سے ہے خوف اور اسی سے رجا[7]
دکھا ساقیا ربع مسکوں کی سیر
پلا چار ساغر مجھے خم کی خیر
عیاں اپنے آقا کی شوکت کروں
امام چہارمؑ کی مدحت کروں
امام چہارم ہیں زین العبادؑ
ولادت سے جن کے دو عالم ہیں شاد
یہ نظم ولادت نہ رنگیں ہو کیوں
ہے اخبار میں شیخ طوسی سے یوں

1-خوش فکر 2-پیشانی 3-حالت مرض 4-شراب 5-صراحی
6-محبت 7-امید

کہ ہجرت کو گذرے جو چھتیس سال
تو پیدا ہوئے عابدِ خوش خصال

لکھوں لفظ اوّل جمادیٰ کے بعد
یہ ماہِ ولادت کا ہے نام سعد[1]

یہ فرماتے ہیں صادقؑ نامدار
صداقت پہ اُن کے میں دل سے نثار

علیؑ کی شہادت سے قبل از دو سال
ہوا خلق[2] بانوے ایراں کا لال

زمیں کو منوّر کیا نور سے
مدینہ کو جلوہ دیا نور سے

مصاحب[3] علیؑ کے رہے دو برس
کیا یادِ حیدرؑ کا انداز بس

حسنؑ کی حضوری میں دس سال تھے
ہر اک حال میں آپ خوش حال تھے

یونہیں دس برس اور عشرت[4] رہی
کہ شاہِ شہیداںؑ سے صحبت رہی

امامت کی مدت کا پوچھو جو حال
لکھے ہیں روایت میں پینتیس سال

حسینؑ و حسنؑ کے ہیں یہ جانشیں
انھیں سے ہے دنیا انھیں سے ہے دیں

سن و سال میں ہیں مثالِ پدر
کہ لکھتے ہیں ستاون اہلِ خبر

ہے ماں شہر بانوے صاحب شعور
مدینہ کی زینت مداین[5] کا نور

حدیثوں میں اکثر کیا ہے بیاں
کہ القاب تھا ان کا شاہِ زماں

روایت یہ صادقؑ سے منقول ہے
صداقت کے گلشن کا وہ پھول ہے

یہ جب چاہتا ہے خدائے جہاں
کہ پیدا کروں میں امامِ زماں

خطاب اس فرشتہ سے کرتا ہے رب
کہ جس کی ہے یہ آبرو روز و شب

رواں ہے تہِ[6] عرش اعظم جو آب
وہ پاس اپنے رکھتا ہے با آب و تاب

کہ ہاں تحفۂ تازہ یہ لے کے جا
امامِ زمنؑ کے پدر کو پلا

بفرمودۂ[7] خالقِ شیخ و شاب
فرشتہ پلاتا ہے جاکر وہ آب

وہ پانی جو پیتا ہے عالی مقام
تو ہوتا ہے نطفہ کا اس سے قیام

مگر اپنی ماں کے شکم میں امام
چہل روز سنتا نہیں کچھ کلام

1- نیک 2- پیدا 3- ساتھی 4- خوشی 5- مداین کی شہزادی تھیں

6- عرش کے نیچے 7- جیسا کہ فرمایا ہے

گزر جاتے ہیں جب کہ چالیس دن
وہ سنتا ہے تقریر ہر انس و جن

جو ہوتا ہے پیدا وہ عالی مقام
تو آتا ہے پھر وہ مَلک شاد[1] کام

میانِ [2] دو چشمِ امامِ اُمم
اس آیہ کو کرتا ہے خوش خوش رقم[3]

کہ تمت[4] اس آیہ کی ہے ابتدا
سمیع العلیم اس کی ہے انتہا

امامت کی مسند پہ جلوہ[5] فگن
جو ہوتا ہے وہ عاشقِ ذو المنن[6]

مقرر پھر اک نور کرتا ہے رب
ہر اک سبع[7] و اقلیم میں روز و شب

عمل نیک و بد ہوں جو جمہور[8] سے
امامِ زمن دیکھے اس نور سے

نسب میں دو عالم سے برتر یہ ہیں
شرافت میں آدم سے برتر یہ ہیں

اطاعت میں ان کی ہیں سب رات دن
کسِ[9] بیکساں حاکمِ انس و جن

رقم کرتے ہیں راویِ باصفا
زمانہ سے کسرا[10] نے کی جب قضا

ہوا یزدجر اس کا قائم مقام
کیا اس نے روشن عدالت کا نام

صبیہ تھی اس شہ کی اک حوروش[11]
پری دیکھ کر جس کو ہوجائے غش

بڑی صاحبِ عفت و پارسا[12]
تھی اس کی حیا پر تصدق[13] حیا

بشر سے بیاں حسن اس کا ہو کیا
کہے دیکھ کر حور صل علا

محل رشکِ[14] فردوس بہر[15] خرام
کنیزیں تھیں خدمت کو حاضر مدام[16]

مہیا[17] سب اسبابِ عشرت[18] کا تھا
سدا ذکر آرام و راحت کا تھا

زمانہ کا غم تھا دلوں سے بعید[19]
محل میں ہر اک وقت رہتی تھی عید

ہوئے بخت اک شب کو ایسے رسا[20]
کہ حاصل ہوئی دولتِ دوسرا

نظر خواب میں آیا یہ ماجرا
زمیں سے ہے تا چرخ نور و ضیا

ہر اک شمع میں جلوۂ طور ہے
سراسر محل مشرقِ نور ہے

ہر اک سمت آمد سواری کی ہے
ہر اک سُو عیاں شان باری کی ہے

1-خوش 2-دونوں آنکھوں کے بیچ 3- لکھتا ہے 4-اتمام 5- رونق افروز 6- اللہ تعالیٰ
7- سات 8-عوام 9-والی بیکساں 10- عجم کا بادشاہ 11- حور کی طرح 12- نیک
13- صدقہ 14-حسد 15- حال 16- ہمیشہ 17- فراہم 18- خوشی 19-دور 20-خوش، اچھے

نمایاں ہوا ناگہاں اک سریر[1] تجمل[2] جس کے پایہ[3] سے عرش منیر
قریب اس کے بستر کے آیا وہ تخت ہوئی سخت حیراں وہ بیدار[4] بخت
نظر آئی خاتون اک تخت پر پڑھے کلمہ جس کی ضیا کا قمر
بلائیں بزرگوں کے مانند لیں دعائیں بہت شہرؔ بانو کو دیں
کہا خواب میں جوڑ کر اپنے ہات کہ تم کون ہو اے خجستہ[5] صفات
نوازش کی لونڈی پہ ماں سے سوا عنایت کا اس درجہ باعث ہے کیا
دیا ہنس کے اُس بی بی نے یہ جواب میں زہرا ہوں بنتِ رسالتؐ مآب
تحیر[6] میں کیوں ہے تو اے نیک خو میں ہوں ساس تیری تو میری بہو
حسینؑ ابن حیدرؑ ہے جو میرا لال مقدّر میں تیرے ہے اس کا وصال[7]
نصیبوں کی تیرے ہیں یہ خوبیاں بلا شک ہے تو نو اماموںؑ کی ماں
یہ فرما کے زہراؑ نہاں ہوگئی یہ گھبرا کے بیدار یہاں ہوگئی
کہا دل سے یہ خواب تھا یا خیال ہوئی روتے روتے ہر اک آنکھ لال
نہ بیٹھے نہ لیٹے تھا بانوؔ کو چین تصوّر میں اس خواب کے شورشین[8]
غرض بعد مدت کے جو سوگئی تو بیدار تقدیر پھر ہوگئی
نظر آئیں پھر فاطمہؑ خواب میں ملی دردِ دل کی دوا خواب میں
گری پاؤں پر اور رو کر کہا خبر خوب لونڈی کی لی واہ وا
میرے درد کی کچھ دوا کیجئے مجھے قید غم سے رہا کیجئے
نہ اس درد کی گر دوا پاؤں گی تڑپ کر کسی شب کو مر جاؤں گی
کیا نامزد[9] جس سے اے خوش خصال خدارا دکھادو اب اس کا جمال
مری زیست[10] کی کوئی صورت نہیں مرے دل کو اب تاب فرقت[11] نہیں
کہا اس سے زہراؑ نے اے خوشخصال پذیرا[12] کیا میں نے تیرا سوال

1-تخت 2-شرمندہ 3-مرتبہ 4-خوش بخت 5-مبارک 6-حیرت
7- ملاقات 8-اضطراب 9-منگنی کرنا 10-زندگی 11-جدائی 12- قبول

یہ کہہ کر کیا کلمہ تلقین[1] اُسے ۔۔۔ بتائے شریعت کے آئین[2] اسے
کیا پھر یہ خیر النسا نے بیاں ۔۔۔ نہ فرقت[3] میں اب کیجیو تو فغاں
جدائی کی مدت بسر ہوگئی ۔۔۔ شبِ ہجر گزری سحر ہوگئی
یہاں فوج اسلام کی آئے گی ۔۔۔ مدینہ میں تجھ کو وہ لے جائے گی
کہا پھر کہ ہاں دیکھ دہنی طرف ۔۔۔ یہ کل کا شرف ہے یہ دُرِ نجف
سوئے راست دیکھا جونہی ایک بار ۔۔۔ ہوئی قدرت کبریا آشکار
نظر آیا استادہ اک رشکِ[4] ماہ ۔۔۔ ٹھہرتی نہ تھی جس کے رُخ پر نگاہ
عیاں چہرے سے شان و اقبال و جاہ ۔۔۔ زبانِ قدم سے خجل مہر و ماہ
ہوئی جان سو جان سے اس پر نثار ۔۔۔ ہوا عشق کا تیر سینہ سے پار
کہا شوق نے چوم لے تو قدم ۔۔۔ حیا نے کیا سر کو زانو پہ خم
ہوئی خواب سے ناگہاں چشم وا ۔۔۔ نظر آئیں اس کو نہ خیر النسا
وہی آہ تھی اور زاری وہی ۔۔۔ بلکنا وہی بے قراری وہی
ہوا ناگہاں پست کسرا[5] کا اوج[6] ۔۔۔ مدینہ سے آئی مداین میں فوج
ہوئی فوجِ اسلام اعدا پہ در ۔۔۔ کیا سب نے تاراج[7] کسرا کا گھر
غنیمت میں ہاتھ آیا مالِ کثیر ۔۔۔ کیا آلِ کسرا کو بھی دستگیر[8]
غرض فتح کے بعد با عزّو جاہ ۔۔۔ مدینہ میں داخل ہوئی سب سپاہ
اسیروں[9] کو لائے حضورِ عمر ۔۔۔ عمر نے جھکایا پئے سجدہ سر
اسیروں[9] کے پاس آکے اک بارگی ۔۔۔ لگا دیکھنے شکل اک ایک کی
مگر جب کہ اس کو ہُوا یہ خیال ۔۔۔ کہ کسرا کی پوتی کا دیکھے جمال
لرز کر پکاری یہ وہ رشکِ ماہ ۔۔۔ کہ ہوئے ابھی روز روشن سیاہ
جہاں سے اٹھی رسم شرم و ادب ۔۔۔ تو دیکھے مرا منہ غضب ہے غضب

1- کہلوایا 2- قانون 3- جدائی 4- حسد 5- عجم کا بادشاہ 6- بلندی
7- برباد 8- قیدی بنانا 9- قیدیوں

ارے ہے میرا جد نوشیرواں
وہیں رہ وہیں رہ نہ آنا یہاں

نہ زنہار[1] سمجھا یہ اُس کا مقال[2]
ہوا آگ کی طرح غصہ سے لال

پکارا کہ دشنام[3] دیتی ہے کیا
ابھی اس کی دوں گا تجھے میں سزا

پر اس دم تھے مسجد میں رونق فزا
درِ شہرِ علمِ نبیؐ مرتضےٰؑ

عمر کو پکارے یہ سلطانِ دیں
کہ ہاں ہاں یہ دشنام[4] دیتی نہیں

مگر ہے اسیری[5] سے اس کو حیا
فلک کا یہ کرتی ہے بیشک گلا

عمر نے ندا کی یہ حضار میں
کہ بیچو اسے جاکے بازار میں

جنابِ علیؑ ولی نے کہا
نہیں بیع[7] شہزادیوں کی روا[8]

محبت ہو گو اس کو اصنام[9] سے
اگرچہ نہ واقف ہو اسلام سے

مگر ہاں اجازت اسے اب یہ دے
کسی کو قبول اپنی خاطر کرے

رضامند جس سے ہو یہ نیک خو
اسی سے ابھی اس کا یہاں عقد ہو

عمر نے کہا ہے یہ میری رضا
اٹھی جلد وہاں سے وہ اہلِ حیا

کھڑے تھے جدھر کو جنابِ حسینؑ
وہاں آئی کسرا کی وہ نورِ عین

محبت کے ساتھ اور تفاخر[10] کے ساتھ
یکایک دھرا دوش[11] مولاؑ پہ ہاتھ

وہیں عقد شاہ نجفؑ نے پڑھا
اسے مرتضےٰؑ نے اوڑھا دی عبا

کھِلے غنچۂ لب یداللہ کے
کہ پائی بہو گھر سے اللہ کے

جو نام اس سے پوچھا کیا یہ کلام
جہاں میں جہاں شاہ ہے میرا نام

مخاطب ہوے اس سے یوں بوترابؑ
کہ ہے شہر بانو ترا اب خطاب

گئے گھر میں پھر لے کے شاہِ نجفؑ
محل میں ہوئی دھوم ہر اک طرف

دعا دیتے تھے سب یہ چھوٹے بڑے
یہ آباد ہو کوکھ[12] اور مانگ سے

بہو فاطمہؑ کی سدا چین پائے
یہ پوتوں پھلے اور دودوں نہائے

1-ہرگز 2-قول 3-گالی 4-بُرے الفاظ 5-قیدی 6-حاضرین
7-بیچنا 8-مناسب 9-بتوں 10-فخر 11-کاندھے 12-گودی

رہے سر پہ اس کے سلامت حسینؑ
نصیب اس کو ہوئے زمانہ کا چین

ریاضِ[1] جہاں میں یہ پھولے پھلے
یہ آباد ہو آل و اولاد سے

دعائے حرم نے دیا یہ اثر
کہ نخلِ[2] تمنا ہُوا بارور[3]

ہوئے جبکہ پیدا شہِ نامدار
سرور[3] آلِ احمدؐ کو تھا بے شمار

مبارک سلامت کی تھی دھوم دھام
ہوئے شاد اہلِ مدینہ تمام

ہوئی نور کی چار سو روشنی
زمیں عبرتِ[4] عرشِ اعلیٰ بنی

خوشی کی ہوئی عرشِ اعلیٰ پہ دھوم
قمر بن گئے آسماں پر نجوم[5]

حسینؑ اپنے گھر میں جو داخل ہوئے
خوشی کا سُنا مژدہ[6] ہر ایک سے

علیؑ نے لیا گود میں آن کر
جگر سے لگایا مثالِ جگر

نظارہ سے دل کو مزا مل گیا
دلِ مرتضیٰؑ غنچہ ساں[7] کھل گیا

لبوں پر اور آنکھوں پہ بوسہ دیا
بہت پیار حضرت نے ان کو کیا

کہا واہ کیا روئے گلفام[8] ہے
جہاں میں ہمارا یہ ہمنام ہے

بزرگی سے اس کے ہے واقف الٰہ
یہ چوتھا ہے برجِ امامت کا ماہ

حسنؑ نے کبھی بر[9] میں اس کو لیا
کیا پیار اور بھائی کو دے دیا

کہا بھائی سے ہو مبارک یہ لال
رہے تیرے سایہ میں یہ نونہال[10]

لیا گود میں اپنے وہ نورِ عین
بجا لائے شکرِ الٰہی حسینؑ

فرحناک[11] تھی آلِ شاہِ رسلؐ
نہ پھولے سماتے تھے مانندِ گل

دل و جان سے تھی شہر بانو نثار
وہ اک پھول تھا اور بلبل ہزار

فلک پر تھے حور و ملک شاد شاد
دعا مانگتے تھے کہ ربِّ عباد[12]

ترو تازہ زہراؑ کا گلزار ہو
عدو ان کا پژمردہ[13] و خوار ہو

نہ ہوتی اگر ذاتِ سلطانِ دیں
نہ ہوتی زمیں اور نہ عرشِ بریں

1-باغ 2-درخت 3-پُرثمر 4-رشک 5-تارے 6-انعام 7-جیسا
8-پھول کی شکل 9-سینے 10-بچے 11-خوش حال 12-بندوں 13-مرجھانا

نہ حور و **ملک** اور نہ جن و بشر — نہ انجمِ گردوں[1] نہ کوہ و شجر
جہاں میں ہیں شاہ و گدا کے یہ شاہؑ — یہ ہیں درد مندوں کے امن و پناہ
ہیں قربان القابِ سلطانِ دیں — امیں راز کے سید الساجدین
وضو سے ملی آبرو آب کو — عبادت سے زینت ہے محراب کو
بلند ان کا پایہ ہے ہر ایک سے — یہ واقف ہیں حالِ بد و نیک سے
زمین و **فلک** پر ہے ان کا عمل — دو عالم کے مشکل کو کرتے ہیں حل
رموزِ[2] خفی ان پہ ہیں منجلی[3] — یہ ہیں جانشینِ نبیؐ و علیؑ
اگر ان کو منظور ہو انقلاب — نہ نکلے قیامت تلک آفتاب
توسل[4] سے ان کے ہے قربِ خدا — مسیح و خضر کے ہیں یہ پیشوا
بیاں ان کا بیشک بیانِ نبیؐ — زبان اُن کی گویا زبانِ نبیؐ
دو عالم پہ ظاہر وقار ان کا ہے — سکندر اک آئینہ دار ان کا ہے
نجوم و **فلک** آفتاب و قمر — اطاعت میں ان کے ہیں شام و سحر
چراغِ ہدایت ہے چہرے کا نور — خجل[5] روئے تاباں[6] سے ہے شمعِ طور
یہ ہیں **گلشنِ** قدرت حق کے پھول — دعا ان کی ہوتی ہے ہردم قبول
بشر کرسکے ان کی کیونکر ثنا — ثنا خوان ان کا ہے ربِّ ہدا
عجب معجزہ اب سناتا ہوں میں — کہ اعجاز عیسیٰؑ دکھاتا ہوں میں
رقم[7] ہے روایت میں یہ معجزہ — ہے خورشید طاعت میں یہ معجزہ
محبّ ایک تاجر تھا سجادؑ کا — دل اس کا تھا گھر شاہؑ کی یاد کا
زیارت کو ہر سال آتا تھا وہ — پئے نذر تحفہ بھی لاتا تھا وہ
بدستور اک سال وہ باوفا — زیارت کو حضرت کی راہی[8] ہوا
کیا اس کی زوجہ نے اس سے کلام — کہ بیشک ہیں سجادؑ **کل** کے امام

1- آسمان 2- اسرارِ مخفی 3- روشن 4- وسیلہ۔ ذریعہ 5- شرمندہ 6- روشن

7- لکھا ہے 8- مسافر

ہے قبضہ میں ان کے خدائی تمام
انھیں سے دو عالم کا ہے انصرام[1]

وہ برجِ امامت کے چوتھے ہیں بدر
مگر ان کے آگے نہیں تیری قدر

حضور ان کے ہوتا جو رتبہ ترا
تجھے بھی وہ کچھ تحفہ کرتے عطا

لرز کر پکارا وہ عالی صفات
خبردار پھر تو نہ کہیو یہ بات

پدر تھا سخی ہیں وہ خود بھی سخی
مراد ان سے ملتی ہے ہر ایک کی

خدا کی طرح عالم الغیب ہیں
عطا[2] پاش ہیں ساتر[3] العیب ہیں

نہ بہرِ خدا مجھ پہ ہو طعنہ[4] زن
میں ہوں گا خجل[5] پیشِ شاہِ زمن

یہ کہہ کر چلا گھر سے سوئے امام
مدینہ میں آیا وہ عالی مقام

پر اس نے کیا آکے اس دم سلام
کہ جب نوش کرتے تھے خاصہ[6] امام

جوابِ سلام اس کو دے کر کہا
کہ بسم اللہ آ کچھ مرے ساتھ کھا

یہ سنتے ہی مہمان نے دھو کے ہاتھ
تناول غذا کی شہِ دیں کے ساتھ

غرض نوش[7] فرما چکے جب طعام
اُٹھے ہاتھ دھونے کی خاطر امام

لیا آفتابہ[8] کو اس نے اٹھا
کہ دھلوائے دستِ امامِ ہدا

ہوئے درفشاں[9] یوں امامِ اُمم
کہ مہماں سے لیتے نہیں کام ہم

ہم اپنے محبوں کے ہیں قدر داں
میں ہوں میزباں اور تو مہماں

مجھے آفتابہ دے اے نیک خو
میں خدمت کروں اور تو ہاتھوں کو دھو

زہے خلق[10] و الطاف[11] شاہِ انام
دھلانے لگے ہاتھ اس کے امام

ملی دستِ اقدس سے جو آب و تاب
بنا آفتابہ وہیں آفتاب

وہ مہمان جب دھو چکا اپنے ہات
پکارا کہ اے شاہِ عالی صفات

مجھے آفتابہ عطا کیجئے
شرف مجھ کو قنبر کا اب دیجیے

دھلایا تھا دستِ علیؑ وہ جری[12]
بجائے علیؑ تم ہو اب یا علیؑ

1- کامل ہونا 2- عطا کرنے والے 3- عیبوں کو چھپانے والے 4- طعن کرنا 5- شرمندہ
6- کھانا 7- کھا چکے 8- لوٹا 9- موتی بکھیرنے والا 10- اخلاق 11- محبت 12- بہادر

جو میں ہاتھ آقا کے دھلواؤں گا
جہاں میں بڑی آبرو پاؤں گا

نہ حضرت نے آزردہ[1] اس کو کیا
اسے شاہؑ نے آفتابہ[2] دیا

ہُوا صَرفِ خدمت وہ اہلِ وفا
کہا آبرو نے اسے مرحبا[3]

ہوا طشت جب تین حصے پر آب
کیا ہنس کے مہماں سے شہؑ نے خطاب

یہ تو طشت کا پانی دامن میں لے
کہ اسرارِ[4] معبود تجھ پر کھلے

بجا لایا ارشاد سلطانِؑ دیں
کہ دامن میں پانی انڈیلا وہیں

نظر آگئی آبروئے امامؑ
کہ موتی تھے پانی کے قطرے تمام

تحیّر[5] سے کہتا تھا وہ باوفا
سمندر ہے یا ہے یہ دامن مرا

یہ مہماں سے بولے شہِؑ بحر و بر
تحیّر ہے کیوں تجھ کو اے خوش سیر[6]

چہ وحش و طیور و چہ جن و بشر
ہمیں دل کی ہر ایک کے ہے خبر

تری زوجہ نے کیا کہا تھا تجھے
بتادوں دیا تھا جو طعنہ تجھے

یہاں سے جو تو جائیو اپنے گھر
تو اس پارسا[7] کو یہ دینا گہر

مرے سمت سے کہنا بعد از سلام
یہ عابدؑ کا ہدیہ ہے اے نیک نام

کیا اس نے جھک کر ادب سے سلام
روانہ ہوا گھر کو وہ تندگام[8]

پس از قطع منزل گیا اپنے گھر
دھرے زوجہ کے سامنے وہ گہر

کہا تو نے طعنہ دیا تھا مجھے
سو مولاؑ نے بھیجے ہیں موتی تجھے

ہوئی دیکھ کر موتیوں کو وہ شاد
پکاری میں قربانِ زین العبادؑ

کیا دل میں الفت نے حضرت کے جوش
ہوئی پئے زیارت وہ حلقہ بگوش

کیا اس نے شوہر سے پھر یہ مقال[9]
چلوں گی ترے ساتھ میں اب کی سال

میں دیکھوں گی روئے شہِؑ باکرم
لگاؤں گی آنکھوں سے ان کے قدم

غرض پھر مدینہ کو جو یہ چلا
ہوئی ساتھ اس کے زنِ[10] پارسا

1-مایوس 2-لوٹا 3-شاباش 4- راز 5-حیرت 6- خوش مزاج

7- نیک 8-تیز قدم 9- گفتگو 10-نیک عورت

قریب مدینہ کیا جو مقام
دیا مومنہ کو اجل[1] نے پیام

یکایک مرض میں ہوئی مبتلا
ہوئی قطع بالکل امیدِ شفا

قضا[2] کا ملک آیا بالیں[3] پر
بدن سرد ہونے لگا سر بسر

ہوا جمع سینہ میں جو تن کا دم
پکاری مدینہ کو با چشمِ نم

خبر لو مری یا علیؑ یا علیؑ
نہ دیکھا تمھیں اور جہاں سے چلی

نہیں اپنے مرنے کا رنج و الم
یہ غم ہے نہ دیکھے تمھارے قدم

قدم معجزہ سے دکھا جایئے
قضا سے مجھے اب بچا جایئے

نہیں آپ کے آگے مشکل یہ بات
کہ ہے تابع[4] حکم مرگ و حیات

دو عالم کے بیشک ہو سردار تم
قضا و قدر کے ہو مختار تم

بیاں کرتی ہے وہ زن پارسا
نہ پوری ہوئی تھی یہ میری دعا

کہ اک شور صلِ علی کا اٹھا
نہ آگے قدم پھر قضا کا اٹھا

اٹھا غل وہ تشریف لائے علیؑ
وہ آئے وہ آئے وہ آئے علیؑ

ہوا اک جواں یک بیک آشکار
مجسم فقط نورِ پروردگار

اٹھا قابضِ روح تعظیم کو
بجا لایا آداب و تسلیم کو

کیا قابضِ[5] جاں سے اس نے بیاں
خبردار یہ ہے مری میہماں

کیا میں نے اس دم خدا سے سوال
ملے زندگی کے اسے تیس سال

یہ سن کر نہ مارا فرشتہ نے دم
وہیں دم کیا میرے سینہ میں دم

تحیّر[6] میں خورد[7] و کلاں ہوگئے
میں اٹھ بیٹھی اور وہ نہاں ہوگئے

ٹھہرنا ہوا شاق[8] واں ایک دم
چلی سوئے دربار شاہِ اُمم

زن و مرد خندہ[9] زن و شاد شاد
ہوئے آکے پابوسِ زین العباد

مگر مومنہ نے جو دیکھا جمال
ہوئی مثل آئینہ حیراں کمال

1-موت 2-موت 3-سرہانے 4-تحت 5-ملک الموت (روح قبض کرنے والا)

6-حیرت 7-چھوٹے بڑے 8-مشکل 9-ہنستے ہوئے

کہا اس سے شوہر نے اے نیک[1] خو
سبب کیا جو اس درجہ حیراں ہے تو

یہ کہنے لگی وہ زنِ خوش بیاں
مَلک قبض کرتا تھا جب میری جاں

یہی ہیں یہی ہیں جو کام آئے تھے
یہ حضرت ہی تشریف وہاں لائے تھے

انھیں نے اجل سے بچایا مجھے
بچانا کہاں کا جلایا[2] مجھے

سنو اے محبانِ زین العبا
یہ فرماتے ہیں باقرؑ مقتدا[3]

کہ اک سال عبدالملک بد شیم[4]
ہوا واردِ کعبۂ محترم

طوافِ حرم میں بظاہر پھرا
بباطن خدا سے وہ کافر پھرا

مگر آگئے اس کے تھے زین العبا
دل و جان سے محو[5] جمالِ خدا

نہ عبدالملک کی طرف تھا خیال
نگہ میں نہ تھا اس کا جاہ و جلال

تحیّر سے کی سوئے مولا نظر
لگا پوچھنے سب سے وہ بدگہر

کہ ہے کون یہ صاحبِ عز و جاہ
جبیں سے قدم تک ہے نور الہ

جلالت شہامت شکوہ و وقار
جمال منوّر سے ہے آشکار

کسی نے کہا اس سے او بدگہر
یہ ہے راحتِ جانِ خیرالبشر

یہ ہے وارثِ شاہ دُلدل[6] سوار
یہ ہے یادگار شۂ نامدار

یہ ہے نور چشم شۂ کربلا
اسی کا ہے القاب زین العبا

یہ ہے ورثہ دار خلیلِ خدا
یہ کعبہ میں ہے کعبۂ اتقیا[7]

علیؑ کا یہ ہمنام ہے او[8] شقی
دو عالم میں مشہور ہے یہ علیؑ

یہ سن کر وہیں بیٹھا وہ کینہ جو
امامِ دو عالم سے کی گفتگو

کہ اے نائب بادشاہِ نجف
توجہ نہیں تم کو میری طرف

تمھیں قرب[9] میرا گوارا نہیں
پدر کو ترے میں نے مارا نہیں

دیا شاہِ دیں نے یہ اس کو جواب
کشندہ[10] ہے اُن کا ہمیشہ خراب

1- نیک خصلت 2- زندہ کرنا 3- قاید 4- بدطبیعت 5- مصروف 6- رسول خدا کا گھو

7- متقیوں 8- ظالم 9- قریب 10- قاتل

کیا قتل جس نے انھیں بے گناہ
وہ دونوں جہاں میں ہوا روسیاہ[1]

اگر ان کے قاتل کا ہے دوست[2] دار
وہی ہوگا تیرا بھی انجام کار

کہا اس نے اے باغِ حیدرؑ کے پھول
کرو عرضِ بندہ خدارا[3] قبول

ادھر آؤ اے مالکِ بحر و بر
کہ ہو مالِ دنیا سے تم بہرہ[4] ور

قریب اس کے بیٹھے امامِ ہدا
زمیں پر بچھا دی پھر اپنی رِدا[5]

کئے ہاتھ اونچے سوئے آسماں
ہوئے روبروحق کے یوں درفشاں

بہت دوست کو دوست رکھتا ہے تو
ترے دوست کی ہے بڑی آبرو

بڑھا دے مری آبرو اے خدا
تو گوہر سے بھر دے یہ میری ردا

زہے آبروے دعائے امامؑ
بھری موتیوں سے وہ چادر تمام

ہوئے اس قدر وہ گہر جلوہ گر
کہ ان پر نہ ٹھہری کسی کی نظر

دکھا کر وہ عبدالملک کو گہر
شہِ خوش گہر بولے او بدگہر

جسے آبرو دے یہ ربِّ ہدا
ترے مال کی اس کو حاجت ہے کیا

نہیں ہم سا دنیا میں عالی گہر
ہیں مختار لعل و در[6] و سیم و زر

شرف ہر بشر پر دیا ہے ہمیں
خدائی کا مالک کیا ہے ہمیں

ہوئے ملتجی حق سے پھر شاہِ دیں
مجھے حاجت ان گوہروں کی نہیں

غنی ہوں ترے لطف سے اے خدا
تو میرا شہنشاہ ہے میں ہوں گدا

ابھی درفشاں تھے شہِ نامدار
کہ غائب ہوئے وہ دُرِ شاہوار[7]

وہ عبدالملک غرقِ حیرت ہوا
پشیمان بے شرم و غیرت ہوا

بلا شک ہیں عابد وصیِ رسولؐ
چراغِ مزارِ علیؑ و بتولؑ

بیاں کرتے ہیں راویِ معتبر
کہ عابدؑ شہنشاہ جن و بشر

چلے سوئے کعبہ بصد[8] احترام
جلو میں تھے صدہا[9] محبّ اور غلام

1- کالا منہ (منحوس) 2- چاہنے والا 3- خدا کے لئے 4- فائدہ مند 5- چادر

6- موتی چاندی سونا 7- بڑا موتی 8- احترام کے ساتھ 9- کئی سو

بندھا سر پہ عمامۂ صبر و حلم
مثل ہے کہ شملہ بمقدارِ علم

کمر میں حمائل وہ تیغِ رواں
جو برہان قاطع تھے بہرِ جہاں

کفِ دست میں مصطفےٰؐ کا عصا
کلیدِ درِ گنجِ علمِ خدا

کیا خادموں نے یہ نعرہ بلند
برآمد ہوئے آپ لاؤ سمند[1]

بڑھا رخش[2] در کی طرف یک بیک
سوئے عرش جیسے نماز ملک

ہوا نائبِ شاہ دلدل سوار
ہوا پر کیا بوئے گل نے قرار

ہوئے وقف خدمت حیات و اجل
نقیبانہ[3] بولے یہ علم و عمل

بڑھو شاہِ گردوں[4] نشیں آتے ہیں
شگافندۂ[5] علم دین آتے ہیں

ہر اک بطنِ قرآن کے عارف یہ ہیں
رموزِ الٰہی کے کاشف[6] یہ ہیں

غرض اس حشم[7] سے وہ نورِ ودود
ہوئے زینتِ بارگاہِ یہود

غلامانہ عالم نے تعظیم کی
لبِ فرش پر آکے تسلیم کی

بٹھایا سرِ مسندِ اقتدار
حضورؐ شہِ دیں کیا خود قرار

محبانِ باقر کا تھا یوں ہجوم
عیاں چاند کے گرد جیسے نجوم

ہوا ملتمس عالمِ خوش مقال[8]
اجازت ہے پہلے کروں میں سوال

کہا شہؑ نے بسم اللہ اے عقلمند
شکوہِ امامت ہے سب سے بلند

میرے آگے اول اور آخر ہے ایک
کہ معنوں میں مخفی[9] و ظاہر ہے ایک

وہ بولا بتاؤ یہ ادراک[10] سے
کہ تھا پہلے کیا خالقِ پاک سے

کہا شہؑ نے تجھ کو ہے علم حساب
پکارا کہ ہاں اے ملائک مآب

مخاطب ہوئے شاہِ جن و ملک
اگر جانتا ہے تو گن دس تلک

وہ کہنے لگا ایک دو تین چار
کہا شاہ نے اچھی طرح کر شمار

جو ہے ایک سے پہلے اس کو بھی گن
کہا اس نے اے خسروِ[11] انس و جن

1- گھوڑا 2- گھوڑا 3- نگہبانہ 4- آسماں 5- کھولنے والے 6- ظاہر کرنے والے

7- دبدبہ 8- قول 9- پوشیدہ 10- ہوش۔ بادشاہ

نہیں ایک سے پہلے کوئی عدد — کہا شہؑ نے شاباش اے با فرد

اب آسان یہ کارِ مشکل ہوا — کہ اپنی زباں سے تو قائل ہوا

خدا بھی تو واحد ہے اے خوش یقیں — ارے ایک سے پہلے کوئی نہیں

نہ اول نہ آخر ہے اس کا شریک — ہمیشہ سے ہے وحدہٗ لاشریک

کہا اس نے لاریب[1] یا سیّدی — ہے دینِ خدا ملّتِ احمدیؐ

میں قائل ہوا تم سے قائل ہوا — نبیؐ کی شریعت پہ مائل ہوا

مجھے کلمہ اب جلد تلقیں[3] کرو — درست اپنے فدوی[4] کا آئین[5] کرو

اسے شاہِ دیں نے مسلماں کیا — عطا گنج[6] بے رنج ایماں کیا

دعائے دبیرؔ اب یہ ہے اے خدا — محمدؐ کو عمرِ خضر کر عطا

پئے حرمتِ باقرؑ خوش خصال — رہے حفظ میں تیرے وہ ماہ و سال

بجاہ و جال اور بعیش و طرب — سلامت رہے دائما روز و شب

یہ عمر دراز[7] اس کو دے اے غیور — کہ دیکھے امامِ زماں کا ظہور

درتہنیت ولادت باسعادت امام ششم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روحی فداہ

اٹھو ساقیو صبحِ صادق ہوئی — صبوحی[8] پہ راغب[9] خلائق ہوئی

مگر وہ صبوحی کہ جو ہے حلال — مئے طاعت حضرتِ ذوالجلال

وہ بادہ[10] کہ جس میں کدورت نہیں — ہے اس بادہ کا نشہ صدقِ یقیں

خدا کی یہ شیعوں پہ تائید ہے — کہ دوہری خوشی ہے بڑی عید ہے

یہ پہلا ہے دنیا میں ماہِ ربیع[11] — مگر درجہ اس چاند کا ہے رفیع[12]

خصوصاً یہ دن آج کا ہفدہم[13] — کہ بشاش ہیں جس میں ہم اور تم

ہوئے خلق دو صادقِ نیک نام — وہ اک تو نبیؐ اک ہمارا امامؑ

1- بے شک 2- طرفدار 3- پڑھا 4- فدا ہونے والا 5- نظام فکر (ایمان) 6- خزانہ 7- طولانی عمر

8- صبح کی شراب 9- رغبت 10- شراب 11- بسنت 12- بلند مرتبہ 13- سترہ(17)

رسولِ خدا کی ولادت ہے آج — امامِ ہدا کی ولادت ہے آج
یہ سال گذشتہ میں اے اتقیا[1] — نبیؐ کی ولادت کو موزوں کیا
امامِ زمن کی ولادت کو آج — زرِ[2] سکۂ نظم پر دوں رواج
خوشی شش[3] جہت میں ہے جلوہ فگن[4] — جواں ہو کے تنتا ہے چرخِ کہن[5]
بجاتا ہے گردوں[6] خوشی کے دہل[7] — مبارک سلامت کا ہرجا ہے غل
ہوئی شش جہت کی روا[8] احتیاج — امامِ ششم آئے دنیا میں آج
مچایا ہے زہرہ[9] نے غل بے حساب — چھٹا برجِ ایمان کا ہے آفتاب
انھیں حق نے دی ہے وہ نیک اختری[10] — نحوست سے مریخ ہوگا بری
جدا صادق و کذب[11] آج ہو جائیں گے — الگ حق و باطل نظر آئیں گے
ندا دے تو پیر[12] خرد کو ولا — کہ جامِ شرابِ صداقت پلا
زمیں پر اب آیا ہے وہ اہلِ جاہ — جسے کہتے ہیں سب صداقت پناہ
نہاں[13] کذب[14] کا سب خلل ہوئے گا — صداقت کا ہر سو عمل ہوئے گا
صداقت کا ہر سمت ہوگا رواج[15] — سرِ کذب ہے زیرِ شمشیر آج
محبوں نے عابد سے اک دن کہا — کہ بعد آپ کے کون ہے رہنما
ہوئے یوں مخاطب شہِ نیک نام — مرے بعد باقرؑ ہے کل کا امام
وہ بولے ہے کون ان کا مسند نشیں — ہوئے درفشاں یوں امامِ مبیں
وہ ہے جعفرِ صادق اے اہل دیں — جو باقرؑ کا ہوئیگا مسند نشیں
وہ چمکائے گا دین کا آفتاب — ازل سے اسی کا ہے صادق خطاب
کیا ان سبھوں نے یہ شہ سے کلام — پیمبرؐ کے دلبر ہیں صادق تمام
خدا نے دیئے سب وقار و شرف — صداقت ہے ان کی عیاں ہر طرف
ہوا خاص کیوں ان کا صادق خطاب — کہ تم سب ہو صادق صداقت مآب

1-متقی 2-اشرفی 3-چھ سمت 4-جلوہ بکھرنے والی 5-فلک پیر 6-آسماں 7-دہل
8-تمام 9-ستارہ 10-نیک قسمت 11-جھوٹ 12-عقل 13-غائب 14-جھوٹ 15-طریقہ

یہ کہنے لگے شاہِ جن و بشر — پیمبرؐ سے پہنچی ہے مجھ کو خبر
مری نسل میں اک پسر ہوئیگا — کہ وہ صدق[1] کی آبرو کھوئیگا
اور اس کا بھی ہوئیگا جعفر لقب — ولیکن ہے کذّاب[2] وہ بے ادب
امامت کا دعوا کرے گا دروغ — کہ شمع ترقی کو ہوئے فروغ[3]
سو یہ حکمت[4] ربِّ ارباب ہے — یہ جعفر ہے صادق وہ کذّاب ہے
یہ صادق ہے بحر علومِ خدا — امام ششم نائب مصطفٰا
زہے حضرتِ صادقِ دیں پناہ — صداقت پہ جن کے پیمبرؐ گواہ
لکھا ہے کہ تھا روز نیک آج کا — زمیں کو ملا مژدہ[5] معراج کا
دماغِ زمیں آسمان پر گیا — وہ جلوہ ہوا طور غش کر گیا
سنو مادرِ شاہِ دیں کا نسب[6] — کہ ہے ام فروہ وہ مقبولِ رب
محمدؐ کو حق نے یہ رتبہ دیا — علیؑ نے انھیں اپنا بیٹا کہا
محمدؐ ابو بکر کے تھے پسر — بسیرت[7] فرشتہ بصورت[8] بشر
محمدؐ کا قاسم تھا لختِ جگر — وہ تھی دخترِ قاسمِ نامور
شرف ام فروہ کا بالا ہوا — خلف حجّتِ حق تعالیٰ ہوا
نظر آیا جس دم وہ چشم و چراغ — ہوا ام فروہ کا دل باغ باغ
کیا شرع نے شاہِ دیں کو سلام — ہوا دین قربان مثلِ غلام
فلک نے دُرِ انجم کے صدقہ کیے — مہ[9] و خور نے بوسے قدم پر دیئے
مسیحا نے الفت کا کلمہ پڑھا — خضر نے کہا آکے صلِّ علا
کریں کیا بنی آدم ان کی ثنا — کہ خلق ان کی خاطر سے آدم ہوا
ظہور ان کا ہے قدرتِ کبریا — یہ نورِ خدا ہیں یہ نورِ خدا
پڑھوں معجزاتِ شۂ خوش نہاد — کہ شیعوں کا افزود[10] ہو اعتقاد

1-سچ 2-جھوٹا 3-ترقی 4-عقل مندی 5-خوش خبری 6-نسل
7- سیرت میں 8-صورت میں 9-چاند سورج 10-زیادہ

زباں مدحِ جعفرؑ میں ہے حرف[1] زن
سخن ہے گُلِ جعفری کا چمن

بیاں کرتا ہے اس طرح سے ربیع
محبوں میں ہے قدر جس کی رفیع[2]

کہا مجھ سے اک دن یہ منصور نے
پہنچتے ہیں جعفرؑ سے صدمے مجھے

خلافت کا میرے نہیں ان کو پاس
بلاتے ہیں خفیہ[3] وہ لوگوں کو پاس

مرے ہاتھ سے جائیں گے وہ کہاں
نہ رکھوں گا باقی میں نام و نشاں

رفیقوں میں اس کے تھا اک بے حیا
ستمگر نے یہ حکم اس کو دیا

کہ ہاں ساتھ لے کرتو دس سو سوار
ابھی جا مدینہ میں اے باوقار

ملیں تجھ کو موسیٰ و جعفر جہاں
خبردار ان کو نہ دینا اماں

ذرا رحم ان پر نہ تو کھائیو
یہاں کاٹ کر ان کے سر لائیو

سواروں کو وہ ساتھ لے کر چلا
پئے[4] قصد قتلِ امامِ ہدا

غرض آیا یثرب میں وہ خیرہ[5] سر
سنی شاہ والا نے بھی یہ خبر

کیے شہ نے دو اونٹ فوراً طلب
کہا باندھ دو ان کو ڈھیوڑی پہ اب

کیا پھر عزیزوں کو اپنے بہم
ہوئے زیب سجادہ شاہِ اُمم

بجا لائے طاعات ربِّ ہدا
جو تھی مانگنی حق سے مانگی دعا

یہ کہتے ہیں اب کاظمِ خوش نہاد[6]
میں اس وقت ڈھیوڑی پہ تھا ایستاد[7]

کہ ناگاہ سردارِ فوجِ ستم
در[8] آیا قریبِ درِ محترم

برہنہ کیے تھا ہر اک تیغِ تیز
ہر اک برق شمشیر تھی شعلہ[9] ریز

سواروں سے سردار نے یہ کہا
کہ ان اشتروں[10] کے کرو سر جدا

سواروں نے کاٹے وہیں ان کے سر
تڑپ کر ہوئے سرد[11] وہ خاک پر

روانہ ہوئے سوئے منصور وہ
بہت دل میں اپنے تھے مسرور[12] وہ

گئے جبکہ منصور کے وہ حضور
تو کیسہ[13] کو کھولا بعیش و سرور[14]

1-بولتی ہے 2-بلند 3- چھپ کر 4- قصد کر کے 5-بدفطرت 6-خوش فطرت 7- کھڑا ہوا
8-اندر آیا 9- شعلے بکھرنے والا 10-اونٹوں 11- مر گئے 12-خوشی 13- تھیلی 14-خوشحال

نکالے وہ سر اور اس کو دیئے — تعجب سے اس نے نظارے کیے
پکارا یہ غصہ سے وہ خیرہ [1] سر — یہ سر کن کے لائے ہو تم کاٹ کر
سواروں نے کی عرض اے بے شعور [2] — نہیں ہے کچھ اس میں ہمارا قصور
گئے در پہ جعفرؑ کے جب یک دگر — ہوئی دفعتہً [3] تیرگی [4] اس قدر
نظر آئے دو شخص اس جا ہمیں — ہوئی کچھ نہ تمیز [5] اصلاً ہمیں
وہاں تو نہ تھی ان کی اشتر [6] کی شکل — کہ یہ نور میں تھے مہ و خور [7] کی شکل
وہاں تو یہ ہم پر ہوا آشکار — کہ ہیں جعفر و کاظمِ نامدار
ارے قدرتِ حق ہیں آلِ نبیؐ — اماموں میں بھی ہے کمالِ نبیؐ
کرامت سے ایک ایک ممتاز ہے — یہ اعجاز اعجاز اعجاز ہے
نہ رد [8] و بدل ان سے کر بے حیا — خطا ہے خطا ہے خطا ہے خطا
مخاطب ہوا ان سے وہ حیلہ ساز — کسی سے نہ کہنا کبھی تم یہ راز
خبر طرفہ [9] دیتے ہیں یہ بو بصیر — محبّ خدائے سمیع و بصیر
کہ ہمراہ صادقؑ تھے اک سال ہم — طوافِ حرم میں میانِ حرم
کہا میں نے اے صادق اہل بیت — درِ حکمتِ خالقِ اہلِ بیت
یہ حجاج [10] جو جمع ہیں بے شمار — بتاؤ انھیں بخشے گا کردگار
یہ گویا [11] ہوئے صادقِؑ نیک خو — برادر بشر ان کو سمجھا ہے تو
یہ انساں نہیں تم سے سب ہیں الگ — کوئی خوک [12] ہے ان میں کوئی ہے سگ
گذارش یہ کی میں نے باردگر [13] — کہ اے صادقِؑ آلِ خیرالبشرؐ
مری چشم کو یہ ضیا دیجئے — مجھے ان کی شکلیں دکھا دیجئے
مری چشم پر ہاتھ شہؑ نے دھرا — کہا دیکھ اب حاجیوں کو ذرا
نگہ کی جو میں نے اِدھر اور اُدھر — کیا تھا جو ارشاد آیا نظر

1- سرکش 2- بے وقوف 3- فوراً 4- تاریکی 5- فرق 6- اونٹ 7- چاند سورج
8- سوال جواب 9- انوکھی چیز 10- حاجیوں (بضم حا و تشدید جیم۔ جمع حاج کرا، صیغہ اسم فاعل است بمعنی حج کنندہ)
11- بولے 12- سور 13- دوبارہ

معجزہ دوم

سگ و خوک[1] ہیں کعبہ کے درمیاں
کہا میں یا کبریا الاماں[2]

مطیعِ[3] سلیمانؑ تھے مرغ و ہوا
سلیماں ہیں محکوم[4] شاہِ ہدا

نشاں اس حکایت[5] کا یونسؑ سے ہے
بیاں اس روایت[6] کا یونسؑ سے ہے

کہ تھے جلوہ گر ایک مجمع میں شاہؑ
گلوں میں بہار اور ستاروں میں ماہ

بجا لا کے تسلیم شاہِ انام
دو زانو میں بیٹھا حضورِ امامؑ

کیا التماس اے امامِ ہدا
ہے قرآں میں ذکرِ خلیلِ خدا

بحکمِ خدا ہونٹھ یوں وا[7] کیے
کہ ایک بارگی[8] چار طائر[9] جیے

وہ طائر تھے اک قسم کے یا جدا
نہیں ذہن میں آتے رازِ خدا

وہ فخرِ سلیمانؑ شکوہِ خلیلؑ
مخاطب ہوئے یوں دمِ قال و[10] قیل

وہ اعجاز دیکھوگے تم بھی یہاں
کہا سب نے ہاں اے خداوند ہاں

کیا شہؑ نے فرقِ[11] مبارک بلند
فلک کیا ہوا کی ہوئی راہ بند

وہیں نام باز[12] و کبوتر لیا
طلب زاغ[13] و طاؤس[14] کو بھی کیا

یہ چاروں ہوئے حاضرِ بارگاہ
پھرے پہلے پروانہ ساں[15] گردِ شاہؑ

جو بیٹھے تو پنجوں کو جوڑے ہوئے
سوئے شاہ رخ سب سے موڑے ہوئے

بحکم وزیرِ شہِ انبیاؐ
وہیں ذبح ان طائروں کو کیا

کیے سر جدا بال و پر بھی جدا
ملا کر دھرا گوشت سب ایک جا

کسی کے نہ جُثّے[16] کا تھا امتیاز
چہ زاغ و کبوتر چہ طاؤس و باز

غرض گوشت مخلوط[17] کر کے تمام
ادب سے نظر کی بسوئے امامؑ

کہا شہ نے دیکھو کرامت[18] مری
کرامت مری اور امامت مری

زہے قدرتِ شاہؑ والا[19] مقام
لیا شہؑ نے ان چاروں میں جس کا نام

ہوا گوشت سے گوشت اس کا الگ
نہ مخلوط[20] ریشہ رہا اور نہ رگ

1-کتے سور 2-خدا کی پناہ 3-اطاعت گزار 4-اطاعت گزار 5- کہانی 6- کہاوت 7- کھولا
8-ایک بار 9- پرندے 10- گفتگو 11- سر 12- عقاب 13- کوّا 14-مور 15-جیسا
16- ذرّہ 17- ملا کر 18-معجزہ 19- بلند 20-ملا ہوا

ملا تن سے سر اور لگے بال و پر   بس اڑنے لگا وہ اِدھر اور اُدھر
ہوا ہوگئے چاروں طائر یونہیں   کہا شیعوں نے آفریں[1] آفریں
دبیؔر اب ہے ہنگامِ[2] شکرِ خدا   کہاں تو کہاں مدحِ صادقؑ بھلا
خدا ان کا مدّاح ہے عرش پر   خدائی ثنا خواں ہے فرش پر
پہ شاباش و تحسین کے لائق ہے تو   نہیں جھوٹ مداحِ صادقؑ ہے تو
خدا سے دعا کر یہ پھیلا کے ہات   الٰہی بپئے[3] صادقِؑ پاک ذات
مرے بختِ[4] خفتہ کو بیدار کر   اماموںؑ کے روضوں کا زوّار کر
نہیں کوئی سازِ[5] سفر گو درست   تو چاہے تو ساماں ابھی ہو درست
اماں بخش خضر و سکندر ہے تو   تر و خشک میں میرا رہبر ہے تو

درتہنیت[6] ولادت باسعادت حضرت امام ہفتم موسیٰ کاظم علیہ السلام روحی فداہ

خوشی حق نے شیعوں پہ لازم کی آج   ولادت ہے موسیٰؑ کاظمؑ کی آج
سماں نور کا ہفت[7] کشور میں ہے   تجلی[8] نئی ہفت[9] اختر میں ہے
در[10] شاہوارِ نجف شاہِؑ دیں   سپہر[11] شرف کا مہ ہفتمیں[12]
حضور جبیں مہر و مہ ماند[13] ہیں   پیمبرؐ کے یہ ساتویں چاند ہیں
ولادت کی ہے چرخِ ہفتم پہ دھوم   تصدق[14] کو آئے ہیں ساتوں نجوم
کہاں ہے تو اے ساقیِ اہلِ ہوش   کہ ایماں کے گاہک[15] ہیں سب مے[16] فروش
پڑھا پہلے توبہ کی ان کو دعا   پھر ان کو شرابِ طہوراً پلا
شراب ترقی کا بھر لا ایاغ[17]   کہ پیتے ہی پہنچے فلک پر دماغ
زمیں پر سخن آیا تھا عرش سے   میں لے جاؤں پھر عرش پر فرش سے
بلندیٔ مضموں کا چرچا رہے   جہاں میں میرا بول بالا رہے

1-شاباش 2-وقت 3-خاطر 4- سوئی قسمت 5-سامان 6-مبارکبادی 7- ساتوں فلک
8-روشنی 9- ساتوں تارے 10-بڑا موتی 11- آسمان 12- ساتواں 13-مدھم 14-صدقہ
15- خریدار 16- شراب فروش 17- جام 18-عزت ووقار

تردد[1] جہاں کا فراموش[2] ہے
مرے دل پہ فرحت[3] کا اب جوش ہے

کلینی نے لکھی ہے یہ داستان
سر[4] مو نہیں فرق اے شیعیان

محبّ ایک باقرؑ کا تھا خوش نسب
اسے ابن عکاسہ کہتے تھے سب

بیاں کرتا ہے یوں وہ اہلِ وفا
میں باقرؑ کی خدمت میں اک دن گیا

قرین[5] ان کے تھے صادقؑ نامدار
قرانِ مہ و مہر تھا آشکار

بہت ان پہ باقرؑ کا تھا التفات[6]
انھیں سے ہر ایک بار کرتے تھے بات

بہت شاد تھے قبلۂ خاص و عام
کھلاتے تھے انگور ان کو امامؑ

کہا میں نے ماں باپ میرے فدا
جواں اب ہوئے یہ بفضلِ خدا

بپا بزمِ عیش و طرب کیجئے
کہیں عقد صادقؑ کا اب کیجئے

ہوئے باقرؑ اس طرح گوہر فشاں
کہ بربر سے آئیگا تاجر یہاں

وہ لائے گا ہمراہ اک رشکِ حور
خریدوں گا اس کو میں اے ذی[7] شعور

گیا بعد چندے جو حضرتؑ کے پاس
یہ کہنے لگے شاہِ گردوں اساس

وہ تاجر اب آیا ہے اے حق شناس
یہ ہمیان[8] زر لے کے جا اس کے پاس

نہ تکرار کچھ مول میں کیجیو
وہ قیمت جو مانگے اسے دیجیو

میں ہمیانِ زر لے کے رخصت ہوا
سوئے تاجرِ شہر بربر چلا

غرض جب کہ پہنچا میں تاجر کے پاس
کہا میں نے اس سے کہ اے حق شناس

کنیزیں جو لایا ہے دکھلا مجھے
ہے اک پارسا[9] کی تمنا مجھے

وہ بولا کہ اب کوئی باقی نہیں
کنیزیں جو لایا تھا وہ بک چکیں

مگر دو کنیزیں رہیں ہیں فقط
جنھیں دے زلیخا کنیزی کا خط

خوش انداز و خوش وضع شیریں سخن
گل اندام و گلفام و غنچہ دہن

کنیزوں کو پھر لایا میرے حضور[10]
حقیقت میں دونوں تھیں مانند حور

1-شک 2-بھولنا 3-خوشی 4-ذرہ برابر 5-قریب 6-محبت
7-عقل مند 8-اشرفیوں کی تھیلی 9-نیک 10-سامنے

مگر دونوں میں اک بہت تھی حسیں
کہ خورشید رُو[1] تھی وہ اور مہ جبیں

اسے دیکھ کر دل ہوا باغ باغ
وہ تھی بزمِ ایماں کا چشم و چراغ

کیا مول[2] دریافت تو یہ کہا
کہ دینار ستّر ہیں اس کا بہا

نسب میں خلائق[3] سے برتر ہے یہ
شۂِ ملک بربر کی دختر ہے یہ

جو لینا ہو لے اے خجستہ[4] شیم
نہ ستّر سے دینار اک ہوگا کم

کہا میں نے تاجر سے اے خوشخصال
نہیں مجھ کو قیمت میں کچھ قیل و قال[5]

یہ کیسہ ہے پُر زر اِسے مجھ سے لے
عوض اس کے مجھ کو کنیزک یہ دے

وہ بولا کہ ہمیان[6] زر کھول تو
مجھے گن کے لونڈی کا دے مول تو

میں قربان باقرؑ کے اعجاز پر
کہ قیمت کی گویا تھی ان کو خبر

کیا میں نے کیسہ کو فوراً جو وا[7]
نظر آیا اعجاز شاہِ ہدا

ہوئے خوش وہ دینار گنتے ہی ہم
کہ ستّر تھے بالکل نہ افزوں[8] نہ کم

وہ دینار اس کو حوالہ کیے
کنیز اس نے دی مجھ کو اور لے لیے

کنیزک کو لے کر ہُوا میں رواں
کہا حال وہ شۂ سے بالکل بیاں

جھکے سجدۂ حق میں شاہِ زماں
ہوئے حمد خالق میں رطب[9] اللساں

کنیزک سے پوچھا جو نام و نسب
وہ بولی حمیدہ ہے میرا لقب

کہا کیوں حمیدہ نہ ہو تیرا نام
صفاتِ حمیدہ ہے تجھ میں تمام

حمیدہ کا بخت اور یاور ہوا
کہ حاصل اسے وصلِ[10] جعفرؑ ہوا

شرف پر شرف ہوگیا یہ حصول
ہوا بطن میں مہرِ دیں کا نزول

جبین پر قمر کی ضیا ہوگئی
ستارے سے شمس الضحا ہوگئی

یہ کہتا ہے اب راوی بالیقیں
چلے حج کو یثرب سے مولائے دیں

حرم بھی تھے سب محملوں میں سوار
فلک گرد پھرتا تھا پروانہ وار

1-آفتاب نما چہرہ 2-قیمت 3-دوسرے افراد 4-مبارک مزاج 5-چون وچرا 6-اشرفی کی تھیلی
7-کھولا 8-زیادہ 9-محو گفتگو 10-شادی

یہ مرکب[1] پہ تھے صادقؑ نامدار
جلو میں تھا میں خادمِ خاکسار

ہوئی جبکہ ابوا کی منزل میں شام
کیا صادقؑ پاک نے وہاں مقام

نماز عشاء پڑھ چکے جب امامؑ
چنا[2] اہلِ خدمت میں لاکر طعام

غذا شاہ دیں کرتے تھے نوشِ[3] جاں
کہ اک جاریہ[4] آئی خندہ زناں

قریب آکے بولی یہ باصد ادب
حمیدہ تمھیں کررہی ہے طلب

شہ دیںؑ نے دھوئے وہیں اپنے ہاتھ
گئے شاد[5] و خرم کنیزک کے ساتھ

پس از چند ساعت کیا پھر ورود[6]
تو آثار شادی[7] تھے رُخ سے نمود[8]

چڑھائے ہوئے کہنی تک آستیں
تبسّم کناں[9] اور خندہ[10] جبیں

کہا میں نے مولا سدا خوش رہو
مگر اس خوشی کا سبب کچھ کہو

یہ صادق نے ہنس ہنس کے مجھ سے کہا
مجھے حق نے بخشا عجب دل رُبا

کہ دنیا میں ہے علم حق کا امیں
یہ فرزند ہوگا میرا جانشیں

شرف میں یہ برتر ہے آفاق[11] سے
معطر جہاں ہوگا اخلاق سے

پس از حج جو یثرب میں آئے امامؑ
رہا تین دن جشن وہاں صبح و شام

فضائل کی ان کے نہیں انتہا
یہ برحق ہیں کونین کے رہنما

یہ شیرِ خدا کے جہاں میں ہیں شیر
زبردست عالم کے ان سے ہیں زیر

بیاں کرتا ہے اس طرح اب حمید
کہ زنداں میں جب تھے امامِ سعید

رشید لعیں نے یہ اک دن کہا
کہ موسیٰ کا تو جاکے سر کاٹ لا

علم کرکے شمشیر میں برملا[12]
پئے[13] قتل زنداں میں داخل ہوا

نظر آئے مجھ کو مصلّے پہ شاہؑ
چمکتے تھے رخسار مانند ماہ

ہمہ تن تھے یادِ الٰہی میں غرق
خمیدہ زمیں پر تھا سجدہ میں فرق[14]

مگر میں نے تولی جو تیغِ رواں
ہوئے شیر دو پہلوؤں میں عیاں[15]

1- سواری 2- لگایا 3- کھانا 4- لونڈی 5- خوشی خوشی 6- داخل 7- خوشی 8- ظاہر
9- مسکراہٹ 10- ہنس مکھ 11- فلک 12- عام میں 13- قتل کے لئے 14- سر 15- ظاہر

ہوئے ہمہمہ[1] کر کے یوں نعرہ زن
کہ شیرِ فلک کا بھی کانپا بدن

میں ڈر کر لرزنے لگا بیدوار[2]
ہوا مثلِ روبہ[3] وہاں سے فرار

کہا حال شیروں کا پیشِ رشید
ہُوا مجھ پہ غصہ بہت وہ پلید[4]

ستمگر نے الزام مجھ کو دیا
رفیقوں کو ہمراہ میرے کیا

رفیق اس کے زنداں میں جو آئے سب
ابھی تک تھے سجدہ میں شاہِ عرب

اسی طرح آئے نظر دونوں شیر
لیا ان کی ہیبت نے ایک ایک کو گھیر

وہ شیر ژیاں[5] نعرہ زن ہوگئے
رفیق اس کے ڈر کر ہرن[6] ہوگئے

جو دیکھا تھا جاکر کہا برملا[7]
پشیماں[8] رشید اپنے دل میں ہوا

پکارا یہ غصہ سے وہ حیلہ ساز[9]
خبردار کرنا نہ افشاں[10] یہ راز

روایت یہ راوی سے ہے معتبر
حدیثوں سے ہم کو ملی ہے خبر

حرم میں تھا یہ قبلۂ خاص و عام
خلائق[11] دو جانب تھی محوِ سلام

یہ دیکھا کہ یک زن اور اس کے پسر
عجب یاس وحسرت سے ہیں نوحہ گر

اور اک گاو مُردہ پڑی ہے وہاں
وہ بے جان ہے اور غم سے یہ نیم جاں

کیا اس ضعیفہ سے شہؑ نے خطاب
بتا مجھ کو اتنا ہے کیوں اضطراب

وہ رو کر پکاری کہ اے شاہِ دیں
عیاں تم پہ ہے حالِ گاوِ زمیں

مگر حسب ارشاد یہ عرض ہے
بجا[12] آوری حُکم کی فرض ہے

اسی گاو مردہ کا بس ہے تعب[13]
یہی تھا معیشت[14] کا میرے سبب

تردد[15] ہے قوت[16] اب کہاں پائیں گے
مرے بچے فاقے سے مرجائیں گے

کہا اس سے مولائے ذی جاہ نے
دو عالم کے عادل شہنشاہ نے

اگر تجھ کو منظور ہوئے یہی
تو ہو حکم حق سے یہ زندہ ابھی

وہ بولی یہی تو ہے میری مراد
جلا[17] کر اُسے کیجئے مجھ کو شاد

1-شیر کی گونج 2-بید کی طرح 3-لومڑی 4-بدذات 5-غضبناک 6-فرار 7-مجمع عام
8-نادم 9- حیلہ کرنے والا 10-ظاہر 11- خلقت 12-انجام دینا 13-رنج
14- روزی 15-شک 16-خوراک 17-زندہ

نمازِ دعا شاہؑ نے کی ادا   اٹھائے سوئے قبلہ دستِ دعا
گئے گاو مُردہ کے بالیں[1] پہ شاہؑ   مسیحاؑ نے کی واں فلک سے نگاہ
لگائی اِدھر شہؑ نے انگشتِ پا   اُدھر قم[2] باذنی خدا نے کہا
یہ قدرت عیاں اُس گھڑی ہوگئی   وہیں گاو مُردہ کھڑی ہوگئی
ہوئی پائے شہؑ پر وہ زن[3] بوسہ زن[4]   کرامت کے قائل ہوئے مرد و زن
الٰہی بحقِ کاظمِ نامدار   بحقِ رضائے فلک[5] اقتدار
رہے جب تک استادہ گاو زمیں   زمیں پر ہے جب تک یہ چرخ بریں
بصحت بعشرت میانِ جہاں   محبّان حیدرؑ رہیں جاوداں

در تہنیت ولادت باسعادت امام ہشتم حضرت امام موسیٰ رضا علیہ التحیۃ والثنا روحی فداہ

فلک پر نہ ہو کیوں دماغِ زمیں   کہ ذی قعدہ کی آج ہے بارہویں
اُفق سے امامت کے با آب و تاب   درخشاں[7] ہوا آٹھواں آفتاب
زمیں نور میں برجِ ہشتم ہے آج   نہیں مہرِ تاباں کی اب احتیاج
جناب علی ابن موسیٰ رضا   زمیں پر ہوئے آج رونق[8] فزا
زمیں کے لیے آج معراج ہے   ہر اک ذرّہ سورج کا سر تاج ہے
جمالِ معلّیٰ ہے قندیل عرش   نشانِ کفِ پایہ مندیل[9] عرش
امامِ ہدیٰؑ جب کہ پیدا ہوئے   ملک حُسن پر ان کے شیدا ہوئے
جنابِ رضاؑ کا ہوا جب ظہور   زمیں سے فلک تک تھا بس ایک نور
خوشا یمن پائے شہِؑ مشرقین   ہوا ساکنانِ دو عالم کو چین
وہ صورت کہ جس پر قمر ہو نثار   وہ آنکھیں کہ نرگس رہے شرمسار
زبردستِ بازوئے ایماں ہوا   محبّوں کی بخشش کا ساماں ہوا

1- سرہانے 2- کھڑی ہو جا میری اجازت سے 3- عورت 4- چومنے لگی 5- آسمان قدرت
6- عیش کے ساتھ 7- روشن 8- رونق بکھیرنے والے 9- دستار

کمال اپنا حق نے ہویدا[1] کیا
خلائق[2] کے رہبر کو پیدا کیا

گل باغ ایماں تھا روئے جناب
پسینے میں آتی تھی بوئے گلاب

جنابِ الٰہی کے یہ نور ہیں
جہاں کی ہدایت پہ مامور ہیں

خدا نے عجب ان کو رُتبے دیئے
شرف ان کے قرآں میں افشاں[3] کیے

عجب رتبہ شاہِ خراساں کا ہے
وہ فرمانروا[4] ملکِ ایماں کا ہے

شجاعت میں حیدرؑ کرم میں حسنؑ
غریبی میں شبیرؑ فخرِ زمن[5]

ہم القابِ حیدرؑ ہیں وہ شاہِ دیں
وہی قبلہ اہل صدق و یقیں

امامِ دو عالم جنابِ رضاؑ
رضاؑ کی ثنا ہے رضائے خدا

وہ نورِ خدا ہے وہ جانِ نبیؐ
وہ نامِ خدا ہے نشانِ نبیؐ

جو اک بیت ان کی ثنا میں کہے
ہمیشہ وہ بیتِ جناں میں رہے

زمین و **فلک** اور شمس و قمر
اطاعت میں ہیں ان کے شام و سحر

مسیحِ دو عالم وہ سرتاج ہے
مسیحؑ ان کے درماں کا محتاج ہے

گدا کو وہ چاہیں سلیماںؑ کریں
ہر اک ذرّہ کو مہر[6] تاباں کریں

فضائل ہیں حضرتؑ کے حد سے سوا
نہ تا حشر ہو اک شمّہ[7] ادا

میں حالِ ولادت کروں اب بیاں
کہ سُن سُن کے ہوں اہلِ دیں شادماں[8]

یہ فرماتی ہیں مادرِ شاہِ دیں
کہ طالع[9] ہوا جبکہ وہ ماہِ دیں

ہوا نور عارض سے معمور[11] گھر
اٹھایا سوئے آسماں پہلے سر

کیے ہاتھ پھر سوئے گردوں[12] دراز
جنابِ خدا میں کہے دل کے راز

نہ سمجھی سخن ان کے میں **مطلقاً**
تحیّر[13] مجھے حد سے افزوں[14] ہوا

کہی مجھ سے کاظمؑ نے اس دم یہ بات
تعجب میں کیوں ہے تو اے خوش صفات

بجا لا تو شکرِ خدائے قدیر
جہاں میں یہ ہوگا ہمارا وزیر

1-ظاہر 2-خلقت 3-ظاہر 4-حکمراں 5-زمانہ 6-چمکتا سورج 7-ذرّہ 8-خوش
9-طلوع 10-رخسار 11-بھرا ہوا 12-فلک 13-حیرت 14-زیادہ

رقم[1] کرتے ہیں راویِ نیک نام
ولیعہدِ مامون ہوئے جب امام

ہُوا جلوۂ دینِ حق ہر طرف
زمانے سے باطل ہوا بر طرف

ہوئے شیعہ حق کی طرف کو رجوع
کیا معجزوں کے قمر نے طلوع

جو منکر تھے وہ رنج کھانے لگے
پئے کفر حق کو مٹانے لگے

ہوئے جب ولیعہدِ ماموں حضور
زیادہ ہوا ملک ایماں کا نور

حمید ابن مہراں تھا اک مدعی[2]
یہ بات اس نے ماموں سے جا کر کہی

ارے بے خبر تو نے یہ کیا کیا
رضا کو ولیعہد اپنا کیا

بھلا کوئی کرتا ہے ایسا بھی کام
رجوع انکے جانب ہیں اب خاص و عام

اطاعت رضاؑ ہی کی مقبول ہے
بس اب رفتہ رفتہ تو معزول[3] ہے

خبر اپنے کشور کی لے بے خبر
بنے جس طرح ان کو موقوف کر

ہیں آویزہ[4] گوشِ دل یہ سخن
میں کہتا ہوں الفت سے سُن یا نہ سُن

سب ان کو سمجھتے ہیں اپنا امام
عیاں کرتے ہیں معجزے صبح و شام

رضا[5] دے جو تو بزم برپا کروں
جو فاضل ہیں یاں سب کو اک جا کروں

جنابِ رضاؑ سے کریں وہ کلام
کہ محفل میں نادم ہوں شاہِ انام

کہا اس نے بہتر ہے اے باوفا
تو محفل میں سب عالموں کو بُلا

ہوا مستعد[6] سُن کے وہ بے ادب
کئے جمع مجلس میں ذی[7] علم سب

حمید ابن مہراں نے شہؑ سے کہا
امامت کا دعوا ہے تم کو سدا

سرِ عام فرماتے ہیں شاہِ دیں
کہ شاہِ رسلؐ کا میں ہوں جانشیں

بھلا جھوٹ دعوے سے ہے کیا حصول[8]
نیابت[9] خلیفہ کی کیوں کی قبول

تمہارے جو شیعہ ہیں خورد و[10] کلاں
غلط معجزے کرتے ہیں وہ بیاں

کہو ان سے بولیں نہ اتنا دروغ
نہیں جھوٹ کی شمع کو کچھ فروغ[11]

1- لکھنا 2- دعویٰ کرنے والا 3- زوال پذیر 4- لٹکاو 5- اجازت 6- تیار
7- عالم 8- حاصل 9- جانشینی 10- چھوٹے بڑے 11- ترقی

مخاطب ہوئے تب امامِ زمن
کہ بس بس رضا پر نہ ہو طعنہ زن

نظر کر تو قرآن میں اے بد خصال[1]
مرا اور یوسف کا ہے ایک حال

نہیں ہم کو کیا کیا خدا نے دیا
خدائی کا مختار ہم کو کیا

جو ہم چاہیں تو نار[2] ہو جائے نور
ہر اک کوہ جلنے لگے مثلِ طور

جو ہم چاہیں دریا کو صحرا کریں
ہر اک دشت کو رشکِ[3] دریا کریں

کریں خار پر ہم جو چشمِ کرم
تو طوبا[4] کے پھل اس میں ہویں بہم

بشر کو ملک ہم بنا دیں ابھی
جسے کہہ عدم سے بلا دیں ابھی

ارے دونوں عالم کے سلطاں ہیں ہم
جگر بندِ محبوبِ یزداں ہیں ہم

یہ سُن کر ہوا آگ وہ اہلِ کیں[5]
پکارا حضورِ شہنشاہِ دیں

سخن لن[6] ترانی کے زیبا نہیں
بشر کا یہ مقدور[7] دیکھا نہیں

اگر تم ہو شیرِ الٰہی کے شیر
تو بہرِ[8] خدا کیجئے اب نہ دیر

یہ دو شیر قالین پہ ہیں جو بنے
یہ بے روح ہیں خلق کے سامنے

انہیں معجزے سے جلا دیجئے
مسلط[9] انہیں مجھ پہ پھر کیجئے

ہوا لال روئے شہِ انس و جاں
کہا مُڑ کے شیروں کی جانب کہ ہاں

اگر ہوں میں دلبندِ[10] شیرِ خدا
تو قالین سے ہو جاؤ دونوں جدا

لپک شیر اصلی کی دکھلاؤ تم
حمید ابن مہراں کو کھا جاؤ تم

ہوئی تھی سخن کو نہ حضرت کے دیر
اُٹھے ہمہمہ کر کے قالیں سے شیر

گرا کر وہیں پھاڑ ڈالا اُسے
کیا دونوں نے اک نوالا اُسے

پھرے دونوں پھر گرد شاہِ سعید
لرزتا تھا ہیبت سے اُس دم رشید

کبھی گردِ مولا کے پھرتے تھے وہ
کبھی پائے اقدس پہ گرتے تھے وہ

یہ اپنے زباں میں تھے وہ نعرہ زن
قسم حق کی تم ہو امامِ زمن

1-بدکردار 2-آگ 3-حاسد 4-جنت کا درخت 5-دشمن 6-شیخی
7-قسمت 8-خدا کے لئے 9-حملہ آور 10-دل کا ٹکڑا

جو منکر ہے تم سے وہ مردود[1] ہے — سدا موردِ لعنِ معبود ہے
جو کچھ اور کہیے بجا لائیں ہم — رضا[2] دو تو ماموں کو کھا جائیں ہم
کیا شاہِ دیں نے یہ اُن سے کلام — بس اپنی جگہ پر کرو تم قیام
وہ قالین پر جاکے قائم ہوئے — جو منکر تھے وہ سخت نادم[3] ہوئے
سوئے مجلسِ عیش آ ساقیا — کہ ہرسو ہے غل ساقیا ساقیا
دو سالہ سہ سالہ کی حاجت[4] نہیں — پلا بادۂ جنت ہشتمیں[5]
ثنائے رضاؑ کی مجھے فکر ہے — شہنشاہِ ہشتم کا یہ ذکر ہے
رضاؑ کی ولا جس کو کامل نہ ہو — علیؑ کے محبوں میں شامل نہ ہو
وہ عالِم لقب جن کا ہے مرتضاؑ — بیاں کرتے ہیں حالِ علمِ رضاؑ
کہ ناقل[6] ہے اک راویِ معتبر — کیا میں نے ناگہ وطن سے سفر
میرے ساتھ تھا پر تجارت کا مال — خریدار کا روز و شب تھا خیال
ولے[7] واقفیہ تھا مذہب مرا — رضاؑ کی امامت کا قائل نہ تھا
ہر اک واقفی کا ہے مذہب یہی — کہ موسیٰ پہ موقوف[8] امامت ہوئی
ہوا کشورِ[9] مرو میں جب نزول — وہیں تھے رضاؑ باغِ زہراؑ کے پھول
گیا میں جو بازار کے درمیاں — نظر آیا مجھ کو غلام اک وہاں
مخاطب ہوا مجھ سے یوں وہ غلام — میں لایا ہوں آقا کا اپنے پیام
وفات ایک شیعہ نے کی ہے ابھی — اُسے دینا ہے خلعت[10] آخری
تو بردیمن[11] بیچ[12] کر میرے ہاتھ — کہ مومن کی تکفین ہو عزت کے ساتھ
کہا میں نے سُن کر پیامِ لطیف — بتا اپنے آقا کا اسمِ شریف
وہ بولا خدا کا تو عارف نہیں — ارے واقفی حق سے واقف نہیں

1- جسے رد کیا گیا ہو (ملعون) 2- اجازت 3- شرمندہ 4- ضرورت 5- آٹھویں 6- نقل کرتے ہیں
7- لیکن 8- ختم 9- ملک 10- لباس 11- چادر 12- بیچنا

رضا ہے رضا میرے آقا کا نام
دو عالم کے وہ آٹھویں ہیں امام

کہا میں نے اے بندۂ باوفا
جو لایا تھا میں مال سب بک چکا

گیا وہ غلامِ صداقت مآب
رضا سے کیا عرض میرا جواب

و لیکن پھر آیا وہ اُلٹے قدم
پکارا یہ کہتے ہیں شاہِ اُمم

عیاں مجھ پہ یہ حال ہے تار تار
ہے بردیمن[1] ایک اے ہوشیار

اُسے ڈھونڈ اگر بیع[2] منظور ہے
وہ اُس جامدانی[3] میں مستور[4] ہے

اس ارشاد نے مجھ کو حیراں کیا
وہیں دل میں یہ عہد و پیاں کیا

عیاں[5] ہو صداقت جو اس قول کی
کروں ترک میں مذہبِ واقفی

کیا میں نے اس جامدانی کو وا[6]
شہِ دیں نے جس کا دیا تھا پتا

ہوئی صحت قولِ مولا عیاں
نظر آئی بردیمن ناگہاں

وہ بردیمن جب کہ میں پا گیا
سخن اپنی بیٹی کا یاد آگیا

کہ بردیمن دے کے تھا یہ کہا
سفر سے وطن کو جو لائے خدا

درم اس کی قیمت میں جو پائیو
کوئی چیز میرے لیے لائیو

مطابق جو پایا کلامِ رضا
ہوا میں مطیعِ امام رضا

غلامِ رضا سے کیا یہ خطاب
یہ ہدیہ ہے لے جا تو پیشِ جناب

نہیں اس کی قیمت میں زر[7] کی ہوس
رضا کی رضا مول[8] اس کا ہے بس

ہُوا برق رفتار وہ برق[9] وش
گیا پیشِ مولا لیے پیش[10] کش

رضا نے وہ ہدیہ میرا رد کیا
جو تھا حال مخفی وہ فرما دیا

کہ اس ہدیئے کے رد کا ہے یہ مآل
نہیں تیرا ہے تیری دختر کا مال

تصرف[11] تجھے اس پہ جائز نہیں
یہ ہے مال بیگانہ اے خوش یقیں

1- یمنی چادر 2- بیچنا 3- برتنوں کی الماری 4- پوشیدہ 5- ظاہر 6- کھولا
7- سونا 8- قیمت 9- بجلی نما 10- تحفہ 11- حق اور اختیار

جو اس نے کہا ہے وہ کر اے سعید — اسے بیچ اور تو کوئی شئے خرید
زہے حُسنِ بیع[1] و شرائے امام — دیا مول اُس مال کا دام دام
یہ سُن کر بڑھا بندے کا اعتقاد — ہوئی مجھ کو حضرت سے الفت زیاد
بتائے تھے کاظم نے جو مسئلے — وہ کاغذ پہ مرقوم[2] میں نے کیے
کہا چل کے اب امتحاں کیجئے — جنابِ رضاؑ کے قدم لیجئے
ہُوا سوئے دولت[3] سرا میں رواں — نظر آیا در پر ہجومِ جہاں
بچھاتے تھے آنکھوں کو اہلِ نگہ — نہ تھی تل کے رکھنے کی باقی جگہ
نہ میں ہوسکا باریابِ[4] رضاؑ — پہ واقف ہوئے خود جنابِ رضاؑ
پکارا مجھے خادم اک آن کر — کہاں بنتِ الیاس کا ہے پسر
تفاخر[5] سے میں نے کہا میں ہوں میں — محبِّ جدیدِ رضاؑ میں ہوں میں
دیا بند کاغذ کا اس نے شتاب — سوالوں کے میرے رقم[6] تھے جواب
پڑھے میں نے مولاؑ کے جو دستخط — تو سابق[7] کے مذہب کو سمجھا غلط
محک[8] پر مرا نقد ایماں چڑھا — رضاؑ کی امامت کا کلمہ پڑھا
سوئے آستاں دی یہ میں نے ندا — جنابِ رضا واہ صلِّ علا
شب و روز قربانِ نامِ تو[9] اَم — درم نا خریدہ غلامِ تو اَم
زہے شوکت و قدر شانِ رضاؑ — کہ ہے لا مکاں اک مکانِ رضاؑ
عجب نام میں آب اور تاب ہے — تجلّیِ خورشید و مہتاب[10] ہے
انہیں سے ہے سرسبز ایماں کا باغ — شریعت کی محفل کے یہ ہیں چراغ
نہیں ان سے پوشیدہ اسرارِ[11] غیب — یہ ہیں عالمِ غیب بیشک و ریب[12]

1-حسن تجارت 2-لکھا ہوا 3- گھر 4- ملاقات کرنا 5-فخر کے ساتھ 6-لکھا ہوا
7-قبلی 8- کسوٹی 9- تمھارا 10-چاند 11- غیب کے راز 12-بلا شک

جو پانی کی خواہش ہو بہرِ وضو   تو حاضر ہو کوثر بصد آبرو
یہ کرتا ہے فرزندِ صالح بیاں   رضاؑ جب ہوئے سوئے ماموں رواں
ہوئیں قطع[1] جب منزلیں بے شمار   ہوا قریۂ[2] سرخ پھر آشکار
پڑھا سب نے شہؑ پر سلام وصلوٰۃ   کیا عرض داخل ہے وقتِ صلوٰۃ
کہا شہؑ نے دیکھو کہیں آب ہے   وہ بولے یہاں آب نایاب ہے
تمہیں علم باطن[3] کا یا شاہؑ ہے   بظاہر نہ دریا نہ یاں چاہ ہے
یہ سُن کر رضاؑ اک طرف کو گئے   چلے چند گام اور کھڑے ہوگئے
ہوئے خم[4] مثالِ فلک شاہِؑ پاک   اُٹھالی سرِ[5] دست اک مشتِ خاک
خضر محوِ الطاف باری ہوا   زمیں سے وہیں چشمہ جاری ہوا
وضو کرکے سب نے بعجز و نیاز   پڑھی قبلۂ دیں کے پیچھے نماز
وہ چشمہ بہ از چشمۂ نور ہے   وہ اب نامِ حضرتؑ سے مشہور ہے
لکھیں بعد چشمہ جو نامِ رضاؑ   تو ہو نام سے اس کے لب آشنا
کیا ایک دہقاں[6] نے یہ قصد وہاں   کرے کھیت میں اُس کا پانی رواں
بہت اس میں کوشش کی اس نے مگر   نہ چشمے سے مزرع[7] ہوا بہرہ ور[8]
کہ استادہ[9] پانی اُسی جا رہا   نہ اک قطرہ سوئے زراعت بہا
یہ اعجاز[10] تازہ عیاں ہوگیا   زمیں میں وہ چشمہ نہاں ہوگیا
مگر بعد چندے جو کی خاک دور   کیا چشمے نے پھر زمیں سے ظہور[11]
وہ چشمہ ہے اب تک اُسی جا رواں   مسافر اُترتے ہیں اکثر وہاں
ولا ان کی ہے فضلِ حق کی دلیل   یہ ہیں مالک کوثر و سلسبیل
اشارہ جو حضرتؑ کے خادم کا پائے   زرِ[13] گل عنادل[14] پئے نذر لائے

1- کاٹیں   2- گاؤں   3- پوشیدہ   4- جھکے   5- بس یونہی   6- کسان   7- کھیت
8- فائدہ مند   9- کھڑا ہوا   10- معجزہ   11- ظاہر ہوا   12- محبت   13- سنہرا پھول   14- بلبلیں

اشارہ جو فرمائیں سلطانِ دیں
ابھی کُل خزانہ اُگل دے زمیں

علیؑ و پیمبرؐ کے یہ لال ہیں
یہ مقبول ربِّ ذوالافضال ہیں

رقم ابن موسیٰ سے ہے داستاں
کہ اک روز وہ عیسیٰ دو جہاں

چلے سوئے صحرا بعزّو وقار
گلستاں کی جانب کو جیسے بہار

جلو میں جن و انس ووحش و طیور
سلیمانؑ اس عہد کے تھے حضورؑ

مزیّن[1] تھے بالائے زیں شاہِ دیں
کمیں جیسے کرسی پہ عرشِ بریں

برائے رضامندیِ ذوالعلا
میں خوش خوش رکابِ رضاؑ میں چلا

ہوئے زیبِ صحرا جو شاہِ انام
کیا اک شجر کے تلے وہاں قیام

ہُوا رتبہ طوبےٰ سے اس کا سوا[2]
کہوں سدرہ پوچھو اگر منتہا

کہا میں نے اے سیّدِ حق پرست
کہ ہے قربِ عقد اور میں ہوں تنگدست

مجھے خالقِ سیم[3] و زر کی قسم
نہیں آج میں مالکِ یک درم

کیا تھا جو وعدہ وفا کیجئے
کچھ اپنا تصدق عطا کیجئے

زمانے میں ہیں آپ روشن ضمیر
عیاں تم پہ ہے حال برنا[4] و پیر

ہوئی عرض میری قبولِ امامؑ
کیا تازیانے سے اعجوبہ[5] کام

ہٹائی زمیں سے جو خاکِ زمیں
تو ظاہر ہوا کیسۂ[6] زر وہیں

مخاطب ہوئے مجھ سے شاہِ ہدا
کہ ہاں لے اسے اپنے مصرف میں لا

خبردار اے صاحبِ امتیاز
زباں پر نہ لانا نہ لانا یہ راز

خبر دیتا ہے سہل ابنِ زیاد
کہ تھا ہم نشیں میرا اک خوش نہاد[7]

وہ کہتا ہے پیشِ شہِ بے نظیر
میں حاضر ہوا لے کے مالِ کثیر

مگر میرا مولاؑ نہ شاداں[8] ہُوا
پریشاں ہُوا اور میں حیراں ہُوا

1- سجائے ہوئے 2- زیادہ 3- چاندی اور سونا 4- جوان 5- عجیب 6- سونے کی تھیلی
7- خوش فطرت 8- خوش

کیا میں نے یہ اپنے دل میں خیال
سمایا نہ شہؑ کی نظر میں یہ مال

ہوئے زیبِ[1] کرسی پھر اٹھ کر امامؑ
کیا حکم فوراً یہ سوئے غلام

کہ ہاں طشت و ابریق[2] تو جلد لا
دکھاؤں اسے قدرتِ کبریا

وہ طشت اور ابریق لایا بہم
بڑھایا شہِ دیں نے دستِ کرم

کیا اس نے ابریق کو جلد خم
دُھلانے لگا دستِ شاہِ امم

سرِ دست اعجاز آیا نظر
کہ قطروں کے بدلے ٹپکتا تھا زر

زرِ سرخ سے ایک دم میں شتاب
بھرا دامنِ طشت با آب و تاب

مخاطب ہوئے مجھ سے شاہِ زماں
کیا مخزنِ[3] لب کو یوں زر فشاں

جسے بخشے قدرت یہ ربِّ قدیر
اُسے کیا ہو پروائے مالِ کثیر

ہزاروں ہیں اعجاز عہدِ حیات
کہ عاجز ہیں ادراک[4] میں شش جہات[5]

ہوئے ہیں جو اعجاز بعد از فنا
کروں نظم ان میں سے میں برملا[6]

رواقِ مبارک ہے دربارِ فیض
سراسر وہ روضہ ہے سرکارِ فیض

ملک صف بصف ہیں یمین[7] و یسار
برستا ہے وہاں نورِ پروردگار

سنہری وہ بابِ رواقِ امامؑ
سلامی ہیں شمس و قمر صبح و شام

وہ قندیلیں در میں جواہر نگار
سدا جن پہ قندیلِ گردوں نثار

وہ روضہ بہشتوں میں ہے انتخاب
مہکتا ہے قدرت کا مشک و گلاب

وہ گنبد تجلّی میں سر تاجِ طور
مجاور ہیں دو ایک حسن ایک نور

وہ گلدستے روضے کے جلوہ[8] کناں
بلندی میں سروِ ریاضِ[9] جناں

رواں صحن میں ہے وہ نہرِ لطیف
خضر جس کا پوچھے مزاجِ شریف

یہ کہتا ہے اک زائرِ خوش سیر
گیا لُٹ کے میں روضۂ شاہ پر

1-بیٹھے 2-ٹونٹی والا لوٹا 3-خزانہ 4-احساس 5-چھ طرف 6-عام
7-سیدھے اور بائیں طرف 8-جلوہ نما 9-باغ جنت

یہ کہنے لگے شاہِ جن و بشر
پیمبرؐ سے پہنچی ہے مجھ کو خبر

مری نسل میں اک پسر ہوئیگا
کہ وہ صدق[1] کی آبرو کھوئیگا

اور اس کا بھی ہوئیگا جعفر لقب
ولیکن ہے کذّاب[2] وہ بے ادب

امامت کا دعوا کرے گا دروغ
کہ شمع ترقی کو ہوئے فروغ[3]

سو یہ حکمت[4] ربِّ ارباب ہے
یہ جعفر ہے صادق وہ کذّاب ہے

یہ صادق ہے بحر علومِ خدا
امام ششم نائب مصطفاؐ

زہے حضرتِ صادقِ دیں پناہ
صداقت پہ جن کے پیمبرؐ گواہ

لکھا ہے کہ تھا روز نیک آج کا
زمیں کو ملا مژدہ[5] معراج کا

دماغِ زمیں آسمان پر گیا
وہ جلوہ ہوا طور غش کر گیا

سنو مادرِ شاہِ دیں کا نسب[6]
کہ ہے ام فروہ وہ مقبولِ رب

محمدؐ کو حق نے یہ رتبہ دیا
علیؑ نے انھیں اپنا بیٹا کہا

محمدؐ ابو بکر کے تھے پسر
بسیرت[7] فرشتہ بصورت[8] بشر

محمدؐ کا قاسم تھا لختِ جگر
وہ تھی دخترِ قاسمِ نامور

شرف ام فروہ کا بالا ہوا
خلف حجّت حق تعالیٰ ہوا

نظر آیا جس دم وہ چشم و چراغ
ہوا ام فروہ کا دل باغ باغ

کیا شرع نے شاہ دیں کو سلام
ہوا دین قربان مثلِ غلام

فلک نے دُرِ انجم کے صدقہ کیے
مہ[9] و خور نے بوسے قدم پر دیئے

مسیحاؑ نے الفت کا کلمہ پڑھا
خضر نے کہا آکے صلِّ علا

کریں کیا بنی آدم ان کی ثنا
کہ خلق ان کی خاطر سے آدم ہوا

ظہور ان کا ہے قدرتِ کبریا
یہ نورِ خدا ہیں یہ نورِ خدا

پڑھوں معجزاتِ شۂ خوش نہاد
کہ شیعوں کا افزود[10] ہو اعتقاد

1-سچ 2-جھوٹا 3-ترقی 4- عقل مندی 5-خوش خبری 6-نسل

7- سیرت میں 8-صورت میں 9-چاند سورج 10-زیادہ

زباں مدحِ جعفرؑ میں ہے حرف[1] زن — سخن ہے گلِ جعفری کا چمن
بیاں کرتا ہے اس طرح سے ربیع — محبوں میں ہے قدر جس کی رفیع[2]
کہا مجھ سے اک دن یہ منصور نے — پہنچتے ہیں جعفرؑ سے صدمے مجھے
خلافت کا میرے نہیں ان کو پاس — بلاتے ہیں خفیہ[3] وہ لوگوں کو پاس
مرے ہاتھ سے جائیں گے وہ کہاں — نہ رکھوں گا باقی میں نام و نشاں
رفیقوں میں اس کے تھا اک بے حیا — ستمگر نے یہ حکم اس کو دیا
کہ ہاں ساتھ لے کر تو دس سو سوار — ابھی جا مدینہ میں اے باوقار
ملیں تجھ کو موسیٰ و جعفر جہاں — خبردار ان کو نہ دینا اماں
ذرا رحم ان پر نہ تو کھائیو — یہاں کاٹ کر ان کے سر لائیو
سواروں کو وہ ساتھ لے کر چلا — پئے[4] قصد قتلِ امامِ ہدا
غرض آیا یثرب میں وہ خیرہ[5] سر — سنی شاہِ والا نے بھی یہ خبر
کیے شہؑ نے دو اونٹ فوراً طلب — کہا باندھ دو ان کو ڈھیوڑی پہ اب
کیا پھر عزیزوں کو اپنے بہم — ہوئے زیب سجادہ شاہِ اُمم
بجا لائے طاعات ربِّ ہدا — جو تھی مانگنی حق سے مانگی دعا
یہ کہتے ہیں اب کاظمِ خوش نہاد[6] — میں اس وقت ڈھیوڑی پہ تھا ایستاد[7]
کہ ناگاہ سردارِ فوجِ ستم — در[8] آیا قریبِ درِ محترم
برہنہ کیے تھا ہر اک تیغ تیز — ہر اک برق شمشیر تھی شعلہ[9] ریز
سواروں سے سردار نے یہ کہا — کہ ان اشتروں[10] کے کرو سر جدا
سواروں نے کاٹے وہیں ان کے سر — تڑپ کر ہوئے سرد[11] وہ خاک پر
روانہ ہوئے سوئے منصور وہ — بہت دل میں اپنے تھے مسرور[12] وہ
گئے جبکہ منصور کے وہ حضور — تو کیسہ[13] کو کھولا بعیش و سرور[14]

1-بولتی ہے 2-بلند 3-چھپ کر 4-قصد کر کے 5-بدفطرت 6-خوش فطرت 7-کھڑا ہوا
8-اندر آیا 9-شعلے بکھرنے والا 10-اونٹوں 11-مرگئے 12-خوشی 13-تھیلی 14-خوشحال

نکالے وہ سر اور اس کو دیئے
تعجب سے اس نے نظارے کیے

پکارا یہ غصہ سے وہ خیرہ[1] سر
یہ سر کن کے لائے ہو تم کاٹ کر

سواروں نے کی عرض اے بے شعور[2]
نہیں ہے کچھ اس میں ہمارا قصور

گئے در پہ جعفرؑ کے جب یک دگر
ہوئی دفعتہً[3] تیرگی[4] اس قدر

نظر آئے دو شخص اس جا ہمیں
ہوئی کچھ نہ تمیز[5] اصلاً ہمیں

وہاں تو نہ تھی ان کی اشتر[6] کی شکل
کہ یہ نور میں تھے مہ و خور[7] کی شکل

وہاں تو یہ ہم پر ہوا آشکار
کہ ہیں جعفر و کاظمِ نامدار

ارے قدرتِ حق ہیں آلِ نبیؐ
اماموں میں بھی ہے کمالِ نبیؐ

کرامت سے ایک ایک ممتاز ہے
یہ اعجاز اعجاز اعجاز ہے

نہ رد[8] و بدل ان سے کر بے حیا
خطا ہے خطا ہے خطا ہے خطا

مخاطب ہوا ان سے وہ حیلہ ساز
کسی سے نہ کہنا کبھی تم یہ راز

خبر طرفہ[9] دیتے ہیں یہ بو بصیر
محبّ خدائے سمیع و بصیر

کہ ہمراہ صادقؑ تھے اک سال ہم
طوافِ حرم میں میانِ حرم

کہا میں نے اے صادق اہل بیت
درِ حکمتِ خالقِ اہلؑ بیت

یہ حجاج[10] جو جمع ہیں بے شمار
بتاؤ انھیں بخشے گا کردگار

یہ گویا[11] ہوئے صادقِؑ نیک خو
برادر بشر ان کو سمجھا ہے تو

یہ انساں نہیں تم سے سب ہیں الگ
کوئی خوک[12] ہے ان میں کوئی ہے سگ

گذارش یہ کی میں نے باردگر[13]
کہ اے صادقؑ آلِ خیرالبشرؐ

مری چشم کو یہ ضیا دیجئے
مجھے ان کی شکلیں دکھا دیجئے

مری چشم پر ہاتھ شہؑ نے دھرا
کہا دیکھ اب حاجیوں کو ذرا

نگہ کی جو میں نے اِدھر اور اُدھر
کیا تھا جو ارشاد آیا نظر

1- سرکش 2- بے وقوف 3- فوراً 4- تاریکی 5- فرق 6- اونٹ 7- چاند سورج

8- سوال جواب 9- انوکھی چیز 10- حاجیوں (بضم حا و تشدید جیم۔ جمع حاج کرا، صیغہ اسم فاعل است بمعنی حج کنندہ)

11- بولے 12- سور 13- دوبارہ

معجزہ دوم

سگ و خوک[1] ہیں کعبہ کے درمیاں … کہا میں یا کبریا الاماں[2]
مطیعِ[3] سلیماں تھے مرغ و ہوا … سلیماں ہیں محکوم[4] شاہِ ہدا
نشاں اس حکایت[5] کا یونس سے ہے … بیاں اس روایت[6] کا یونس سے ہے
کہ تھے جلوہ گر ایک مجمع میں شاہ … گلوں میں بہار اور ستاروں میں ماہ
بجا لا کے تسلیم شاہِ انام … دو زانو میں بیٹھا حضورِ امام
کیا التماس اے امامِ ہدا … ہے قرآں میں ذکرِ خلیلِ خدا
بحکمِ خدا ہونٹھ یوں وا[7] کیے … کہ ایک بارگی[8] چار طائر[9] جیے
وہ طائر تھے اک قسم کے یا جدا … نہیں ذہن میں آتے رازِ خدا
وہ فخرِ سلیماں شکوہِ خلیل … مخاطب ہوئے یوں دمِ قال و[10] قیل
وہ اعجاز دیکھوگے تم بھی یہاں … کہا سب نے ہاں اے خداوند ہاں
کیا شہؑ نے فرقِ[11] مبارک بلند … فلک کیا ہوا کی ہوئی راہ بند
وہیں نام باز[12] و کبوتر لیا … طلب زاغ[13] و طاؤس[14] کو بھی کیا
یہ چاروں ہوئے حاضرِ بارگاہ … پھرے پہلے پروانہ ساں[15] گردِ شاہ
جو بیٹھے تو پنجوں کو جوڑے ہوئے … سوئے شاہ رخ سب سے موڑے ہوئے
بحکم وزیرِ شہِ انبیاؑ … وہیں ذبح ان طائروں کو کیا
کیے سر جدا بال و پر بھی جدا … ملا کر دھرا گوشت سب ایک جا
کسی کے نہ جُثّے[16] کا تھا امتیاز … چہ زاغ و کبوتر چہ طاؤس و باز
غرض گوشت مخلوط[17] کر کے تمام … ادب سے نظر کی بسوئے امام
کہا شہ نے دیکھو کرامت[18] مری … کرامت مری اور امامت مری
زہے قدرتِ شاہِ والا[19] مقام … لیا شہؑ نے ان چاروں میں جس کا نام
ہوا گوشت سے گوشت اس کا الگ … نہ مخلوط[20] ریشہ رہا اور نہ رگ

1- کتے سور 2- خدا کی پناہ 3- اطاعت گزار 4- اطاعت گزار 5- کہانی 6- کہاوت 7- کھولا
8- ایک بار 9- پرندے 10- گفتگو 11- سر 12- عقاب 13- کوا 14- مور 15- جیسا
16- ذرہ 17- ملا کر 18- معجزہ 19- بلند 20- ملا ہوا

ملا تن سے سر اور لگے بال و پر
بس اڑنے لگا وہ اِدھر اور اُدھر

ہوا ہوگئے چاروں طائر یونہیں
کہا شیعوں نے آفریں[1] آفریں

دبیر اب ہے ہنگامِ[2] شکرِ خدا
کہاں تو کہاں مدحِ صادقؑ بھلا

خدا ان کا مدّاح ہے عرش پر
خدائی ثنا خواں ہے فرش پر

یہ شاباش و تحسین کے لائق ہے تو
نہیں جھوٹ مداحِ صادقؑ ہے تو

خدا سے دعا کر یہ پھیلا کے ہات
الٰہی پئے[3] صادقِؑ پاک ذات

مرے بختِ[4] خفتہ کو بیدار کر
اماموںؑ کے روضوں کا زوّار کر

نہیں کوئی سازِ[5] سفر گو درست
تو چاہے تو ساماں ابھی ہو درست

اماں بخش خضر و سکندر ہے تو
تر و خشک میں میرا رہبر ہے تو

در تہنیت[6] ولادت باسعادت حضرت امام ہفتم موسیٰ کاظم علیہ السلام روحی فداہ

خوشی حق نے شیعوں پہ لازم کی آج
ولادت ہے موسیٰ کاظمؑ کی آج

سماں نور کا ہفت[7] کشور میں ہے
تجلّی[8] نئی ہفت[9] اختر میں ہے

در[10] شاہوارِ نجف شاہِ دیں
سپہر[11] شرف کا مہ ہفتمیں[12]

حضور جبیں مہر و مہ ماند[13] ہیں
پیمبرؐ کے یہ ساتویں چاند ہیں

ولادت کی ہے چرخ ہفتم پہ دھوم
تصدق[14] کو آئے ہیں ساتوں نجوم

کہاں ہے تو اے ساقیِ اہلِ ہوش
کہ ایماں کے گاہک[15] ہیں سب مے[16] فروش

پڑھا پہلے توبہ کی ان کو دعا
پھر ان کو شرابِ طہوراً پلا

شراب ترقی کا بھر لا ایاغ[17]
کہ پیتے ہی پہنچے فلک پر دماغ

زمیں پر سخن آیا تھا عرش سے
میں لے جاؤں پھر عرش پر فرش سے

بلندیٔ مضموں کا چرچا رہے
جہاں میں میرا بول بالا رہے

1-شاباش 2-وقت 3-خاطر 4- سوئی قسمت 5-سامان 6-مبارکبادی 7- ساتوں فلک
8-روشنی 9- ساتوں تارے 10-بڑاموتی 11- آسمان 12- ساتواں 13-مدھم 14-صدقہ
15- خریدار 16- شراب فروش 17- جام 18-عزت ووقار

تردد[1] جہاں کا فراموش[2] ہے — مرے دل پہ فرحت[3] کا اب جوش ہے
کلینی نے لکھی ہے یہ داستان — سر[4] مو نہیں فرق اے شیعیان
محبّ ایک باقرؑ کا تھا خوش نسب — اسے ابن عکاسہ کہتے تھے سب
بیاں کرتا ہے یوں وہ اہلِ وفا — میں باقرؑ کی خدمت میں اک دن گیا
قرین[5] ان کے تھے صادقِؑ نامدار — قرانِ مہ و مہر تھا آشکار
بہت ان پہ باقرؑ کا تھا التفات[6] — انھیں سے ہر ایک بار کرتے تھے بات
بہت شاد تھے قبلۂ خاص و عام — کھلاتے تھے انگور ان کو امامؑ
کہا میں نے ماں باپ میرے فدا — جواں اب ہوئے یہ بفضلِ خدا
بپا بزمِ عیش و طرب کیجئے — کہیں عقد صادقؑ کا اب کیجئے
ہوئے باقرؑ اس طرح گوہر فشاں — کہ بربر سے آئیگا تاجر یہاں
وہ لائے گا ہمراہ اک رشکِ حور — خریدوں گا اس کو میں اے ذی[7] شعور
گیا بعد چندے جو حضرتؑ کے پاس — یہ کہنے لگے شاہِ گردوں اساس
وہ تاجر اب آیا ہے اے حق شناس — یہ ہمیان[8] زر لے کے جا اس کے پاس
نہ تکرار کچھ مول میں کیجیو — وہ قیمت جو مانگے اسے دیجیو
میں ہمیانِ زر لے کے رخصت ہوا — سوئے تاجرِ شہر بربر چلا
غرض جب کہ پہنچا میں تاجر کے پاس — کہا میں نے اس سے کہ اے حق شناس
کنیزیں جو لایا ہے دکھلا مجھے — ہے اک پارسا[9] کی تمنا مجھے
وہ بولا کہ اب کوئی باقی نہیں — کنیزیں جو لایا تھا وہ بک چکیں
مگر دو کنیزیں رہیں ہیں فقط — جنھیں دے زلیخا کنیزی کا خط
خوش انداز و خوش وضع شیریں سخن — گل اندام و گلفام و غنچہ دہن
کنیزوں کو پھر لایا میرے حضور[10] — حقیقت میں دونوں تھیں مانند حور

1-شک 2-بھولنا 3- خوشی 4-ذرہ برابر 5-قریب 6-محبت
7- عقل مند 8-اشرفیوں کی تھیلی 9- نیک 10-سامنے

مگر دونوں میں اک بہت تھی حسیں | کہ خورشید رُو[1] تھی وہ اور مہ جبیں
اسے دیکھ کر دل ہوا باغ باغ | وہ تھی بزمِ ایماں کا چشم و چراغ
کیا مول[2] دریافت تو یہ کہا | کہ دینار ستّر ہیں اس کا بہا
نسب میں خلائق[3] سے برتر ہے یہ | شہِ **ملک** بربر کی دختر ہے یہ
جو لینا ہو لے اے خجستہ[4] شیم | نہ ستّر سے دینار اک ہوگا کم
کہا میں نے تاجر سے اے **خوشخصال** | نہیں مجھ کو قیمت میں کچھ قیل و قال[5]
یہ کیسہ ہے پُر زر اِسے مجھ سے لے | عوض اس کے مجھ کو کنیزک یہ دے
وہ بولا کہ ہمیان[6] زر کھول تو | مجھے گن کے لونڈی کا دے مول تو
میں قربان باقرؑ کے اعجاز پر | کہ قیمت کی گویا تھی ان کو خبر
کیا میں نے کیسہ کو فوراً جو وا[7] | نظر آیا اعجاز شاہِ ہدا
ہوئے خوش وہ دینار گنتے ہی ہم | کہ ستّر تھے بالکل نہ افزوں[8] نہ کم
وہ دینار اس کو حوالہ کیے | کنیز اس نے دی مجھ کو اور لے لیے
کنیزک کو لے کر ہُوا میں رواں | کہا حال وہ شہؑ سے بالکل بیاں
جھکے سجدۂ حق میں شاہِ زماں | ہوئے حمد خالق میں رطب[9] اللساں
کنیزک سے پوچھا جو نام و نسب | وہ بولی حمیدہ ہے میرا لقب
کہا کیوں حمیدہ نہ ہو تیرا نام | صفاتِ حمیدہ ہے تجھ میں تمام
حمیدہ کا بخت اور یاور ہوا | کہ حاصل اسے وصلِ[10] جعفرؑ ہوا
شرف پر شرف ہوگیا یہ حصول | ہوا بطن میں مہرِ دیں کا نزول
جبین پر قمر کی ضیا ہوگئی | ستارے سے شمس الضحا ہوگئی
یہ کہتا ہے اب راوی بالیقیں | چلے حج کو یثرب سے مولائے دیں
حرم بھی تھے سب محملوں میں سوار | **فلک** گرد پھرتا تھا پروانہ وار

1- آفتاب نما چہرہ 2- قیمت 3- دوسرے افراد 4- مبارک مزاج 5- چون وچرا 6- اشرفی کی تھیلی
7- کھولا 8- زیادہ 9- محو گفتگو 10- شادی

یہ مرکب[1] پہ تھے صادقِ نامدار
جلو میں تھا میں خادمِ خاکسار

ہوئی جبکہ ابوا کی منزل میں شام
کیا صادقِ پاک نے وہاں مقام

نماز عشاء پڑھ چکے جب امام
چنا[2] اہلِ خدمت میں لاکر طعام

غذا شاہ دیں کرتے تھے نوشِ[3] جاں
کہ اک جاریہ[4] آئی خندہ زناں

قریب آکے بولی یہ باصد ادب
حمیدہ تمھیں کررہی ہے طلب

شہ دیں نے دھوئے وہیں اپنے ہاتھ
گئے شاد[5] و خرم کنیزک کے ساتھ

پس از چند ساعت کیا پھر ورود[6]
تو آثار شادی[7] تھے رُخ سے نمود[8]

چڑھائے ہوئے کہنی تک آستیں
تبسّم کناں[9] اور خندہ[10] جبیں

کہا میں نے مولا سدا خوش رہو
مگر اس خوشی کا سبب کچھ کہو

یہ صادق نے ہنس ہنس کے مجھ سے کہا
مجھے حق نے بخشا عجب دل رُبا

کہ دنیا میں ہے علم حق کا امیں
یہ فرزند ہوگا میرا جانشیں

شرف میں یہ برتر ہے آفاق[11] سے
معطر جہاں ہوگا اخلاق سے

پس از حج جو یثرب میں آئے امام
رہا تین دن جشن وہاں صبح و شام

فضائل کی ان کے نہیں انتہا
یہ برحق ہیں کونین کے رہنما

یہ شیرِ خدا کے جہاں میں ہیں شیر
زبردست عالم کے ان سے ہیں زیر

بیاں کرتا ہے اس طرح اب حمید
کہ زنداں میں جب تھے امامِ سعید

رشید لعیں نے یہ اک دن کہا
کہ موسیٰ کا تو جاکے سر کاٹ لا

علم کرکے شمشیر میں برملا[12]
پئے[13] قتل زنداں میں داخل ہوا

نظر آئے مجھ کو مصلّے پہ شاہ
چمکتے تھے رخسار مانند ماہ

ہمہ تن تھے یادِ الٰہی میں غرق
خمیدہ زمیں پر تھا سجدہ میں فرق[14]

مگر میں نے تولی جو تیغِ رواں
ہوئے شیر دو پہلوؤں میں عیاں[15]

1- سواری 2- لگایا 3- کھانا 4- لونڈی 5- خوش خوش 6- داخل 7- خوشی 8- ظاہر
9- مسکراہٹ 10- ہنس مکھ 11- فلک 12- عام میں 13- قتل کے لئے 14- سر 15- ظاہر

ہوئے ہمہمہ[1] کر کے یوں نعرہ زن
کہ شیرِ فلک کا بھی کانپا بدن

میں ڈر کر لرزنے لگا بیدوار[2]
ہوا مثل روبہ[3] وہاں سے فرار

کہا حال شیروں کا پیشِ رشید
ہُوا مجھ پہ غصہ بہت وہ پلید[4]

ستمگر نے الزام مجھ کو دیا
رفیقوں کو ہمراہ میرے کیا

رفیق اس کے زنداں میں جو آئے سب
ابھی تک تھے سجدہ میں شاہِ عرب

اسی طرح آئے نظر دونوں شیر
لیا ان کی ہیبت نے ایک ایک کو گھیر

وہ شیر ژیاں[5] نعرہ زن ہوگئے
رفیق اس کے ڈر کر ہرن[6] ہوگئے

جو دیکھا تھا جاکر کہا برملا[7]
پشیماں[8] رشید اپنے دل میں ہوا

پکارا یہ غصہ سے وہ حیلہ ساز[9]
خبردار کرنا نہ افشاں[10] یہ راز

روایت یہ راوی سے ہے معتبر
حدیثوں سے ہم کو ملی ہے خبر

حرم میں تھا یہ قبلۂ خاص و عام
خلائق[11] دو جانب تھی محوِ سلام

یہ دیکھا کہ یک زن اور اس کے پسر
عجب یاس و حسرت سے ہیں نوحہ گر

اور اک گاو مُردہ پڑی ہے وہاں
وہ بے جان ہے اور غم سے یہ نیم جاں

کیا اس ضعیفہ سے شہؑ نے خطاب
بتا مجھ کو اتنا ہے کیوں اضطراب

وہ رو کر پکاری کہ اے شاہِ دیں
عیاں تم پہ ہے حالِ گاوِ زمیں

مگر حسب ارشاد یہ عرض ہے
بجا[12] آوری حُکم کی فرض ہے

اسی گاو مردہ کا بس ہے تعب[13]
یہی تھا معیشت[14] کا میرے سبب

تردد[15] ہے قوت[16] اب کہاں پائیں گے
مرے بچے فاقے سے مرجائیں گے

کہا اس سے مولائے ذی جاہ نے
دو عالم کے عادل شہنشاہ نے

اگر تجھ کو منظور ہوئے یہی
تو ہو حکم حق سے یہ زندہ ابھی

وہ بولی یہی تو ہے میری مراد
جلا[17] کر اُسے کیجئے مجھ کو شاد

1-شیر کی گونج 2-بید کی طرح 3-لومڑی 4-بد ذات 5-غضبناک 6-فرار 7-مجمع عام
8-نادم 9-حیلہ کرنے والا 10-ظاہر 11-خلقت 12-انجام دینا 13-رنج
14-روزی 15-شک 16-خوراک 17-زندہ

نمازِ دعا شاہ نے کی ادا
اٹھائے سوئے قبلہ دستِ دعا

گئے گاوِ مُردہ کے بالیں[1] پہ شاہ
مسیحاؑ نے کی واں **فلک** سے نگاہ

لگائی اِدھر شہؑ نے انگشتِ پا
اُدھر قم[2] باذنی خدا نے کہا

یہ قدرت عیاں اُس گھڑی ہوگئی
وہیں گاوِ مُردہ کھڑی ہوگئی

ہوئی پاے شہؑ پر وہ زن[3] بوسہ زن[4]
کرامت کے قائل ہوئے مرد و زن

الٰہی بپئے کاظمِ نامدار
بحقِ رضائے **فلک**[5] اقتدار

رہے جب تک استادہ گاوِ زمیں
زمیں پر ہے جب تک یہ چرخِ بریں

بصحت بعشرت میانِ جہاں
محبّان حیدرؑ رہیں جاوداں

در تہنیت ولادت با سعادت امام ہشتم حضرت امام موسیٰ رضا علیہ التحیۃ والثنا روحی فداہ

فلک پر نہ ہو کیوں دماغِ زمیں
کہ ذی قعدہ کی آج ہے بارہویں

اُفق سے امامت کے باآب و تاب
درخشاں[7] ہوا آٹھواں آفتاب

زمیں نور میں برجِ ہشتم ہے آج
نہیں مہرِ تاباں کی اب احتیاج

جناب علی ابن موسیٰ رضا
زمیں پر ہوئے آج رونق[8] فزا

زمیں کے لیے آج معراج ہے
ہر اک ذرّہ سورج کا سر تاج ہے

جمالِ معلّٰی ہے قندیل عرش
نشانِ کفِ پاے مندیل[9] عرش

امامِ ہدیٰ جب کہ پیدا ہوئے
ملک حُسن پر ان کے شیدا ہوئے

جنابِ رضاؑ کا ہوا جب ظہور
زمیں سے **فلک** تک تھا بس ایک نور

خوشا یمن پائے شہِ مشرقین
ہوا ساکنانِ دو عالم کو چین

وہ صورت کہ جس پر قمر ہو نثار
وہ آنکھیں کہ نرگس رہے شرمسار

زبردستِ بازوئے ایماں ہوا
محبّوں کی بخشش کا ساماں ہوا

1- سرہانے 2- کھڑی ہو جا میری اجازت سے 3- عورت 4- چومنے لگی 5- آسمان قدرت
6- عیش کے ساتھ 7- روشن 8- رونق بکھیرنے والے 9- دستار

کمال اپنا حق نے ہویدا[1] کیا
خلائق[2] کے رہبر کو پیدا کیا

گلِ باغ ایماں تھا روئے جناب
پسینے میں آتی تھی بوئے گلاب

جنابِ الٰہی کے یہ نور ہیں
جہاں کی ہدایت پہ مامور ہیں

خدا نے عجب ان کو رُتبے دیئے
شرف ان کے قرآں میں افشاں[3] کیے

عجب رتبہ شاہِ خراساں کا ہے
وہ فرمانروا[4] ملکِ ایماں کا ہے

شجاعت میں حیدرؑ کرم میں حسنؑ
غریبی میں شبیرؑ فخرِ زمن[5]

ہم القابِ حیدرؑ ہیں وہ شاہِ دیں
وہی قبلہ اہلِ صدق و یقیں

امامِ دو عالم جنابِ رضاؑ
رضاؑ کی ثنا ہے رضائے خدا

وہ نورِ خدا ہے وہ جانِ نبیؐ
وہ نامِ خدا ہے نشانِ نبیؐ

جو اک بیت ان کی ثنا میں کہے
ہمیشہ وہ بیتِ جناں میں رہے

زمین و **فلک** اور شمس و قمر
اطاعت میں ہیں ان کے شام و سحر

مسیحِ دو عالم وہ سرتاج ہے
مسیحؑ ان کے درماں کا محتاج ہے

گدا کو وہ چاہیں سلیماںؑ کریں
ہر اک ذرہ کو مہر[6] تاباں کریں

فضائل ہیں حضرتؑ کے حد سے سوا
نہ تا حشر ہو اک شمہ[7] ادا

میں حالِ ولادت کروں اب بیاں
کہ سُن سُن کے ہوں اہلِ دیں شادماں[8]

یہ فرماتی ہیں مادرِ شاہِ دیں
کہ طالع[9] ہوا جبکہ وہ ماہِ دیں

ہوا نور عارض سے معمور[11] گھر
اٹھایا سوئے آسماں پہلے سر

کیے ہاتھ پھر سوئے گردوں[12] دراز
جنابِ خدا میں کہے دل کے راز

نہ سمجھی سخن ان کے میں **مطلقاً**
تحیر[13] مجھے حد سے افزوں[14] ہوا

کہی مجھ سے کاظمؑ نے اس دم یہ بات
تعجب میں کیوں ہے تو اے خوش صفات

بجا لا تو شکرِ خدائے قدیر
جہاں میں یہ ہوگا ہمارا وزیر

1-ظاہر 2-خلقت 3-ظاہر 4-حکمراں 5-زمانہ 6-چمکتا سورج 7-ذرہ 8-خوش
9-طلوع 10-رخسار 11-بھرا ہوا 12-فلک 13-حیرت 14-زیادہ

رقم[1] کرتے ہیں راویِ نیک نام
ولیعہدِ مامون ہوئے جب امام

ہُوا جلوہَ دینِ **حق** ہر طرف
زمانے سے باطل ہوا بر طرف

ہوئے شیعہ حق کی طرف کو رجوع
کیا **معجزوں** کے قمر نے طلوع

جو منکر تھے وہ رنج کھانے لگے
پئے کفر **حق** کو مٹانے لگے

ہوئے جب **ولیعہدِ** ماموں حضور
زیادہ ہوا **ملک** ایماں کا نور

حمید ابن مہراں تھا اک مدعی[2]
یہ بات اس نے ماموں سے جا کر کہی

ارے بے خبر تو نے یہ کیا کیا
رضا کو **ولیعہد** اپنا کیا

بھلا کوئی کرتا ہے ایسا بھی کام
رجوع انکے جانب ہیں اب خاص و عام

اطاعت رضاؑ ہی کی **مقبول** ہے
بس اب رفتہ رفتہ تو **معزول**[3] ہے

خبر اپنے کشور کی لے بے خبر
بنے جس طرح ان کو موقوف کر

ہیں آویزہ[4] گوشِ **دل** یہ سخن
میں کہتا ہوں الفت سے سُن یا نہ سُن

سب ان کو **سمجھتے** ہیں اپنا امام
عیاں کرتے ہیں **معجزے** صبح و شام

رضا[5] دے جو تو بزم برپا کروں
جو فاضل ہیں یاں سب کو اک جا کروں

جنابِ رضاؑ سے کریں وہ کلام
کہ محفل میں نادم ہوں شاہِ انام

کہا اس نے بہتر ہے اے باوفا
تو محفل میں سب عالموں کو بُلا

ہوا **مستعد**[6] سُن کے وہ بے ادب
کئے **جمع مجلس** میں ذی[7] علم سب

حمید ابن مہراں نے شہؑ سے کہا
امامت کا دعوا ہے تم کو سدا

سرِ عام فرماتے ہیں شاہِ دیں
کہ شاہِ رسلؐ کا میں ہوں جانشیں

بھلا جھوٹ دعوے سے ہے کیا حصول[8]
نیابت[9] خلیفہ کی کیوں کی قبول

تمہارے جو شیعہ ہیں خوردو[10] کلاں
غلط **معجزے** کرتے ہیں وہ بیاں

کہو ان سے بولیں نہ اتنا دروغ
نہیں جھوٹ کی شمع کو کچھ فروغ[11]

1- لکھنا 2- دعوئی کرنے والا 3- زوال پذیر 4- لٹکاو 5- اجازت 6- تیار

7- عالم 8- حاصل 9- جانشینی 10- چھوٹے بڑے 11- ترقی

مخاطب ہوئے تب امامِ زمن
کہ بس بس رضا پر نہ ہو طعنہ زن

نظر کر تو قرآن میں اے بدخصال[1]
مرا اور یوسف کا ہے ایک حال

نہیں ہم کو کیا کیا خدا نے دیا
خدائی کا مختار ہم کو کیا

جو ہم چاہیں تو نار[2] ہوجائے نور
ہر اک کوہ جلنے لگے مثلِ طور

جو ہم چاہیں دریا کو صحرا کریں
ہر اک دشت کو رشکِ[3] دریا کریں

کریں خار پر ہم جو چشمِ کرم
تو طوبا[4] کے پھل اس میں ہویں بہم

بشر کو **ملک** ہم بنا دیں ابھی
جسے کہہ عدم سے بلادیں ابھی

ارے دونوں عالم کے سلطاں ہیں ہم
جگر بندِ محبوبِ یزداں ہیں ہم

یہ سُن کر ہوا آگ وہ اہلِ کیں[5]
پکارا حضورِ شہنشاہِ دیں

سخن لن[6] ترانی کے زیبا نہیں
بشر کا یہ مقدور[7] دیکھا نہیں

اگر تم ہو شیرِ الٰہی کے شیر
تو بہرِ[8] خدا کیجئے اب نہ دیر

یہ دو شیر قالین پہ ہیں جو بنے
یہ بے روح ہیں خلق کے سامنے

انہیں معجزے سے جلا دیجئے
مسلط[9] انہیں مجھ پہ پھر کیجئے

ہوا لال روئے شہِ انس و جاں
کہا مُڑ کے شیروں کی جانب کہ ہاں

اگر ہوں میں دلبندِ[10] شیرِ خدا
تو قالین سے ہوجاؤ دونوں جدا

لپک شیرِ اصلی کی دکھلاؤ تم
حمید ابن مہراں کو کھاجاؤ تم

ہوئی تھی سخن کو نہ حضرت کے دیر
اُٹھے ہمہمہ کرکے قالیں سے شیر

گرا کر وہیں پھاڑ ڈالا اُسے
کیا دونوں نے اک نوالا اُسے

پھرے دونوں پھر گرد شاہِ سعید
لرزتا تھا ہیبت سے اُس دم رشید

کبھی گردِ مولا کے پھرتے تھے وہ
کبھی پائے اقدس پہ گرتے تھے وہ

یہ اپنے زباں میں تھے وہ نعرہ زن
قسم حق کی تم ہو امامِ زمن

1-بدکردار 2-آگ 3-حاسد 4-جنت کا درخت 5-دشمن 6-شیخی
7-قسمت 8-خدا کے لئے 9-حملہ آور 10-دل کا ٹکڑا

جو منکر ہے تم سے وہ مردود[1] ہے | سدا موردِ لعنِ معبود ہے
جو کچھ اور کہیے بجا لائیں ہم | رضا[2] دو تو ماموں کو کھا جائیں ہم
کیا شاہِ دیں نے یہ اُن سے کلام | بس اپنی جگہ پر کرو تم قیام
وہ قالین پر جاکے قائم ہوئے | جو منکر تھے وہ سخت نادم[3] ہوئے
سوئے مجلسِ عیش آ ساقیا | کہ ہرسو ہے غل ساقیا ساقیا
دو سالہ سہ سالہ کی حاجت[4] نہیں | پلا بادۂ جنت ہشتمیں[5]
ثنائے رضاؑ کی مجھے فکر ہے | شہنشاہِ ہشتم کا یہ ذکر ہے
رضاؑ کی ولا جس کو کامل نہ ہو | علیؑ کے محبوں میں شامل نہ ہو
وہ عالِم لقب جن کا ہے مرتضاؑ | بیاں کرتے ہیں حالِ علمِ رضاؑ
کہ ناقل[6] ہے اک راویِ معتبر | کیا میں نے ناگہ وطن سے سفر
میرے ساتھ تھا پر تجارت کا مال | خریدار کا روز و شب تھا خیال
ولے[7] واقفیہ تھا مذہب مرا | رضاؑ کی امامت کا قائل نہ تھا
ہر اک واقفی کا ہے مذہب یہی | کہ موسیٰؑ پہ موقوف[8] امامت ہوئی
ہوا کشورِ[9] مرو میں جب نزول | وہیں تھے رضاؑ باغِ زہراؑ کے پھول
گیا میں جو بازار کے درمیاں | نظر آیا مجھ کو غلام اک وہاں
مخاطب ہوا مجھ سے یوں وہ غلام | میں لایا ہوں آقا کا اپنے پیام
وفات ایک شیعہ نے کی ہے ابھی | اُسے دینا ہے خلعت[10] آخری
تو بردیمن[11] بیچ[12] کر میرے ہاتھ | کہ مومن کی تکفین ہو عزت کے ساتھ
کہا میں نے سُن کر پیامِ لطیف | بتا اپنے آقا کا اسمِ شریف
وہ بولا خدا کا تو عارف نہیں | ارے واقفی حق سے واقف نہیں

1- جسے رد کیا گیا ہو (ملعون) 2- اجازت 3- شرمندہ 4- ضرورت 5- آٹھویں 6- نقل کرتے ہیں
7- لیکن 8- ختم 9- ملک 10- لباس 11- چادر 12- بیچنا

رضؔا ہے رضؔا میرے آقا کا نام
دو عالم کے وہ آٹھویں ہیں امام

کہا میں نے اے بندۂ باوفا
جو لایا تھا میں مال سب بِک چکا

گیا وہ غلامِ صداقت مآب
رضؔا سے کیا عرض میرا جواب

و لیکن پھر آیا وہ اُلٹے قدم
پکارا یہ کہتے ہیں شاہِ اُمم

عیاں مجھ پہ یہ حال ہے تار تار
ہے بردِیمن[1] ایک اے ہوشیار

اُسے ڈھونڈ اگر بیع[2] منظور ہے
وہ اُس جامدانی[3] میں مستور[4] ہے

اس ارشاد نے مجھ کو حیراں کیا
وہیں دل میں یہ عہد و پیماں کیا

عیاں[5] ہو صداقت جو اس قول کی
کروں ترک میں مذہبِ واقفی

کِیا میں نے اس جامدانی کو وا[6]
شۂِ دیں نے جس کا دیا تھا پتا

ہوئی صحت قولِ مولا عیاں
نظر آئی بردِیمن ناگہاں

وہ بردِیمن جب کہ میں پا گیا
سخن اپنی بیٹی کا یاد آگیا

کہ بردیمن دے کے تھا یہ کہا
سفر سے وطن کو جو لائے خدا

درم اس کی قیمت میں جو پائیو
کوئی چیز میرے لیے لائیو

مطابق جو پایا کلامِ رضؔا
ہوا میں مطیعِ امام رضؔا

غلامِ رضؔا سے کیا یہ خطاب
یہ ہدیہ ہے لے جا تو پیشِ جناب

نہیں اس کی قیمت میں زر[7] کی ہوس
رضؔا کی رضا مول[8] اس کا ہے بس

ہُوا برق رفتار وہ برق[9] وش
گیا پیش مولا لیے پیش[10] کش

رضؔا نے وہ ہدیہ میرا رد کیا
جو تھا حال مخفی وہ فرما دیا

کہ اس ہدیئے کے رد کا ہے یہ مآل
نہیں تیرا ہے تیری دختر کا مال

تصرف[11] تجھے اس پہ جائز نہیں
یہ ہے مال بیگانہ اے خوش یقیں

1- یمنی چادر 2- بیچنا 3- برتنوں کی الماری 4- پوشیدہ 5- ظاہر 6- کھولا
7- سونا 8- قیمت 9- بجلی نما 10- تحفہ 11- حق اور اختیار

جو اس نے کہا ہے وہ کر اے سعید
اسے بیچ اور تو کوئی شئے خرید

زہے حُسنِ بیع[1] و شرائے امام
دیا مول اُس مال کا دام دام

یہ سُن کر بڑھا بندے کا اعتقاد
ہوئی مجھ کو حضرت سے الفت زیاد

بتائے تھے کاظمؑ نے جو مسئلے
وہ کاغذ پہ مرقوم[2] میں نے کیے

کہا چل کے اب امتحاں کیجئے
جنابِ رضاؑ کے قدم لیجئے

ہُوا سوئے دولت[3] سرا میں رواں
نظر آیا درپر ہجومِ جہاں

بچھاتے تھے آنکھوں کو اہلِ نگہ
نہ تھی تل کے رکھنے کی باقی جگہ

نہ میں ہوسکا باریابِ[4] رضاؑ
یہ واقف ہوئے خود جنابِ رضاؑ

پکارا مجھے خادم اک آن کر
کہاں بنتِ الیاس کا ہے پسر

تفاخر[5] سے میں نے کہا میں ہوں میں
محبِّ جدیدِ رضاؑ میں ہوں میں

دیا بند کاغذ کا اس نے شتاب
سوالوں کے میرے رقم[6] تھے جواب

پڑھے میں نے مولاؑ کے جو دستخط
تو سابق[7] کے مذہب کو سمجھا غلط

محک[8] پر مرا نقدِ ایماں چڑھا
رضاؑ کی امامت کا کلمہ پڑھا

سوئے آستاں دی یہ میں نے ندا
جنابِ رضا واہ صلِ علا

شب و روز قربانِ نامِ تو[9] اَم
درم نا خریدہ غلامِ تو اَم

زہے شوکت و قدر شانِ رضاؑ
کہ ہے لا مکاں اک مکانِ رضاؑ

عجب نام میں آب اور تاب ہے
تجلّیِ خورشید و مہتاب[10] ہے

انہیں سے ہے سرسبز ایماں کا باغ
شریعت کی محفل کے یہ ہیں چراغ

نہیں ان سے پوشیدہ اسرارِ[11] غیب
یہ ہیں عالمِ غیب بیشک و ریب[12]

1-حسن تجارت 2-لکھا ہوا 3-گھر 4-ملاقات کرنا 5-فخر کے ساتھ 6-لکھا ہوا
7-قبلی 8-کسوٹی 9-تمھارا 10-چاند 11-غیب کے راز 12-بلاشک

جو پانی کی خواہش ہو بہرِ وضو
تو حاضر ہو کوثر بصد آبرو

یہ کرتا ہے فرزندِ صالح بیاں
رضاؑ جب ہوئے سوئے ماموں رواں

ہوئیں قطع [1] جب منزلیں بے شمار
ہوا قریۂ [2] سرخ پھر آشکار

پڑھا سب نے شہؑ پر سلام وصلوٰۃ
کیا عرض داخل ہے وقتِ صلوٰۃ

کہا شہؑ نے دیکھو کہیں آب ہے
وہ بولے یہاں آب نایاب ہے

تمہیں علم باطن [3] کا یا شاہؑ ہے
بظاہر نہ دریا نہ یاں چاہ ہے

یہ سُن کر رضاؑ اک طرف کو گئے
چلے چند گام اور کھڑے ہوگئے

ہوئے خم [4] مثالِ فلک شاہِ پاک
اُٹھالی سرِ [5] دست اک مشتِ خاک

خضر محوِ الطاف باری ہوا
زمیں سے وہیں چشمہ جاری ہوا

وضو کرکے سب نے بعجز و نیاز
پڑھی قبلۂ دیں کے پیچھے نماز

وہ چشمہ بہ از چشمۂ نور ہے
وہ اب نامِ حضرتؑ سے مشہور ہے

لکھیں بعد چشمہ جو نامِ رضاؑ
تو ہو نام سے اس کے لب آشنا

کیا ایک دہقاں [6] نے یہ قصد وہاں
کرے کھیت میں اُس کا پانی رواں

بہت اس میں کوشش کی اس نے مگر
نہ چشمے سے مزرع [7] ہوا بہرہ ور [8]

کہ استادہ [9] پانی اُسی جا رہا
نہ اک قطرہ سوئے زراعت بہا

یہ اعجاز [10] تازہ عیاں ہوگیا
زمیں میں وہ چشمہ نہاں ہوگیا

مگر بعد چندے جو کی خاک دور
کیا چشمے نے پھر زمیں سے ظہور [11]

وہ چشمہ ہے اب تک اُسی جا رواں
مسافر اُترتے ہیں اکثر وہاں

ولا ان کی ہے فضلِ حق کی دلیل
یہ ہیں مالکِ کوثر و سلسبیل

اشارہ جو حضرتؑ کے خادم کا پائے
زرِ [13] گلِ عنادل [14] پئے نذر لائے

1- کاٹیں 2- گاؤں 3- پوشیدہ 4- جھکے 5- بس یونہی 6- کسان 7- کھیت
8- فائدہ مند 9- کھڑا ہوا 10- معجزہ 11- ظاہر ہوا 12- محبت 13- سنہرا پھول 14- بلبلیں

اشارہ جو فرمائیں سلطانِ دیں   ابھی کُل خزانہ اُگل دے زمیں
علیؑ و پیمبرؐ کے یہ لال ہیں   یہ مقبول ربِّ ذوالافضال ہیں
رقم ابن موسیٰ سے ہے داستاں   کہ اک روز وہ عیسیٰ دو جہاں
چلے سوئے صحرا بعزو وقار   گلستاں کی جانب کو جیسے بہار
جلو میں جن و انس ووحش و طیور   سلیمانؑ اس عہد کے تھے حضورؑ
مزیّن[1] تھے بالائے زیں شاہِ دیں   کہیں جیسے کرسی پہ عرشِ بریں
برائے رضامندیِ ذوالعلا   میں خوش خوش رکابِ رضاؑ میں چلا
ہوئے زیبِ صحرا جو شاہِ انام   کیا اک شجر کے تلے وہاں قیام
ہُوا رتبہ طوبےٰ سے اس کا سِوا[2]   کہوں سدرہ پوچھو اگر منتہا
کہا میں نے اے سیّدِ حق پرست   کہ ہے قربِ عقد اور میں ہوں تنگدست
مجھے خالقِ سیم[3] و زر کی قسم   نہیں آج میں مالکِ یک درم
کیا تھا جو وعدہ وفا کیجئے   کچھ اپنا تصدق عطا کیجئے
زمانے میں ہیں آپ روشن ضمیر   عیاں تم پہ ہے حال برنا[4] و پیر
ہوئی عرض میری قبولِ امامؑ   کیا تازیانے سے اعجوبہ[5] کام
ہٹائی زمیں سے جو خاکِ زمیں   تو ظاہر ہوا کیسۂ[6] زر وہیں
مخاطب ہوئے مجھ سے شاہِ ہدا   کہ ہاں لے اسے اپنے مصرف میں لا
خبردار اے صاحبِ امتیاز   زباں پر نہ لانا نہ لانا یہ راز
خبر دیتا ہے سہل ابنِ زیاد   کہ تھا ہم نشیں میرا اک خوش نہاد[7]
وہ کہتا ہے پیشِ شہِؑ بے نظیر   میں حاضر ہوا لے کے مالِ کثیر
مگر میرا مولاؑ نہ شاداں[8] ہُوا   پریشاں ہُوا اور میں حیراں ہُوا

1- سجائے ہوئے   2- زیادہ   3- چاندی اور سونا   4- جوان   5- عجیب   6- سونے کی تھیلی
7- خوش فطرت   8- خوش

کیا میں نے یہ اپنے دل میں خیال
سمایا نہ شہؑ کی نظر میں یہ مال

ہوئے زیبِ[1] کرسی پھر اٹھ کر امامؑ
کیا حکم فوراً یہ سوئے غلام

کہ ہاں طشت و ابریق[2] تو جلد لا
دکھاؤں اسے قدرتِ کبریا

وہ طشت اور ابریق لایا بہم
بڑھایا شہؑ دیں نے دستِ کرم

کیا اس نے ابریق کو جلد خم
دُھلانے لگا دستِ شاہِؑ امم

سرِ دست اعجاز آیا نظر
کہ قطروں کے بدلے ٹپکتا تھا زر

زرِ سرخ سے ایک دم میں شتاب
بھرا دامنِ طشت با آب و تاب

مخاطب ہوئے مجھ سے شاہِؑ زماں
کیا مخزنِ[3] لب کو یوں زر فشاں

جسے بخشے قدرت یہ ربِّ قدیر
اُسے کیا ہو پروائے مالِ کثیر

ہزاروں ہیں اعجاز عہدِ حیات
کہ عاجز ہیں ادراک[4] میں شش جہات[5]

ہوئے ہیں جو اعجاز بعد از فنا
کروں نظم ان میں سے میں برملا[6]

رواقِ مبارک ہے دربارِ فیض
سراسر وہ روضہ ہے سرکارِ فیض

ملک صف بصف ہیں یمین[7] ویسار
برستا ہے وہاں نورِ پروردگار

سنہری وہ بابِ رواقِ امامؑ
سلامی ہیں شمس و قمر صبح و شام

وہ قندیلیں در میں جواہر نگار
سدا جن پہ قندیلِ گردوں نثار

وہ روضہ بہشتوں میں ہے انتخاب
مہکتا ہے قدرت کا مشک و گلاب

وہ گنبد تجلّی میں سر تاجِ طور
مجاور ہیں دو ایک حسن ایک نور

وہ گلدستے روضے کے جلوہ[8] کناں
بلندی میں سروِ ریاضِ[9] جناں

رواں صحن میں ہے وہ نہرِ لطیف
خضر جس کا پوچھے مزاجِ شریف

یہ کہتا ہے اک زائرِ خوش سیر
گیا لٹ کے میں روضۂ شاہؑ پر

1-بیٹھے 2-ٹونٹی والا لوٹا 3-خزانہ 4-احساس 5-چھ طرف 6-عام

7-سیدھے اور بائیں طرف 8-جلوہ نما 9-باغ جنت

پکارا سرِ قبر یوں ایک بار
ہوا شۂ کی الفت میں میں بے دیار[1]

حریفوں نے لوٹا مجھے راہ میں
پہ ڈوبا رہا آپ کی چاہ میں

یہ کہہ کر ہُوا میں نثارِ ضریح
مَلا چشمِ تر سے غبارِ ضریح

مگر سو گیا میں تو جاگے نصیب
کہ دیکھا جمالِ امامِ غریب

ولے وقت نظّارہِ روئے[2] نیک
گری اینٹ سونے کی روضے سے ایک

دکھا کر اسے مجھ سے بولے رضاؑ
اسے بیچ کر اپنے مصرف میں لا

یہ سنتے ہی بس چشم وا[3] ہوگئی
شۂ دیں کی مجھ پر عطا ہوگئی

سرہانے ملی مجھ کو وہ خشتِ[4] زر
وہ بخشش بظاہر بھی آئی نظر

ولیکن یہ خوف آیا دل میں مرے
مبادا مجاور ہوں درپے[5] ترے

نہ اس خشت زرّیں کو میں نے لیا
خزانے میں بے عذر داخل کیا

دوبارا رضاؑ کی عنایت ہوئی
کہ پھر مجتہد کو بشارت ہوئی

مرے دوست کی جا کے خاطر کرو
حضور[6] اس کے وہ اینٹ حاضر کرو

کسی کا نہیں چاہیئے ڈر اُسے
ہمیں دے کے آئے ہیں یہ زر اُسے

سُنا جب یہ فرمان شاہِ زمن
ہوا مجتہد آ کے یوں حرف[7] زن

شۂ دیں کے مہمان قرباں ترے
جنابِ رضاؑ ہیں ثنا خواں ترے

یہ فرما کے دی اس کو خشتِ طلا
دیئے اور دینار اس کے سِوا

پڑھوں اب میں اعجاز وہ برملا
کہ محفل میں ہو شور صلِ علی

یہ کہتا ہے اک تاجرِ خوش یقیں
میں تھا ساکنِ مشہدِ شاہِ دیں

ہُوا ناگہاں میرا بیٹا علیل
کھنچا عارضے[8] کو زمانہ طویل

اطبا[9] تمام آئے بندے کے گھر
مگر اک مسیحا کہ تھے عرش پر

1- بے وطن 2- نیک صورت 3- کھل گئی 4- سونے کی اینٹ 5- پیچھے 6- خدمت
7- بولا 8- بیماری 9- حکیم

کہا دیکھ کر حالِ نبض و مزاج ‏ ‏ کسی سے نہ ہوئے گا اس کا علاج
غرض اس کی ماں نے جواہر[1] گراں ‏ ‏ نکالا پئے[2] نذرِ شاہِ زماں
کہا یا جنابِ رضاؑ لو خبر ‏ ‏ قریبِ ہلاکت ہے میرا پسر
پذیرا[3] ہو یہ نذر لونڈی فدا ‏ ‏ مرے بچے کو آپ بخشیں شفا
اسی رات کو دیکھتی ہے وہ کیا ‏ ‏ کہ آئے ہیں گھر میں جنابِ رضاؑ
عیاں رُخ سے عیسیٰ کی ہے روشنی ‏ ‏ زمیں آسمانِ چہارم بنی
لباسِ بدن سبز سر تا بپا[4] ‏ ‏ وہ خضرِ دو عالم امامِ ہدا
مخاطب ہوئے مجھ سے با صد کرم[5] ‏ ‏ نہ گھبرا نہ گھبرا کہ آپہنچے ہم
ولائے علیؑ پر کمر باندھ چست ‏ ‏ نہ جان اس کو بیمار ہے تندرست
یہ زر کیا کرے گی تو بعد از شفا ‏ ‏ کہا میں نے ہے نذرِ شاہِ ہدا
یہ گویا[6] ہوئے پھر شۂ بحر و بر ‏ ‏ کرے غسلِ صحت جو تیرا پسر
مرا زائر اک سخت نادار ہے ‏ ‏ مرے روضے میں وہ خوش اطوار ہے
لٹا ہے غریبی میں وہ خوش سیر ‏ ‏ اسے ڈھونڈ لینا مری قبر پر
نشاں دے کے بتلایا زائر کا نام ‏ ‏ کہا دیجیو اس کو یہ زر تمام
یہ کہہ کر پسر پر مرے کچھ پڑھا ‏ ‏ وہیں رشتۂ[7] عمر اس کا بڑھا
گئے یہ کرامت دکھا کر جناب ‏ ‏ کھلی خواب سے آنکھ میری شتاب
ملا تندرست اس طرح سے پسر ‏ ‏ کہ مطلق نہ تھا عارضے[8] کا اثر
گیا گھر سے تاجر سوئے قبرِ پاک ‏ ‏ پڑھا اذن اور بولا روحی[9] فداک
ملا روضے میں زائرِ خوش نصیب ‏ ‏ وہ ہدیہ کیا نذر جاکر قریب
کہا زائرِ شہ نے میں کیا کروں ‏ ‏ یہ میرا نہیں ہے میں کیوں اس کو لوں

1- مہنگے زیورات 2- کے لئے 3- قبول 4- سر سے پاؤں تلک 5- سو کرم کے ساتھ
6- بولے 7- عمر کی رسّی 8- بیماری 9- میری روح آپ پر فدا ہو

میں ہوں جن کے در پر وہ دیں گی مجھے
نہیں چاہئے کچھ کسی سے مجھے

یہ کہنے لگا تاجرِ نیک نام
کوئی دے گا کیا جز امامِ انام

نہیں آپ کو اس میں جائے سخن
یہ زر ہے عطائے امامِ زمن

یہ سنتے ہی خوش وہ ولی ہوگیا
رضاؑ کے کرم سے غنی[1] ہوگیا

خدایا بحقِ جنابِ رضاؑ
تو برلا[2] مرے دل کا یہ مدعا

بنا مجھ کو زوّارِ سلطانِ طوس
دکھا جلوۂ قبرِ شمس الشموس

وہ گنبد ہے یا عرشِ اعظم ترا
کہ قدرت سے مملو ہے صبح و مسا[3]

جو اک بار شہ کی زیارت کو جائے
صلہ حق سے ہفتا[4] و حج کا وہ پائے

الٰہی مرے دل کو تو چین بخش
ہر اک طرح کی زینت و زین بخش

رہے شیعوں پر پنجتن کا کرم
نصیب ان کو دنیا کا جاہ و حشم

ترقیِ اقبال و طولِ حیات
سرورِ دل و تندرستیِ ذات

در تہنیت ولادت باسعادت امام نہم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام روحی فداہ

سبب کیا کہ قدسی فرحناک[5] ہیں
تر و تازہ نزہہ[6] باغِ افلاک ہیں

خزاں ہے گلستانِ عالم سے گم
جہاں ہے فزائیں بہشتِ نہم

خوشی کا ہے سامان ہر اک طرف
فرشتے ہیں تسبیح میں صف بصف

زمیں پر یہ کس کے قدم آتے ہیں
فلک سے ملک دم بدم آتے ہیں

یہ ہے ہاتفانِ فلک کی ندا
کہ ہاں جشنِ دنیا میں ہو جا بجا

مجلّا[7] ہو حلّہ[8] سے ہر ایک حور
بہشتوں کے آراستہ[9] ہوں قصور[10]

ہوا اس ندا سے جو دل کو سرور
تو پہنچا فلک پر دماغِ شعور[11]

عجب عالمِ وجد طاری ہوا
کہ مطلع زباں سے یہ جاری ہوا

میں تشنہ ہوں اے ساقیِ اتقیا[12]
ولائے تقی کی مجھے مے پلا

1- مالدار 2- پورا کر 3- شام 4- ستر 5- خوش حال 6- نور 7- سجے ہوئے
8- جنتی لباس 9- سجے ہوئے 10- محلات 11- احساس کا ادراک 12- متقین

رہوں میں اسی نشہ میں حشر تک — نہ خورشید محشر سے جھپکے پلک

زمانے کو جس دم ہو اُمید و بیم[1] — صراطِ علیؑ پر رہوں مستقیم

زبانِ بشر میں یہ طاقت کہاں — کہ ہو شکر خالق میں رطب[2] اللساں

ہماری شفاعت کو اے کبریا — دو عالم میں چودہ کو پیدا کیا

خوش آئے مری خوش کلامی تجھے — کیا چاردہ[3] کا ثنا خواں مجھے

دمِ فکر دل کو مرے شاد کر — ہر اک بیت پر میری امداد کر

یہ اس کے تولّد کی ہے مثنوی — تقاوت[4] کے اعضا ہیں جس سے قوی[5]

محمد اسی کا ہے اسمِ شریف — بدن جس کا مانند جاں ہے لطیف

چراغِ مزارِ جنابِ رضاؑ — ہلالِ رضاؑ آفتابِ رضاؑ

نہ کیوں کر ہو امت کا دل شاد کام — محمدؐ کا ہم نام ہے یہ امام

بڑھا کلمہ گویوں کا عزّ و جلال — دوبارہ محمدؐ کا دیکھا جمال

لقب ان کا نامِ خدا ہے جواد[6] — یہ شیعوں کے خاطر ہیں حرزِ[7] جواد

ولادت میں اقوال ہیں مختلف — یہ ہوتا ہے اخبار سے منکشف[8]

ہُوا جب کہ پیدا یہ سردارِ قوم — وہ جمعہ تھا اور نیمۂ ماہِ صوم[9]

ہے انیسویں کو بھی اس ماہ کی — ولادت رقم شاہؔ ذی جاہ کی

روایت ہے یہ شیخ طوسی سے اب — کہ تاریخ دسویں تھی ماہِ رجب

مدینہ منور ہُوا نور سے — لیا باج[10] ہر ذرّہ نے طور سے

لقب شہؑ کی ماں کے سنو شیعیان — سکینہ ہے ریحانہ اور خیزران

جو تھی ماریہ زوجۂ مصطفیٰؐ — عزیزوں میں اُن کے تھی یہ پارسا[11]

حکیمہ وہ خاتونِ جنّتِ مقام — پدر جن کے کاظم علیہ السلام

وہ سرمایۂ اتقیا سے جہاں — لبِ لعل سے یوں ہے گوہر فشاں

1- آسرا 2- مدح ثنائی 3- چودہ 4- تقوی 5- مضبوط 6- سخی

7- تعویذ 8- معلوم ہوا 9- رمضان 10- محصول 11- نیک

جناب رضاؑ بھائی صاحب مرے
بہن آج کی شب وہ ہوگا عیاں
سکونت[1] کرو تم سکینہ کے پاس
یہ مہرِ[9] خداوندِ عالم پناہ
یہ فرزند ہوگا مرا جانشیں
نہ ریحانہ سے آج ہونا جدا
میں سنتے ہی بھائی کا اپنے کلام
ہوئے شب کے آثار جس دم عیاں
مع قابلہ مجھ کو لے کر رضاؑ
بٹھا کر مجھے خیزراں کے حضور
سوئے خیزراں کی جو میں نے نظر
کہ اتنے میں واں ہوگیا گل چراغ
تجلی ہوئی خود بخود واں شروع
نظر آگئی قدرتِ کبریا
ہوا نور حجرہ میں ایسا عیاں
زہے جلوۂ چہرۂ نازنیں
لیا گود میں میں نے اُٹھ کر شتاب
مگر گرد ہے اس طرح وہ حجاب[9]
وہ برقع کیا میں نے چہرے سے دور
ہوئے داخل اتنے میں بھائی رضاؑ
لیا گود میں بھائی نے پیار سے

یہ اک روز مجھ سے مخاطب ہوئے
کہ تھا پردۂ غیب میں جو نہاں
رہو اس سے ہشیار اے حق شناس
عیاں ہوگا بُرجِ امامت کا ماہ
بہن فرق اس میں سرمو[3] نہیں
رضا[4] اس کی جانو رضائے[4] رضاؑ
سکینہ کی جانب چلی شاد کام
ہوئی خیزراں سوئے حجرہ رواں
ہوئے داخلِ حجرہ با صد صفا
گیا صحن میں واں سے وہ حق کا نور
ہویدا[6] تھے سب دردِ[7] زہ کے اثر
پہ روشن ہوا سب کا قصرِ دماغ
کیا مہرِ برجِ حمل نے طلوع
وہ حجرہ سِوا[8] دن سے روشن ہوا
نہ حاجت تھی کچھ روشنی کی وہاں
زمیں بن گئی صاف عرشِ بریں
نظر آیا چہرے پہ نازک حجاب
عیاں ابر میں جس طرح آفتاب
رُخِ پاک سے آیا آنکھوں میں نور
وہ مہ پارہ[10] میں نے رضاؑ کو دیا
مَلے اپنے رخسار رخسار سے

1-قیام 2-خورشید 3-بال برابر 4-رضامندی 5-دائی 6-ظاہر
7- زچگی کا درد 8-زیادہ 9-پردہ 10-چاند کا ٹکڑا

کیا زیب[1] گہوارہ فرما کے پیار ــ کہا مجھ سے رہنا بہن ہوشیار
میں ارشاد حضرت کا لائی بجا ــ ہوئی میں نہ ابنِ رضاؑ سے جدا
عیاں تیسرا روز جس دم ہوا ــ تقیؑ نے کیا چشمِ حق بیں کو وا[2]
نظر پہلے گردوں پہ کی ایک بار ــ مخاطب ہوئے پھر یمین[3] و یسار
دکھایا اثر حق کی تائید کا ــ زباں سے پڑھا کلمہ توحید کا
مجھے فرط[4] حیرت سے سکتہ ہوا ــ کیا عرض یہ حال پیشِ رضاؑ
جنابِ رضاؑ خوش ہوئے مسکرائے ــ تبسم کے گل غنچۂ لب پہ آئے
کہا شہؑ نے اس سے زیادہ بہن ــ دکھائے گا قدرت یہ غنچہ دہن
امین خدا میرا دِل دار ہے ــ ابھی سے یہ کشّافِ[5] اسرار ہے
محمدؐ میں سب ہیں صفاتِ رسولؐ ــ یہ ہے وارثِ معجزاتِ رسولؐ
ہوا جو جلوسِ[6] شہؑ انس و جنس ــ تو گیارہ برس کا تھا حضرت کا سن
بہت شیعیان شہؑ دیں پناہ ــ امامت میں کرتے تھے کچھ اشتباہ[7]
ہوئے حج سے فارغ جو سب ایک سال ــ حضورِ تقیؑ آئے وہ خوشخصال
ہوئے فیضِ صحبت سے جب کامیاب ــ نظارہ کیے معجزے بے حساب
یہ اہلِ خبر نے کیا ہے شمار ــ بتائے انھیں مسئلے دس ہزار
انھیں نورِ ایماں تقیؑ نے دیا ــ امامت کا اقرار سب نے کیا
دبیرؔ اس جگہ اب نئی فکر کر ــ عروسیِ[8] مولاؑ کا کچھ ذکر کر
پلا ساقیا اب شرابِ وصال ــ کہ روشن ہُوا آفتابِ وصال
وہ بادہ کہ پینا ہے جس کا مباح[9] ــ مئے وصل کیا ہے سرورِ نکاح
وہ مے دے کہ دل ہو نہ برخاستہ ــ ابھی بزمِ شادی ہو آراستہ
یہ ہے محفلِ عقد ابنِ رضاؑ ــ بُلا قاضیِ آسماں کو بُلا

1- جھولے میں رکھنا 2- کھولنا 3- سیدھے اور بائیں جانب 4- شدت 5- ظاہر کرنے والا
6- تخت نشینی 7- غلطی 8- شادی 9- ثواب

یہ زہرہ[1] کو دے حکم اے خوش مزاج	کہ زہراؑ کے پوتے کا ہے عقد آج
یہ ہے محفلِ عقد دُرِ نجف	فلک سے اُتر آ یہاں لے کے دف[2]
ستاروں کے نقل آج لٹ جائیں گے	سحر کو نہ مطلق[3] نظر آئیں گے
براتی ہیں خاصانِ[4] ربِ ودود	تو شربت پلائی ہے نقد درود
مگر عقد میں ہے ابھی قیل و قال[5]	کہ قاضی سے یاں ہے جواب و سوال
رقم کرتے ہیں راویانِ سعید	کہ ہارون کا فرزند مامون رشید
جو قتلِ رضا سے پشیماں[6] ہوا	رضائے تقیؑ کا وہ خواہاں[7] ہوا
ہوا مشورہ جو وہ دل سے نخست[8]	کیا دامِ دامادی[9] تو درست
یہ چاہا کہ دختر جو ہے اُمّ فضل	عروسِ حضرت کا پائے وہ فضل
لکھا نامہ بہر وصیِؑ رسولؐ	ہوا داخل شہر ماہِ بتولؑ
جمالِ مبارک کی جب دید[10] کی	ہوئی اس کو شادی مہ[11] عید کی
کیا ایک ایوان خالی شتاب	ہوا داخل اس برج میں آفتاب
مگر قصد حاکم جو افشا ہوا	تو منہ زرد عباسیوں کا ہوا
سیہ دل بہت نیلے پیلے ہوئے	کہ بند[12] اُن کے قوت کے ڈھیلے ہوئے
خلیفہ سے جاکر کہا برملا	یہ بیٹھے بٹھائے تجھے کیا ہوا
رضاؑ کو جو تو نے کیا تھا وزیر	نہ راضی تھے اُس پر بھی تیرے مشیر
نہ کر عقد دختر کا اس سے خیال	تقیؑ ہیں ابھی کودکِ خورد[13] سال
نہ دانستہ[14] برباد کر تمکنت[15]	نہ کھو ہاتھ سے اپنے تو سلطنت
ہنوز[16] ان کے درجہ نہیں کچھ بڑھے	گئے کس کے مکتب میں کس سے پڑھے
اگر ہوتے کامل تو یوں بھی سہی	اب آگے تری رائے تیری خوشی
پکارا خلیفہ کہ خاموش ہو	تم احمق ہو ناداں ہو بیہوش ہو

1-ستارہ 2-ڈھول 3-سفید چنوں کی طرح گول مٹھائی 4-خاص 5-باہمی گفتگو 6-نادم
7-طلب گار 8-پہلے 9-پھندا 10-دیکھنا 11-عید کا چاند 12-جوڑ 13-چھوٹے

ارے جاہلو تم کو کیا ہے خبر
یہ ہیں معدنِ علم و فضل و ہنر

ازل سے مدارج[1] ہیں ان کے بڑھے
خدا نے پڑھایا خدا سے پڑھے

نہ مکتب نہ ملّا کا یاں کام ہے
معلّم کا ان کے خدا نام ہے

تہِ عرش قدرت یہ دکھلاتے ہیں
فرشتوں کو تسبیح سکھلاتے ہیں

زمانے کو علمِ سفینہ دیا
خدا نے انھیں علمِ سینہ دیا

عیاں ان پہ اسرار ہیں غیب کے
یہ شاگرد ہیں عالم الغیب کے

پڑھایا ہے جو حق نے سب یاد ہے
یہ شاگرد ہیں اور وہ استاد ہے

مصاحب پیمبرؐ کے روح الامینؑ
علیؑ کے ہیں اک طفل[2] مکتب نشیں

اگر نحو میں نہ عمر دنیا ہو صرف
نہ اس نحو[3] سے ہو ادا ایک حرف

جو ذرّہ کو یہ حکم بخشیں کہ ہاں
تو فر فر کرے شمسیہ کا بیاں

یہ مقدور حاشا[4] نہیں غیر کا
انھیں علم ہے منطق[5] الطیر کا

جو باور نہ ہو تم کرو امتحاں
کسی روز ہو مجمعِ عالماں

یہاں علم کی تیغ عریان ہے
یہ گوہی یہ چوگاں یہ میدان ہے

کہا سب نے اچھا ہمیں ہے قبول
ہوا فیصلہ دے سخن کو نہ طول

یہ کہہ کر غرض دن معین کیا
خلیفہ نے ایواں مزین کیا

چہ جاہل چہ عالم چہ برنا[6] چہ پیر
ہوئے داخل بارگاہِ امیر

یہ تھا ازدحام[7] صغار[8] و کبار
نگہ کو نہ ملتی تھی جانے کی بار

لکھا ہے کہ قاضی تھا یحییٰ لقب
ادب سے اسے لائے واں بے ادب

نہ تھا علم میں اس کا ہمسر[9] کوئی
نہ رتبے میں تھا اس سے بہتر کوئی

خلیفہ پکارا کوئی جلد جائے
شہنشاہِ اقلیم[10] ایماں کو لائے

ہوا ناگہاں نورِ خالق عیاں
زمیں بوس ہونے لگا آسماں

1-درجے 2-مدرسہ کا طالب علم 3-طریقہ 4-ہرگز 5-پرندوں کی منطق 6-جوان
7-ہجوم 8-چھوٹے بڑے 9-برابر 10-سلطنت

برفتارِ سروِ خرامان[9] خلد
برخسارِ خورشید ایوان خلد

جبیں سے عیاں صبحِ صادق کا نور
کہاں صبح صادق یہ خالق کا نور

کرن کا عصا[2] تھام کر مہر[3] و ماہ
پکارے جلو[4] میں کہ روشن نگاہ

وہ یحییٰ اس آمد سے مردہ ہوا
بدن دفترِ کرم[5] خوردہ ہوا

اٹھا بہرِ تعظیمِ مولا رشید
کہ نازل ہوا واں کلامِ مجید

جگہ اپنے مسند پہ دی شاہ کو
بٹھایا شہنشاہِ ذی جاہ کو

خلیفہ سے یحییٰ نے مانگی رضا
کہ کھولوں زباں پیشِ ابنِ رضاؑ

رضا اس نے دی شوق سے کر سوال
کہا اس سے اے خاصۂ[6] ذوالجلال

کرے صید[7] کو قتل محرم اگر
ہے قرآں میں کفارہ کی کیا خبر

یہ سُن کر وہ مجموعۂ ہر کمال
مخاطب ہوا ہے یہ ناقص سوال

یہ کیا پوچھا اے قاضیِ بد یقیں
مگر حال محرم سے محرم نہیں

بتفصیل[8] کہہ ہم سے جو دل میں ہے
وہ محرم حرم میں ہے یا حِل[9] میں ہے

ہے عالم کہ جاہل وہ نیکو سیر
ہے بالغ کہ نابالغ اے بے خبر

دوبارہ ہوا یا کہ اول یہ کام
وہ آزاد ہے یا کسی کا غلام

وہ محرم کہ جو صیدِ افگن[10] ہوا
یہ جرم اس سے عمداً کہ سہون ہوا

یہ عمرے کا یا حج کا احرام ہے
بتا دن کا یا شب کا ہنگام ہے

وہ ہے صید بری کہ بحری شکار
چرندہ ہے یا طائر اے ہوشیار

ہے اس میں بھی قسمِ صغار[11] و کبار
بیاں کر بڑا ہے کہ چھوٹا شکار

بیاں جب یہ کرتے تھے شاہِ ہدا
وہ منہ دیکھتا تھا یہ کہتے ہیں کیا

عجب قلزمِ علم تھا موج پر
کہ جس کی ہر اک موج تھی اوج[12] پر

تحیّر میں تھے سب صغار و کبار
فصاحت فدا تھی بلاغت نثار

1-خوش رفتار 2-ڈنڈا 3-سورج چاند 4-آگے 5-دیمک لگا ہوا 6-خاصان خدا
7-شکار 8-تفصیل سے 9-احرام سے باہر ہونا 10-شکار کرنا 11-چھوٹے بڑے 12-بلندی

ہُوا اور بھی مردہ یحیٰی کا دل
لگا چاٹنے ہونٹ ہوکر خجل[1]

زباں دار دار القضا[2] بن گئی
برائے سخن تھی یہ سولی نئی

نہ باقی رہی کچھ مجالِ بیاں
زباں منہ میں تھی کودکِ[3] بے زباں

وہ حیرت کا نقشہ فقط ہوگیا
جواب ایک طرف خود غلط ہوگیا

ہوئی طرفہ یحیٰی کو بے چارگی
کیا قہقہہ سب نے یکبارگی

مخالف پشیمان ہونے لگے
یہاں تک ہنسے سب کہ رونے لگے

ہر اک فقرہ پر غیب کی تھی ندا
جناب رضاؑ کے خلف[4] مرحبا[5]

خدا کی طرف سے ندا تھی عیاں
یہ میری زباں ہے یہ میرا بیاں

کہا ابنِ ہاروں نے اے خاص و عام
میں کہتا نہ تھا ہے یہ برحق امام

اسے علم کہتے ہیں عالم یہ ہیں
خدا کے سوا[6] سب کے حاکم یہ ہیں

یہ ہیں گلشنِ علم سب سیر ہیں[7]
یہ ہیں خرمنِ[8] علم ہم خوشہ چیں

کہا اہل مجلس نے لاریب[9] فیہ
نہ ایسا محدّث[10] نہ ایسا فقیہ

یہ ہیں قاضیٔ شرع و دین الہ
قضا و قدر ان کے ہیں دو گواہ

خلیفہ نے دیکھا جو علم و فضل
پڑھا شاہ سے صیغہ[11] اُمِ فضل

دعا کر دبیرِ سخن سنج[12] اب
امام اُمم سے مدد کر طلب

کہ اے جان زہراؑ جناب تقیؑ
محبان حیدر ہیں جو متقی

رہو حافظ جاں تم ان کے مدام[13]
بصحت رہیں تا ظہورِ امامؑ

عنایت کرو ہستی[14] جاوداں
یہ دیکھیں ظہورِ امامِ زماں

باقبال و دولت بجاہ و حشم
یہ مہدیؑ ہادیؑ کے چُومیں قدم

درتہنیت ولادت باسعادت امام دہم حضرت علی النقی علیہ السلام روحی فداہ

اِدھر اور اُدھر ساقیِ غنچہ لب
پلا آب شیریں نہرِ رجب

لبالب وہ دے جامِ آبِ زلال[15]
کہ پیتے ہی زائل[16] ہوگردِ ملال[17]

1-شرمندہ 2-موت کا تختہ 3-بچہ 4- بیٹا 5-شاباش 6-علاوہ 7-سیاح
8- کھیتی 9-اس میں کوئی شک نہیں 10-علم حدیث کا ماہر 11- نکاح 12- سمجھنے والا
13- ہمیشہ 14- زندگی جاوید 15- شفاف 16-نکل جائے 17-غم کا غبار

وہ مے[1] دے کہ ساماں طرب[2] کا کروں   میں افطار روزہ رجب کا کروں
مبارک ہو اے ساقیِ حق شناس   نوید[2] آج دیتے ہیں یہ دس حواس
زمانے میں آئے امامِ دہم   زمیں ہے بلندی میں چرخِ نہم
نشاط و طرب کا ہے گھر گھر رواج   کہ تاریخ پنجم رجب کی ہے آج
ہوا آج پیدا وہ دسواں امامؑ   ثنا خواں ہیں دس عقلیں جن کی مدام
وصیِ محمدؐ علیؑ النقی   کلاہ[4] سرِ دینِ ہر متقی
جو ان سے ملا باخدا ہوگیا   جو چھوٹا وہ حق سے جدا ہوگیا
تہوّر[5] میں حیدر حیا میں حسنؑ   علی نام کنیت بھی ہے بوالحسن
سنو شرح القاب مولائے دیں   نجیب و فقیہ و نقیؑ و امیں
یہی ہادی و عالم و مرتضاؑ   یہی طیّب و موتمن[6] میں فدا
پناہِ خلایق[7] پناہِ جہاں   اماں ان سے محتاج امن و امان
کشاینده[8] عقدۂ مومناں   نمایندہ راہِ باغ جناں
چراغِ شبستانِ علم و یقیں   بہار گلستان دنیا و دیں
توانائے[9] شہپرِ جبرئیلؑ   قرار دلِ انبیائےؑ جلیل
مسیحِ مریضان جرم و خطا   خلیلِ حریم نیازِ خدا
شفیعِ امم ناصرِ مومنین   امین خدا جانِ روح الامین
درِ قلزمِ[10] قدرتِ کردگار   گلِ گلشنِ علمِ پروردگار
ولادت سے روشن مدینہ ہوا   کہ نورِ خدا کا قرینہ ہوا
یہاں گوشِ دل میں مرے برملا[11]   یہ آتی ہے روح الامیں کی صدا
سنا شیعوں کو معجزاتِ نقیؑ   کرامت جو مخفی[12] ہے ہو منجلی[13]
دلا[15] شکر اللہ کا کر مدام[15]   کہ اس نے یہ احساں کیے ہیں تمام

1-شراب 2-خوشی 3-خوش خبری 4- ٹوپی 5-بہادری 6-امانت دار 7- خلقت 8- کھولنے والا
9- قوت دینے والا 10-سمندر 11- صاف 12-پوشیدہ 13-روشن 14-اے دل 15-ہمیشہ

ہماری ہدایت کو کیا کیا کیا
نبیوںؑ کو دنیا میں پیدا کیا

خصوصاً ہمارے نبی مصطفٰؐ
وصی جن کے ہیں سیدِ اوصیا

بچائیں گے لاریب[1] وہ نار سے
ہمیں بخشوائیں گے غفار سے

کہاں اپنے کردار تھے یہ بھلا
کہ آزاد دوزخ سے کرتا خدا

وسیلہ قوی ہم کو حق نے دیا
کہ بارہ اماموںؑ کا پیرو کیا

الٰہی تو ہی ہے معین و شفیق
نہیں کوئی بندہ کا تجھ سا رفیق

ادا شکر تیرا کریں کیا مجال
عطا تیری بے حد ہے اے ذوالجلال

عبادت کی توفیق تو نے ہے دی
اگر بندگی کی تو کیا ہم نے کی

جو سجدہ کیا ہم نے تو کیا کیا
کہ سر کو بھی تو نے ہی پیدا کیا

ازل سے ابد تک جو اے کارساز
کریں شکر تیرا تو کیا فخر و ناز

تن و جاں کوتاب وتواں کس نے دی
دہن کس نے بخشا زباں کس نے دی

یہ قالب[2] یہ اعضا یہ سر یہ قدم
تری ہی عطا ہے ترا ہے کرم

عجب تیرا الطاف ہے واہ وا
تو عفو کرتا ہے اور ہم گناہ

مضامین عالی بھی کر تو عطا
ہو مدح خوانوں میں شہرہ[3] مرا

یہ اس کی ولادت کا ہے معجزہ
امام دہم جس کو تو نے کیا

سنو گوشِ دل سے تم اے شیعیان
کہ فضل ابن احمد سے ہے یہ بیان

خلیفہ تھا جو عہد میں شاہؑ کے
وہ درپے[4] تھا آقائے ذی جاہ کے

معز کے میں ہمراہ جو ایک روز
ہوا بزمِ حاکم میں جلوہ فروز

وزیر خوش انجام و عالی مقام
کہ فرزند خاقان کا تھا فتح نام

بظاہر خلیفہ کا وہ تھا وزیر
بباطن[5] غلامِ جنابِ امیر

نظر آیا مجھ کو یہ حاکم کا حال
کہ ہے وہ سیہ[6] قلب غصہ سے لال

1-بے شک 2-بدن 3-شہرت 4-دشمنی میں پیچھے رہنا

5-اندر سے 6-بدقلب کینہ جو

مخاطب ہے اس طرح سوئے[1] وزیر ۔۔۔ کہ حاصل نہیں لطفِ تاج و سریر[2]
نقّی کے سبب سے حکومت ہے سست ۔۔۔ وزیر اس کا کہتا ہے جبراً درست
مگر افترا[3] کرتے ہیں مفتری[4] ۔۔۔ علی نقّی ہیں خطا سے بَری[5]
نہ باور کیا یہ کلامِ وزیر ۔۔۔ شرارت سے کہنے لگا وہ شریر
لہو آج ان کا بہاؤں گا میں ۔۔۔ بدن آگ سے پھر جلاؤں گا میں
کیا کرتے ہیں دعوا ہائے دروغ ۔۔۔ نہیں ان کے آگے مجھے کچھ فروغ
یہ ترکی زباں کی ہوئی جب تمام ۔۔۔ طلب پھر کیے چار ترکی غلام[6]
شرارے ہوئے جمع ناری کے پاس ۔۔۔ وہ چار آئے اس جاپر یاری کے پاس
انھیں دے کے تیغیں کیا یہ کلام ۔۔۔ کہ ہاں قتل کرنا جب آئیں امام
ہوا جب کہ فارغ اس آہنگ[7] سے ۔۔۔ اشارہ کیا اس نے سرہنگ[8] سے
بہانا ہے خونِ نقّی کا ثواب ۔۔۔ بلا لا بلا لا بلا لا شتاب
خبر دی یہ دربانوں نے ناگہاں ۔۔۔ کہ آئے جنابِ امام الزماں
بیاں کرتے ہیں فصلِ شیریں مقال ۔۔۔ یہ اس دم نقّی کا تھا جاہ و جلال
نہ اندیشہ[9] تن تھا نہ خوفِ جاں ۔۔۔ مگر تھی دعا کوئی وردِ زباں
یہ تھا رنگ رفتار شاہِ انام ۔۔۔ چمن میں کرے جیسے کوئی خرام[10]
بلا شک جو خوفِ خدا کرتے ہیں ۔۔۔ بشر کیا وہ جن سے نہیں ڈرتے ہیں
لرزنے لگا حاکمِ بد سیر ۔۔۔ جلالِ خدا داد آیا نظر
شرارت تلک دل میں تھرا گئی ۔۔۔ رُخِ زشت[11] پر مُردنی چھا گئی
اُٹھا بہرِ تعظیم ہو کر خجل[12] ۔۔۔ ہُوا رام[13] خود وہ بُت سنگ دل
حضورِ شہنشاہِ عالی منش ۔۔۔ جھکا کور[14] باطن پئے کورنش
کہا آئیے آئیے آئیے ۔۔۔ قدم[15] رنجہ آنکھوں پہ فرمائیے

1-طرف 2-تخت 3-بہتان 4-بہتان لگانے والا 5-آزاد 6-ترقی 7-پروگرام
8-کرنل 9-فکر 10-چال 11-بدصورت 12-شرمندہ 13-آرام 14-اندھا 15-تشریف

مگر کیوں سر افراز اس دم کیا
مروّت سے آقاؑ نے سر خم کیا

وہ بولا کہ میں نے بلایا نہیں
کہا شہؑ نے میں بھی خود آیا نہیں

پکارا شقی عفو فرمایئے
ابھی سوئے دولت سرا جایئے

عزیزوں کو اپنے پکارا کہ ہاں
تجمل[1] سے پہنچاؤ تا آستاں

شہؑ دیں جو ہوکر مرخص[2] پھرے
غلامان ترکی قدم پر گرے

وہ تیغیں کھنچی کی کھنچی رہ گئیں
مگر دھاریں مثل عرق بہہ گئیں

ہوئے شہؑ رواں سوئے بیت الشرف
خلیفہ کی ہیبت ہوئی برطرف[3]

غلامان ترکی سے بولا شقی
کیا کیوں نہ خونِ علیِ نقیؑ

وہ بولے کہ ہاں ہاں زباں تھام لے
نہ ایسے کے خوں کا کبھی نام لے

حضورِ جلالِ امامِ امم
بھلا چار کیا شش جہت[4] بھی ہیں کم

جو سر ان کے قدموں پہ کرتے نہ خم
تو پھر سلطنت تھی نہ تو تھا نہ ہم

کہا اس نے کیونکر ہُوا یہ یقیں
وہ بولے ابھی تک تو واقف نہیں

جھکے ہم تو اس وقت تسلیم کو
تو اُٹھا تھا کیوں پہلے تعظیم کو

یہاں جب نقیؑ رونق افزا ہوئے
تجمل دو عالم کے ایک جا ہوئے

بظاہر تو تنہا تھے شاہؑ ہدا
بباطن تھی اک فوج قہرِ خدا

سِوا سو سے تھیں گرد تیغِ علم
وہ تیغیں قضا جن کا بھرتی ہے دم

قیامت کے برش[5] تھے دل پھٹ گئے
نگاہوں کے سر یک قلم کٹ گئے

نہ آئے نظر ہم کو شمشیر دار
عیاں تھی فقط قدرتِ کردگار

نہ جن کا نہ قدسی کا انداز تھا
فقط جوہرِ تیغ اعجاز تھا

عیاں تھا جلالِ امامت فقط
کرامت فقط تھی کرامت فقط

نہ کر ہمسری اس سے اے بدگماں
ارے وہ کہاں تو کہاں ہم کہاں

1-شان وشوکت 2-رخصت ہوئے 3-تمام 4-طرف 5-کاٹ

کیا فتح سے بے حیا نے کلام　　کہ برحق یہ ہیں دو جہاں کے امام
یہ سُن کر تنِ فتح میں آئی روح　　ہُوا دل پہ مفتوح باب فتوح[2]
مگر فتح عاشق پیمبرؐ کا تھا　　محبّ فاتحِ بابِ خیبر کا تھا
بیاں اب کروں معجزہ دوسرا　　کہ دل میں ہے دریائے مضموں بھرا
سخن سنج[3] ہے صالحِ خوش کلام　　کہ تھے سرہ من رائے میں جب امام
ہوا شہ کے مجرے[4] سے میں باریاب[5]　　نظر آیا مجھ کو یہ حالِ جناب
فقیروں کے رہنے کا جو ہے مکاں　　وہاں ہے جلوسِ شہؑ دوجہاں
خرابی میں ہے علم ایماں کا گنج[6]　　مگر کچھ تکدر[7] ہے دل کو نہ رنج
کہا میں نے اے عرشِ اعظم کے تاج　　نہیں خوف فردا خلیفہ کو آج
اُتارا ہے ظالم نے تم کو کہاں　　کہ ہے بود[8] و باشِ گدایاں جہاں
بڑھا ہے خلیفہ کا یہ ظلم و غدر　　گھٹاتا ہے آلِ پیمبرؐ کی قدر
کہے گا یہ کیا پیشِ ربِّ جلیل　　جلیلوں[9] کو کرتا ہے ناحق ذلیل
کہا شہؑ نے بھائی نہیں جائے غم　　کہیں ہوں خدا کے ہیں نزدیک ہم
خرابی میں کیا غم خرابی کا ہے　　عیاں دبدبہ[10] بوترابی کا ہے
خرابی میں خوفِ خرابی نہیں　　کہ کم جلوۂ بوترابی نہیں
نہ مسند نہ ہے تاجداری پسند　　ہمیں ہے فقط خاکساری پسند
ہم آیات خالق ہیں اے خوش یقیں　　کسی کے مٹانے سے مٹتے نہیں
کبھی چاند پر خاک پڑتی نہیں　　حقیقت کی صورت بگڑتی نہیں
اٹھایا پھر اک سمت حضرت نے ہات　　کہا ہاں ادھر دیکھ اے نیک ذات
اُدھر مڑ کے میں نے نظر کی وہیں　　تو دیکھا یہ اعجازِ سلطانِ دیں
نئے پھول ہیں اور نئے بوستاں[11]　　خیاباں[12] خیاباں ہیں نہریں رواں

1-جس کو فتح کیا گیا　2-فتح کا دروازہ　3-بات جاننے والے　4- حضور　5-ملاقات　6-خزانہ
7-افسوس　8-روزگار　9- عظمت والے　10-قدرت　11- گلشن　12- سڑکیں

ہر اک باغ میں ہیں وہ صدہا قصور[1] | جو قصرِ جناں میں بنائیں قصور[2]
کہیں کبک وہاں کرتی ہیں قہقہے | کہیں عندلیبوں[3] کے ہیں چہچہے
نظر آئی یہ سیر جو متصل | ہوا سرو کی طرح میں پا[4] بگل
تعجب ہوا اور تحیّر[5] ہوا | کہ بیہوش پیکِ[6] تصوّر ہوا
کیا شہؑ نے ارشاد اے باوفا | تعجب نہ کر ہم ہیں معجز نما
ہمیں ہیں گل بوستانِ رسولؐ | یہ اعجاز رنگیں کے پھولے ہیں پھول
اگر اپنی قدرت کریں ہم عیاں | ہر اک دشت بن جائے باغِ جناں
الٰہی بحقِ علیِ نقیؑ | خدایا بحقِ محمد تقیؑ
ہر اک حیدری کو سر افراز کر | کہ تکمیلِ ایماں سے ممتاز کر

در تہنیت ولادت باسعادت امام یازدہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روحی فداہ

ندا دے رہا ہے نقیبِ[7] ادب | کہ ہاں فوج انجم صف آرا ہو سب
مہ و مہر حکم خدا سے بہم | بنائیں روپہلی[8] سنہری علم
نظر آئے ہر جا خوشی کا سماں | بجیں ہفت نقارۂ آسماں
جھکے بہر تسلیم ہر لشکری | ہے پیدائشِ حضرتِ عسکری
ہوئی برج دیں کی دو[9] چند آب وتاب | کہ طالع[10] ہوا گیارہواں آفتاب
چراغِ حریمِ رسولِؐ زمن | بوجہ حُسن جانشینِ حسن
زمیں کے شکوہ آسماں کا شرف | جنابِ علیِ نقیؑ کے خلف[11]
پدر مہدیِ (عجل اللہ تعالیٰ) دیں کے شاہِ انام | امام الزماں ان کے قائم مقام
درِ معدنِ علمِ ربِ ودود | درود ان کی خاطر یہ بہر درود
مبارک عجب آج کا روز ہے | کہ نور خدا جلوہ افروز ہے
زمیں آج طاعت[12] میں ہے آسماں | کہ ہوتا ہے طالع قمر گیارہواں

1- جنّتی مخلوق 2- محلات 3- بلبلیں 4- پریشان 5- حیرت 6- نامہ بر
7- نگہبان 8- روپہیہ (روشن) 9- دوبرابر 10- طلوع 11- بیٹے 13- دیدار

عجب کیا بنے گر زمیں رشکِ عرش
عوض[1] دھوپ کے ہو تجلّی کا فرش

جلی[2] ہوتا ہے حق کا رازِ خفی
فرحناک[3] ہیں شیعیانِ علیؑ

ہُوا آج پیدا امامِ جری[4]
جنابِ حسنؑ حضرتِ عسکریؑ

وصیِ پیمبرؐ امامِ زمنؑ
بشوکت علیؑ اور بخصلت حسنؑ

یہ ہیں خاص خالق کے اے خاص و عام
دو عالم کے یہ گیارہویں ہیں امامؑ

یہ ہیں جانشینِ علیِ نقیؑ
یہ ہیں صاحبِ معجزاتِ علیؑ

یہ ہیں اخترِ[5] برجِ شاہِ نجفؑ
یہ ہیں گوہرِ درج[6] شاہِ نجفؑ

یہ بعد از نقیؑ ہیں دو عالم کے شاہؑ
یہ دن رات ہیں حاکمِ مہر و ماہ

یہ ہیں زینتِ مسندِ مصطفاؐ
چراغ و گلِ مرقدِ[7] مرتضاؑ

خلائق کی حاجت ہے ان سے روا[8]
مثالِ علیؑ ہیں یہ مشکل کشا

جو ان کا محبّ ہے وہ مغفور[9] ہے
جو ان کا عدو ہے وہ مقہور[10] ہے

کریم و رحیم و غنی و سخی
دلیر و دلاور شجاع و جری

دعا ان کی ہوتی ہے ہر دم قبول
سدا قربِ یزداں ہے ان کو حصول[11]

جو چاہیں کریں نور یہ نار کو
بنائیں بیاباں یہ گلزار کو

چہ دنیا چہ عقبیٰ چہ لیل و نہار
خدا کی خدائی کا ہے اختیار

یہ جن و ملائک سے ممتاز ہیں
رسولوں کے ان میں سر اعجاز ہیں

غبارِ قدم غیرتِ[12] کیمیا
صفائے بدن آئینہ کی ضیا

توسل[13] سے ان کے کریں جو دعا
وہیں اس کی حاجت ہو فوراً روا

بیاں کیا کروں ان کے عزّ و وقار
کہ طاقت زباں کو نہیں زینہار[14]

یہ نورِ الٰہی ہیں آلِ رسولؐ
ولادت ہے مصحف کی شانِ نزول

ثنائے حسن گوش دل سے سنو
گلِ بوستانِ ولادت چنو

1-بدلے 2-ظاہر 3-خوش حال 4-بہادر 5-ستارہ فلک 6-جواہرات کا ڈبہ 7-قبر
8-قبول 9-مغفرت کردیا ہوا 10-جس پر عذاب نازل ہوا 11-حاصل 12-مقابل
13-وسیلہ 14-ہرگز

ہیں القاب ہادی زکی و سراج
تجلّی دہ[1] مسند و تخت و تاج

علیِ نقیؑ باپ عالی جناب
حدیث اور سوسن ہے ماں کا خطاب

مگر کنیت سید انس و جاں
حدیثوں سے ہے بو محمد عیاں

ہے ماہِ ولادت کا درجہ رفیع[2]
لکھا ہے کہ ثانی تھا ماہِ ربیع

یہ مجموعۂ حکمتِ کردگار
ہوا جمعہ کو خلق با صد وقار

سنو اختلافات تاریخ تم
دوم ہے چہارم ہے ہشتم دہم

یہ تاریخیں چاروں ہیں بیشک سعید
ہر اک روز شیعوں کو لازم ہے عید

چہارم دہم عید ہر روز ہے
اگر آٹھویں ہے تو نوروز ہے

سپیدا[4] سحر کا جو پیدا ہوا
یہ خورشیدِ ایماں ہویدا[5] ہوا

اِدھر صبح کا نور اُدھر دن کا نور
یہ نورِ علی نور کا تھا ظہور

امامت کا گلشن ہرا ہوگیا
شگفتہ گلِ دو[6] سرا ہوگیا

علیؑ کے محبّ ہوگئے شاد شاد
کیا سجدۂ شکر ربِّ عباد

نہ پھولوں سماتے تھے اربابِ دیں
پےِ تہنیت[7] آئے شہؑ کے قریں[8]

یہ بشاش اس دم تھے خاصانِ رب
بغل گیر آپس میں ہوتے تھے سب

عدو آتشِ غم سے تھے سوختہ[9]
محبوں کے رُخ تھے بر[10] افروختہ

زمیں سے فلک تک تھی یہ دھوم دھام
کہ پیدا ہوا قبلۂ خاص و عام

ہر اک سمت آراستہ انجمن
گل و غنچہ خنداں چمن در چمن

یہ طوبیٰ کے دل میں تھے ارماں بھرے
ثمر آئیں شہؑ پر نچھاور کرے

صدا طائروں کی تھی ہر سو بلند
ہوا خلق شہزادۂ ارجمند

جو ہو سایہ افگن[11] یہ ظلِ[12] خدا
تو ہوجائیں ہم بادشاہِ ہما

ابو ہاشمِ جعفری خوش بیاں
ہے اعجاز کے باغ میں گل فشاں

1- روشنی دینے والا 2- عالی 3- دوسری 4- سحر 5- ظاہر 6- دوعالم کا پھول
7- مبارک بادی 8- قریب 9- جلے بھنے 10- بشاش 11- سائبان 12- سایہ خدا

ذرا گوشِ دل سے سنو مومنو   شۂِ دیں کے رتبہ سے آگاہ ہو
ہوا قید زنداں میں وہ مرد پیر   نہ تھا ہتھکڑی کے سوا دستگیر[1]
گلے طوق آہن[2] پڑا بے خطا   کیا حشر زنجیرِ پا نے بپا
قلق طوق و زنجیر سے تھا کمال   مسلسل لکھا شاہ کو اپنا حال
میں شومیِ[3] طالع سے ہوں قید میں   عدو ہیں مرے ہر گھڑی کید[4] میں
جہاں میں ہو تم نائبِ مرتضیٰ   وہ سب انبیاؑ کے ہیں مشکل کشا
جناب علیؑ سے جو کی التجا   ہوئے چاہ و زنداں سے یوسف رہا
میرا بھی یہی اب وظیفہ ہے بس   ندارم[5] غیر از تو فریاد[6] رس
روا ہے کہ حاجت روا کیجیے   یہ عقدہ[7] مرا جلد وا[8] کیجیے
میں ہوں بارِ زنجیر سے دردمند   گلو گیریِ طوق سے دم ہے بند
اٹھایا ہے حیدرؑ نے خیبر کا در   اسی شیرِ یزداں کے تم ہو جگر
تم اس کے اٹھانے میں عاری[9] نہیں   یہ زنجیر اس در سے بھاری نہیں
یہ عرضی جو گذری حضورِ جنابؑ   لکھا خامۂ[10] فیض سے یہ جواب
نہ مضطر ہو دے گا رہائی خدا   نمازِ اوّلِ وقت کر تو ادا
یہ تحریر پڑھ کر بعجز و نیاز   ادا میں نے کی وقت پیشیں[11] نماز
عیاں رمز[12] مشکل کشائی ہوئی   ادا کی نماز اور رہائی ہوئی
ہُوا قیدِ زنداں سے تو میں رہا   مگر قید عسرت[13] میں تھا مبتلا
یہ چاہا کروں حالِ عسرت رقم   ہوئی شرم زنجیرِ پائے قلم
حمیّت سے بے دست و پا ہوگیا   گلو گیر طوقِ حیا ہوگیا
نہ لکھا یہ مطلب بہ فرطِ حیا   مجھے شرم و غیرت نے عاجز کیا
گیا اپنے گھر میں جو میں ناگہاں   ہوا عالمِ حضرت کا رتبہ عیاں

1-ہاتھ تھامنے والا 2-لوہا 3-بدنصیبی 4-بغض دشمنی 5-نہیں رکھتے 6-فریاد سننے والا
7-مشکل 8-جھجک 9-دشمنی، عیب، ننگا 10-وقت فضیلت 11-راز 12-دشواری

عیاں ان پہ خادم کا مقصود[1] تھا
وہیں آدمی در پہ موجود تھا

یہ رحمت عجب ہے یہ بخشش عجب
دئے مجھ کو دینار سو بے طلب

کیا کلک[2] الطاف سے یہ رقم
کہ ہیں رازِ پنہاں[3] سے آگاہ ہم

نہ پھر شرم کرنا بوقتِ طلب
غنی ہے خدا اور محتاج سب

سنو اور اعجازِ شاہِ انام
کہ افزود[4] ہو دل میں حبِّ امام

ابو ہاشمِ جعفری اہلِ دیں
محبِّ شہنشاہِ گردوں[5] نشیں

بیاں کرتا ہے یوں کرامت کا حال
کہ اک سال مفلس ہوا میں کمال[6]

گیا میں حضور شۂ خاص و عام
کیا سر جھکا کر ادب سے سلام

ملے پہلے آنکھوں سے پاے امام
کہا حالِ فاقہ کشی پھر تمام

تاسّف کیا شۂ نے سُن کر کمال
کہا مجھ سے رزاق ہے ذوالجلال

میانِ کفِ دستِ شاہِ زمن
عیاں تازیانہ تھا جیسے کرن

سرِ دست[8] یہ مجھ پہ احساں کیا
کہ عسرت[7] کی مشکل کو آساں کیا

سرِ دست شۂ نے اٹھایا اسے
یکایک زمیں پر لگایا اسے

نہ تھا شہ کے اعجاز سے کچھ عجب
کہ پیدا زمیں کے دفینے[9] ہوں سب

نظر آگئی قدرتِ کردگار
زمیں سے ہوئی ایک شئے آشکار

کہا مجھ سے لے لے اسے بیدرنگ[10]
کہ فاقہ کشی سے نہایت ہے تنگ

نہ عسرت کا تو رنج اب کھائیو
اسے بیچ کر صَرف[11] میں لائیو

ہوا میں غنی شوقِ دینار میں
بکی پانچ سو کو وہ بازار میں

ابو قاسمِ نیک سے ہے رقم
کہ جعفر تھا اک شخص عالی ہمم[12]

ولا شۂ کی تھی اس کی بنیاد[13] میں
وہ جعفر تھا جعفر کی اولاد میں

نہایت دلیر و دلاور تھا وہ
شجاعت میں جعفر کا ہمسر تھا وہ

1-حاصل مراد 2-قلم 3-پوشیدہ راز 4-زیادہ 5-فلک 6-زیادہ 7-دشواری
8-فوراً 9-خزانے 10-بغیر سوچے سمجھے 11-استعمال 12-عالی منصب 13-فطرت

پھرے ناگہاں اس سے کینہ[1] شعار — گھِرا نابکاروں[2] میں وہ باوقار
شۂِ دیں کو اس نے عریضہ[3] لکھا — حمایت کی حضرت سے کی التجا
عریضہ وہ آیا جو پیشِ امام — پڑھا یک[4] قلم اس کو شہ نے تمام
جواب اس کو لکھا کہ اے ذی شعور — مدد گار تیرا ہے ربِّ غفور
نہ کچھ فکر کرنا نہ کچھ اضطرار — اگرچہ عدو ہیں تیرے بے شمار
یہ شقہ[5] گیا جب کہ جعفر کے پاس — ہوئے جمع اجزائے ہوش و حواس
ہوئے شُقّے سے رازِ نصرت[6] جلی[7] — نبیؐ کے لیے جیسے نادِ علیؑ
ملا درد کا خوب درماں اُسے — ہوا فتحنامہ یہ فرماں اُسے
ملی تیغ نصرت پئے[8] کارِ زار — کہ ہر سطر شقہ بنی ذوالفقار
سجا تن پہ اس نے سلاحِ وغا — ہُوا پشتِ مرکب پہ جلوہ نما
رفیق آئے پھر گرد سب ہالہ وار[9] — لکھا ہے یہ راوی نے کُل تھے ہزار
برآمد ہوا گھر سے شیرانہ وار — عدو کا جگر ہوگیا بیقرار
اِدھر اک ہزار اور اُدھر بیس الف — لیے گرز و تیغ و تبر بیس الف
ہر اک سمت تیغیں چمکنے لگیں — کماں میں پیاپے کڑکنے لگیں
یہ گرم تگ[10] و پو ہوئے راہوار[11] — کہ گردوں چھپا زیرِ گرد و غبار
سرِ دست ڈھالوں کی چھائی گھٹا — ہر اک دم میں زور اس گھٹا کا گھٹا
رفیقوں کو لے کر بڑھا جعفری — کیا شیروں نے حملۂ حیدری
ندا اک نے دی ایک کو ہو کے خوش — بگیرد[12] بزن[13] ہاں بدار[14] و بکش
دلیروں نے کارِ نمایاں کیا — ہزاروں کو اک دم میں بیجاں کیا
ظفریاب[15] اعدا پہ جعفر ہوا — دمِ معرکہ بخت یاور ہوا
اثر قولِ شہ کا ہُوا آشکار — ہزاروں پہ غالب ہوئے اک ہزار

1- کینہ فطرت 2- بدمعاش 3- چٹھی 4- ایک ہی وقت میں 5- نامہ 6- مدد
7- موجود 8- کے لئے 9- ہالہ کی طرح 10- دوڑ دھوپ 11- گھوڑا 12- پکڑو
13- مارو 14 سولی پر چڑھاؤ 15- فتح یاب

زباں ان کی ہے کبریا کی زباں
کہا جو زباں سے ہوا وہ عیاں

نہ کیوں شیعہ اُن پر ہوں جاں سے فدا
عجب ان کا رُتبہ ہے پیشِ خدا

خبر اور دیتے ہیں اہلِ خبر
خلیفہ تھا عباسی اک بد گہر

کئے جمع صحرا میں اس نے سوار
وہ خورد[1] وکلاں سب تھے نوے ہزار

نہ تھی اس مخالف کے منہ میں لگام
دریدہ[2] دہن نے دیا حکم عام

کہ ہاں اے سوارانِ صاحب وقار
گلِ سرخ سے تم بناؤ ، بہاڑ

زمیں پر کرو ڈھیر اس خاک کا
خجل[3] جس سے گنبد ہو افلاک کا

خلیفہ کے ارشاد میں کی نہ دیر
کیا اک جگہ خاک کا سب نے ڈھیر

ہوا خاک کا اک پہاڑ آشکار[4]
عیاں تھا خلیفہ کے دل کا غبار

پکارا وہ مردود ہر دوسرا
کہ اس ٹیلے کے نیچے باندھو پرا[5]

سواروں نے باندھی برابر جو صف
تو لوہے کی دیوار اٹھی ہر طرف

ہلاتا تھا نیزہ کوئی بے دریغ[6]
لئے تھا کوئی ہاتھ میں گرز و تیغ

یہ سب شیر ساں[7] نعرہ زن ہوگئے
چرندے پرندے ہرن[8] ہوگئے

چڑھا آپ ٹیلے پہ مثلِ غبار
بلایا حسینؑ کو وہاں ایک بار

ہوئے رونق افزا وہاں شاہِ دیں
زمیں پر ہُوا عرش کرسی نشیں

برابر خلیفہ کے یوں تھے مقیم[9]
کہ فرعون کے پاس جیسے کلیم

سنو رمز ٹیلے کی کہتے ہیں ہم
مقدر[10] میں تھا شہؑ کا نقشِ قدم

یہ معلوم تھا ایزد پاک کو
سو پہلے سے معراج دی خاک کو

خلیفہ مخاطب ہوا سوئے شاہؑ
ذرا دیکھئے آپ میری سپاہ

کہوں ہاں تو شیروں سے لڑتے ہیں یہ
ابھی آگ میں کود پڑتے ہیں یہ

کھڑے ہیں ملازم مری فوج فوج
سمندر ہے یا شور میں موج موج

1- چھوٹے بڑے 2- پھٹے منہ 3- شرمندہ 4- ظاہر 5- فوجی دستہ 6- بے خوف
7- شیر سا 8- فرار 9- قیام 10- قسمت

کہا شہؑ نے خاموش او بے شعور
تجھے اتنے لشکر پہ ہے یہ غرور

مری فوج دیکھے گا بولا کہ ہاں
ہوئے ملتجی[1] حق سے شاہِ زماں

کہا تو مسبّب[2] ہے اے ذوالمنن[3]
ترے ہاتھ ہے آبروئے حسنؑ

کیا پھر خلیفہ سے شہؑ نے خطاب
کہ ہاں سر اٹھا سوئے گردوں شتاب

نظر کی خلیفہ نے جو ایک بار
مسلح نظر آئے لاکھوں سوار

سروں پر عیاں خود[4] کی جا فلک
ہجوم ان کا مشرق سے مغرب تلک

مزین بدن پر ہے ملبوسِ نور
چمکتے ہیں منہ صورت شمع طور

نقیبانہ[5] کہتے ہیں جن و پری
یہ ہے عسکرِ[6] حضرتِ عسکری

خلیفہ پہ یہ خوف طاری ہوا
کہ فی الفور بیہوش ناری ہوا

وہ ٹیلے سے مانند ذرّہ گرا
سر کفر سے کبر و غرّہ[7] گرا

جو ہوش اس کو آیا تو شہؑ نے کہا
بتا کیوں ارے دیکھا لشکر مرا

تو سمجھا تھا ہم کو کہ مجبور ہیں
ہمیں فضل حق سے یہ مقدور ہیں

بظاہر تو لشکر دکھاتا تھا تو
بباطن میں ہم کو ڈراتا تھا تو

سمجھتے ہیں مالک جزو کل ہمیں
خدا پر فقط ہے توکل[8] ہمیں

نہایت پشیماں و نادم ہوا
قدم بوسِ حضرتؑ وہ ظالم ہوا

سنو شیعیانِ امامِ اُمم
یہ بلطوں سے ہے اک روایت رقم

خلیفہ کے ایواں کا حاجب[9] تھا میں
ہر اک وقت اس کا مصاحب تھا میں

میں حاضر تھا اک دن خلیفہ کے پاس
کوئی روم سے لایا بندے پچاس

خوشامد سے نذرِ خلیفہ کئے
وہ بندے خلیفہ نے مجھ کو دیئے

دیا حکم غافل نہ ہوجائیو
شروط ادب ان کو سکھلائیو

غرض گھر میں اپنے میں لایا انہیں
طریقہ ادب کا سکھایا انہیں

1-التماس 2-اسباب بنانے والا 3-اللہ 4-لوہے کی ٹوپی 5-نگہبان 6-فوج
7-غرور 8-بھروسہ 9-دربان

ولیکن ہُوا اک برس جب تمام
خلیفہ کے پاس آئے شاہِ انام

خلیفہ نے حضرت کی تعظیم کی
ادب سے غلامانہ تسلیم کی

خلیفہ نے مجھ سے اشارا کیا
کہ ہاں ان غلاموں کو یاں جلد لا

لے آیا انہیں میں شتق کے حضور
ہُوا دیکھ کر خوش وہ اہلِ غرور

غلاموں نے دیکھا جو روئے امامؑ
جھکے بہرِ سجدہ زمیں پر تمام

خلیفہ نے دیکھا جو ان کا خضوع[1]
کیا فرطِ[2] حیرت سے اس نے رکوع

پکارا یہ غصہ سے وہ روسیاہ[3]
یہی تو نے ان کو سکھایا ہے واہ

نہ ان بندوں نے پاس آقا کیا
پھرے مجھ سے حضرت کو سجدہ کیا

کہا میں نے شاہد ہے میرا اللہ
نہ میری خطا ہے نہ میرا گناہ

کہا پوچھ سجدے کا ان سے سبب
وگر نہ تیرا سر میں کاٹوں گا اب

غلاموں سے پوچھا تو بولے غلام
کہ یہ ہیں وصیِ رسولِؐ انام

جس اقلیم[4] میں ہے ہمارا مکاں
یہ تشریف لاتے ہیں ہر سال واں

یہ دس روز رہتے ہیں وہاں ہر برس
بتاتے ہیں راہِ خدا ہم کو بس

جھکاتے پئے سجدہ کیونکر نہ سر
کہ پیرو ہیں ہم اور یہ راہبر

اُڑا اس سخن سے خلیفہ کا رنگ
شۂ دیں کو رخصت کیا بے درنگ[5]

مرخص[6] جو اس سے ہوئے شاہِؑ دیں
غلاموں کا سر اس نے کاٹا وہیں

یہ کہتا ہے بلطون ہنگامِ شام
میں حاضر ہوا رو بروئے امامؑ

کیا شاہؑ دیں نے یہ مجھ سے سوال
بتا مجھ کو تو ان غلاموں کا حال

کہا میں نے روشن ہے سب آپ پر
خلیفہ نے کاٹے غلاموں کے سر

سوئے[7] پردہ مجھ کو اشارا کیا
کہ ہاں دیکھ تو قدرتِ کبریا

ہوا داخل پردہ میں دل حزیں[8]
نظر آیا اعجاز سلطانِ دیں

1-عاجزی 2-شدت 3-سیاہ چہرہ 4-حکومت 5-فوراً 6-بوقت
7-پیچھے 8-دل غم زدہ

کہ بیٹھے ہیں زندہ سارے غلام
تفرج[1] کناں خندہ[2] زن شاد کام

طبق میووں کے غیب سے آتے ہیں
وہ بشاش بیٹھے ہوئے کھاتے ہیں

کہا مجھ سے حضرت نے اے نیک ذات
نہیں پیشِ عارف یہ حیرت کی بات

ہر اک رُتبہ حق نے دیا ہے ہمیں
دو عالم کا حاکم کیا ہے ہمیں

سفید و سیہ اور حیات و فنا
ہمارے ہیں قبضے میں صبح و مسا[3]

جسے چاہیں بخشیں خضر کی حیات
جسے چاہیں دوزخ سے ہم دیں نجات

کہا اس نے خادم کو آیا یقیں
بجا ہے بجا ہے یونہیں ہے یونہیں

نثارِ جلال شہ بحر و بر
بلا شک یہ ہیں مالک خشک و تر

جو چشمِ غضب سے کریں یہ نظر
بنیں عین[4] دریا میں موجیں شرر[5]

چہ افلاک و انجم چہ شمس و قمر
چہ رعد[6] و چہ برق و چہ کوہ و شجر

چہ دریا چہ صحرا چہ وحش و طیور
چہ انسان و جنّہ چہ غلمان و حور

چہ عرش و چہ کرسی چہ لوح و قلم
چہ طوبیٰ چہ کوثر چہ باغِ[7] ارم

چہ فردوس و دوزخ چہ باد و سحاب[8]
چہ جرم و خطا و چہ اجر و ثواب

چہ سرد و چہ گرم نور و چہ نار
حسن کا ہر اک شے پہ ہے اختیار

علیؑ نام اک شیعہ ابنِ حسن
ثنائے حسنؑ میں ہے یوں حرف زن

خلیفہ تھا عباسی اک روسیاہ
اسیر اس نے شہ کو کیا بے گناہ

ابھی قید میں تھے شہِ دو جہاں
پڑا قحط اس شہر میں ناگہاں

ہوا شکلِ گندم جگر غم سے خاک
تجسس[9] میں اکثر کئے زیر خاک

خلیفہ نے یہ حکم سب کو دیا
کہ باراں[10] کی خاطر کریں سب دعا

خلائق ہوئے مسجدوں میں بہم[11]
گئے سوئے صحرا بھی با چشمِ نم

برابر دعا سب نے کی تین روز
مگر تھی وہی خشک سالی ہنوز[12]

1-خوش حال 2-ہنس کر 3-شام 4-بیچ 5-شعلہ 6-گرج

7-جنت 8-بادل 9-جستجو 10-بارش 11-جمع 12-ابھی

ہوا جب نہ بارش کا کوئی طریق[1]
تو صحرا کی جانب چلا جاثلیق

رفیق اس کے ترساو راہب[2] بہت
اور اک اس کا راہب مصاحب بہت

وہ راہب بڑھا غول[3] سے یک بیک
کیا ہاتھ اونچا بسوئے فلک

وہیں لکّہِ[4] ابر پیدا ہوا
مینہ[5] برسا کہ وہ دشت دریا ہوا

ہُوا دوسرا روز جب آشکار
ہوئے مینہ کے طالب صغار[6] و کبار

بڑھا پھر وہ راہب بعجز و نیاز
کیے ہاتھ گردوں کی جانب دراز[7]

بڑھا وہ اور آئی گھٹا ناگہاں
ہوئی تازہ بارش سے جانِ جہاں

ہوا تیسرے دن یہی ماجرا
ہر اک دینِ راہب پہ مائل ہوا

زمیں تو ہوئی آبِ باراں سے تر
ہُوا خشک روئے خلیفہ مگر

طلب اس نے زنداں سے شہؑ کو کیا
پکارا کہ اے وارثِ انبیاؑ

خبر امت جد کی اب لو شتاب
کہ ایماں سے برگشتہ[8] ہیں شیخ و شاب[9]

نہ مقبول خالق گذارش ہوئی
کہ ان کی دعا سے نہ بارش ہوئی

خجل[10] گبر[11] و ترسا سے ہوتے ہیں سب
اب اسلام سے ہاتھ دھوتے ہیں سب

ابھی خیر ہے اے خدا کے ولی
دکھا دو انہیں معجزہ تم کوئی

ہُوا درفشاں یوں وہ خضرِ جہاں
کہ کل ہوں گے ہم سوئے صحرا رواں

بحق خدائے زمین و فلک
نہ باقی رہے گا کسی دل میں شک

کیا صبح اقرار نے جو ظہور[12]
بر آمد ہوا گھر سے خورشیدِ نور

ہوا ہمرہ شاہِ دیں جابلیق
چپ و راست تھے شیعیانِ صدیق

مثالِ خضر آئے صحرا میں شاہؑ
ہوئے نور سے ذرّہ مانند ماہ

کیے ہاتھ راہب نے ناگہ بلند
ہوئے محوِ نظارہ سب عقلمند

مؤدب[13] کھڑا تھا غلامِ امامؑ
کہا شہؑ نے ہاں ہاتھ راہب کا تھام

1-طریقہ 2-عیسائی رہبر 3-مجمع 4-ٹکڑا 5-بارش 6-چھوٹے بڑے

7-بلند کیے 8-پلٹے 9-جوان 10-شرمندہ 11-کافر 12-پیدا 13-ادب کے ساتھ

سرِ دست[1] خالق سے تحسین لے
جو ہے ہاتھ میں ان کے وہ چھین لے

بڑھا حکم آسا[2] سے فوراً غلام
دلیرانہ اس کا لیا ہاتھ تھام

بہت کشمکش سے کھلیں انگلیاں
نظر آیا اک پارۂ[3] استخواں

ہوا کچھ نہ ہاتھوں سے بے دین کے
یہ لے آیا وہ استخواں چھین کے

دیا شاہِ والا کو وہ استخواں
یہ راہب سے بولے امامِ زماں

بھلا اب تو اپنی کرامت دکھا
بھلا اب تو مینہ کے لیے کر دعا

ترے شعبدہ[4] کی ہوا پھر گئی
کہ آ کر **فلک** پر گھٹا پھر گئی

بھلا ہم بھی دیکھیں بُلا ابر کو
کہاں ہے کدھر ہے تو لا ابر کو

نہ گویا[5] وہ بدعت کا بانی ہوا
مگر شرم سے پانی پانی ہوا

خلیفہ نے کی عرض اے غیب داں
بتاؤ تو کس کا ہے یہ استخواں

ہوا درفشاں یوں وہ فخرِ مسیح
نہ شک کیجیو ہے یہ قولِ صحیح

کہ ہیں جا بجا انبیا کے مزار
زمیں کو ہے ان کے سبب سے قرار

انہیں تربتوں[6] میں کسی قبر پر
ہُوا ہے بلا شبہ اس کا گذر

وہاں ہاتھ آیا ہے یہ استخواں
یہ ہے استخوانِ نبیؐ بے گماں

نہ یہ سحر[7] نے کوئی صنعت ہے یہ
اسی استخواں کی کرامت ہے یہ

اٹھاؤ اسے جب کہ سوئے **فلک**
وہیں مینہ برسنے لگے یک[8] بیک

ہُوا چار سو شور صلِ علےٰ
کہ حقا یہ ہیں نائبِ مصطفےٰؐ

انہیں سے ہے قائم زمین و زماں
یہی ہیں خلائق کے حق میں اماں

یہ اعجاز رُتبہ میں ہیں بے نظیر
سنو اس کو تم اے صغیر و کبیر

مگر چاہیے مجھ کو وقت رقم[9]
قمر کی دوات اور کرن کا قلم

کتابوں سے یہ معجزہ ہے عیاں
ہے راوی ابو قاسمِ خوش بیاں

1-ابھی فوراً 2-فرمان 3- ٹکڑا ہڈی کا 4- جادوگری 5-بولا 6- قبروں
7- جادو 8-فوراً 9- لکھنا

رقم کرتے تھے نامہ شاہؑ انام
پہ موتی کی لڑیاں تھیں سطریں تمام

نہ پایا تھا خط نے ابھی اختتام
کہ اُٹھے عبادت کی خاطر امامؑ

رہے مشق طاعت میں مولا اِدھر
اُدھر نامہ پر کی جو میں نے نظر

نظر آئی صنعِ[1] خدا یک قلم
جو تھا خط میں باقی ہوا خود رقم

کھلے میرے دل پر یہ راز و نیاز
وہاں کی شۂ دیں نے مشقِ نماز

وہاں کارِ حق مقتدا نے کیا
یہاں کام ان کا خدا نے کیا

عیاں خوبیِ کلکِ[2] تقدیر تھی
وہ منشیِ قدرت کی تحریر تھی

مگر قدرداں اپنا پایا نہیں
خدا نے خط اپنا دکھایا نہیں

حسیؔن سے دبیؔر اب یہ ہے التجا
کہ اس نظم تازہ کا ہے یہ صلا[3]

مجھے بخشئے دولتِ زائری
عطا کیجئے خلعتِ[4] زائری

میں قربان اے حضرتِ عسکری
کہ ہے ختم تم پر محبّ پروری

سدا آپ کی مہربانی رہے
مجھے صحت جاودانی[5] رہے

پناہِ خدا ہے پناہِ حضور
کہ سب خاک ہیں تم ہو خالق کے نور

درتہنیت ولادت باسعادت امام ثانی عشر حضرت صاحب العصر ادام اللہ ظلہ العالی

پلا ساقیا وہ مئے مشک[6] فام
ہرن[7] جس سے خورشید ہو وقتِ شام

رُخِ روز روشن ہے نظروں میں تار
شب عید کا ہے مجھے انتظار

مئے نور جامِ قمر میں پلا
گزک[8] کے عوض نقل[9] تاروں کے لا

شتاب آ کہ ہے وقتِ عیش و سرور
امام الزّماں کا ہے گویا ظہور

پلا وہ مئے ارغوانی مجھے
نظر آئے پھر نو جوانی مجھے

پلا مجھ کو وہ بادۂ خوش شمیم[10]
فراموش[11] جس سے ہو ہر ایک غم

وہ ساغر کہ غم جس سے بھولا رہے
گلِ عیش نظروں میں پھولا رہے

1- صنعت 2- قلم 3- انعام 4- انعام 5- لباس 6- ہمیشہ
7- مشک کی طرح 8- فرار 9- مزہ 10- سفید مٹھائی 11- خوش 12- بھول جانا

وہ پیانہ دے مجھ کو اے ذی شعور[1]
نہ زائل[2] ہو تا حشر جس کا سرور[3]

میں اس مے کا دیتا ہوں تجھ کو پتا
کہ ساقی ہیں جس کے شۂ ہل اتا

لطیف[4] اور شفاف بیحد ہے وہ
مۓ[5] حبّ آلِ محمدؐ ہے وہ

سرور بشارت کی شب آج ہے
جدا دل سے رنج و تعب[6] آج ہے

ارے نیمۂ ماہ شعباں ہے آج
ہدایت کا خورشید تاباں[7] ہے آج

امام الزماںؑ آج پیدا ہوئے
شۂ انس و جاں آج پیدا ہوئے

یہ نور خدا جب ہویدا[8] ہوا
جہاں اس کی صورت پہ شیدا[9] ہوا

بنا نور رُخ سے جہاں نور کا
جہاں نور کا آسماں نور کا

تجلّی[10] میں ذرّے ہیں مہرِ منیر
خوشی سے ہُوا ہے جواں چرخ پیر

زمین و فلک پر خوشی کی ہے دھوم
ہوئے بدر بڑھ بڑھ کے سارے نجوم

ملی ہے بزرگی یہ کس رات کو
شبِ قدر کہتے ہیں اس رات کو

زمانے میں پیدا وہ عادل ہوا
کہ ڈر کر جدا حق سے باطل ہوا

محمدؐ کا ہم نام ہوتا ہے خلق
شۂ مُلکِ اسلام ہوتا ہے خلق

اُسی کے تولّد کی ہے دھوم دھام
دو عالم کا حاکم سبھوں کا امامؑ

یہ اس کے قدم سے ہے قائم جہاں
وہی ہے دو عالم کا حصن[11] اماں

وہ ہے سر بسر نور ربِّ ہدا
وہ ہے حضرتِ خضر کا پیشوا

وہ ہے حق کے گھر کا مدار المہام[12]
اسی سے دو عالم کا ہے انتظام

کوئی شخص آیا حضورِ امامؑ
کہا عسکری سے یہ بعد از سلام

وصی آپ کا کون ہے اے حضورؑ
دکھا دو مجھے آئے آنکھوں میں نور

کہا عسکری نے پسر ہے مرا
وہ چشم و چراغ اور قمر ہے مرا

یہ کہہ کر محل میں گئے شاہِ دیں
بر آمد[13] ہوئے لے کے طفلِ حسیں

1-عقل مند 2-ختم 3-خوشی 4-صاف 5-شراب 6-غم 7-روشن

8-ظاہر 9-عاشق 10-روشنی 11-قلعہ 12-وزیرِاعظم 13-باہر آئے

کہا دیکھ یہ ہے وصیِ امام
ہے قائمؑ لقب میرا قائمؑ مقام

بلا شبہ جو عسکریؑ نے کہا
نبیؐ نے بھی فرمایا تھا بارہا

وہ ہیں جانشینِ رسولِؐ خدا
علیؑ کی طرح سب کے مشکل کشا

نہیں ان سے پوشیدہ جانِ جہاں
زمین و فلک پر ہیں وہ حکمراں

مسیحؑ ان کی الفت کا بھرتے ہیں دم
جلو [1] خانہ ان کا ہے باغِ ارم

وہ مہرِ عرب ہیں وہ ماہِ عجم
نبیؐ کا تجمل علیؑ کا حشم

خدا کی طرف سے ہے کل اختیار
ملائک ہیں ہر وقت خدمت گذار

خدا کی طرح عالم الغیب ہیں
عطا[2] پاش ہیں ساتر[3] العیب ہیں

حکیمہ یہ کہتے ہیں اے اہلِ غور
ہوا جب شہؑ کے تولّد کا طور

یکا یک ہوا نور ہر سو عیاں
زمیں ہوگئی غیرتِ آسماں

بجا لایا ہر اک سجود و رکوع
ہوا مہر برجِ حمل سے طلوع

صدا آئی ذرّوں سے صلِّ علا
کہ ہم نام احمدؐ کا پیدا ہوا

زمیں پر دھرا آپ نے جب قدم
ہوئے بہرِ سجدہ سوئے قبلہ خم

پڑھا بعد سجدے کے کلمہ تمام
کئے وردِ لب سا اماموںؑ کے نام

بوجہ حسنؑ عسکری آئے وہاں
لیا بر[4] میں دلبر کو مانندِ جاں

میں قربان اعجازِ شاہِ انام
پدر سے کہا السّلام السّلام

کئی مرغ پھر واں ہوئے آشکار
پھرے گردِ شاہِ فلک اقتدار

یہ ان میں سے مرغ کلاں[5] نے کہا
حفاظت کرو اس کی صبح و مسا[6]

یہ ہے وارثِ حیدرؑ و فاطمہؑ
امامت کا اس پر ہُوا خاتمہ

اٹھایا پھر اس مرغ نے شاہؑ کو
کیا زیب[7] آغوش اس ماہ کو

روانہ ہوا لے کے سوئے سما
ہر اک مرغ اس کے جلو[8] میں اُڑا

1-پالکی، صحن 2-عطا کرنے والا 3-عیبوں کو چھپانے والا 4- گود 5-بڑا مرغ
6-شام 7- زینت گود کی بنایا 8-آگے

تحیّر[1] سے ہر ایک تکتا رہا — تعجب رہا اور سکتا رہا
زیادہ تھا حضرت کی ماں کو ملال — نہ تھا ضبط ممکن نہ تابِ مقال[2]
وفورِ[3] قلق سے وہ تھی نیم جاں — کہ ناگہ کیا عسکریؑ نے بیاں
نہ ہو تو حزیں[4] کبریا ہے کفیل[5] — یہ تھا مرغ روح القدس جبرئیل
مقام تفاخر ہے اے خوش خصال[6] — گیا ہے حضورِ خدا تیرا لال
میرے جد کا وارث ہے یہ نورِ عین — یوہیں عرش حق پر گئے تھے حسینؑ
چہل روز جائے گا اور آئے گا — ہر اک روز معراج یہ پائے گا
کلیجہ سے اپنے لگائے گی تو — نہ کڑھ دودھ اس کو پلائے گی تو
خوشا رتبۂ شاہِ گردوں وقار — گئے عرش اعظم پہ چالیس بار
خدایا رہے دینِ حق کا عروج — امام زماں کا ہو جلدی خروج
یہ مداح بھی ہوئے آقا کے ساتھ — رکابِ فرس میں ہو بندے کا ہاتھ
روایت یہ کرتا ہے احمد بیاں — گئے عسکریؑ جب کہ سوئے جناں
ہوا غم سے حضرت کے دل میرا چاک — گریبان پھاڑا ملی منہ پہ خاک
زیادہ تھا اس رنج سے دل حزیں — نہیں عسکریؑ کا کوئی جانشیں
گیا میں جنازے پہ اندوہ[7] گیں — نظر آئے واں سی ونہ[8] اہلِ دیں
جنازے کے تھے گرد سب ننگے سر — کوئی خوں فشاں تھا کوئی نوحہ گر
اُٹھا پردہ دروازے سے ناگہاں — ہُوا ایک خورشید جلوہ[9] کناں
عجب روئے پُر نور کی تھی چمک — جھپکنے لگی چشمِ مہرِ فلک
قد پاک طوبیٰ تو غنچہ دہن — سراسر عیاں تن سے بوئے چمن
نظر آئی جو نورِ حق کی ضیا — کہا سب نے ایک بار صلِ علا
ہوا مقتدا[10] آکے وہ رہنما — نماز جنازہ کی سب نے ادا

1-حیرت 2- گفتگو 3- شدت غم 4- غم زدہ 5- نگہبان 6- خوش صفت
7- غم انگیز 8- انچالیس 9- ظاہر 10- کھڑا ہونا (قیام کرنا)

نمازِ جنازہ ہوئی جب تمام
نظر پھر نہ آیا وہ عالی مقام

تحیّر میں واں رہ گئے سب کے سب
نہ ثابت ہوا اس کا نام و نسب

صدا غیب سے آئی یہ اس گھڑی
یہ ہے نائبِ حضرتِ عسکریؑ

خدا کی ہے قدرت خدا کا ہے نور
ہر اک جا ہے باطن میں اس کا ظہور

رقم کرتے ہیں وہ روایتِ صدوق
عقیدت کا جس سے فزوں[1] ہو وثوق[2]

مجھے ایک حاجی نے دی یہ خبر
کہ اعمالِ حج سے میں تھا بہرہ ور[3]

قسم ربِّ کعبہ کی وقتِ طواف
نظر آگیا مجھ کو یہ صاف صاف

کھڑا ہے سوئے راست اک رشکِ ماہ
جبیں پر برستا ہے نور آلہٰ

ہویدا[4] ہے چہرے سے شان و شکوہ
شکوہ و جلالت کا گویا ہے کوہ

عیاں یوں جبیں پر نشانِ سجود
قمر کے قریں[5] جیسے تارا نمود

ہیں گھیرے ہوئے یوں اسے سب بشر
کہ تاروں کے حلقہ میں جیسے قمر

سماعت میں ہیں صرف سب مرد و زن
کہ قند مکرر ہے ہر اک سخن

کلام ان سے کرتے ہیں سب شیخ و شباب
وہ دیتا ہے باتوں کا سب کے جواب

یہ میں نے کیا اک سے اس دم خطاب
بتا کون ہے یہ معلّی[6] جناب

ٹھہرتی نہیں مہرِ رخ پر نظر
فرشتہ ہے کوئی بشکلِ بشر

کہا اس نے مجھ سے کہ اے ذی شعور
یہ خورشید ہے چشمِ حیدرؑ کا نور

جناب ہی کا ہے قائم مقام
امام زماں ہادیِ خاص و عام

سپہرِ امامت کا یہ ماہ ہے
یہی ملکِ دیں کا شہنشاہ ہے

بیاں صاف اس کا بیانِ نبیؐ
دہن میں ہے گویا زبانِ نبیؐ

یہ سُن کر نہ آئی مرے دل کو تاب
گیا سر کے بل میں حضورِ جناب

ادب سے کیا میں نے مجرا[7] ادا
نظر آئی شکلِ جلالِ خدا

1-زیادہ 2-اثر 3-فائدہ مند 4-ظاہر 5-قریب

6-عالی 7-سلام

کیا عرض خادم نے پھر اپنا حال
گذرتا تھا[1] سے جو جو ملال

کئی سنگریزے عنایت کیے
بباطن[2] مگر لعل و گوہر دیئے

میں ان سنگریزوں کو لے کر جھکا
میں پارس[3] قدم چوم کر بن گیا

دھرا میں نے اپنا جو باہر قدم
ہوئے گرد سکاّن[4] بیت الحرم

بہ منّت ہر اک نے یہ کی التجا
ہمیں بھی دکھا دے تجھے کیا دیا

غرض میں نے مٹھی کو جو وا[5] کیا
سرِ دست دولت نے جلوہ کیا

کہ وہ سنگریزے عطائے امامؑ
نظر آئے سونے کے ٹکڑے تمام

میں آسودہ[6] ہوکر چلا اپنے گھر
کہ اب عیش وعشرت سے ہوگی بسر

ملا راہ میں پھر وہ بحرِ سخا
محبت سے الفت سے مجھ سے کہا

کہ اعجازِ معصومؑ پر غور کر
جو منظور ہو امتحاں اور کر

مجھے جان لے خوب پہچان لے
سخن میرا حق کا سخن جان لے

میں ہوں مقتدا رہنما پیشوا
میں ہوں حامی دینِ خیرالورا

ہویدا ہے ہر اک پہ نام و نسب
دو عالم میں مہدیٔ دیں ہے لقب

امام زماں حجت کبریا
نہیں خلق میں کوئی میرے سوا

خدا کی عنایت سے لیل و نہار
خدائی کا کرتے ہیں ہم کاروبار

جہاں میں خلیفہ خدا کا ہوں میں
مدد گار شاہ و گدا کا ہوں میں

دبیؔر سخن رس نہ ہو صرفِ فکر
کہ بے انتہا معجزوں کا ہے ذکر

جناب شۂ عصر میں عرض کر
برائے خدا اے شہ بحر و بر

سفارش کرو حق سے میری مدام[7]
نگہباں ایماں رہو صبح و شام

عریضہ ہے میرا یہی دم بدم
کہ ہوں جلد زوّار شاہِ امم

پڑھو اے محبوؔ درود و سلام
ورودِ پیمبرؐ کا ہے یہ مقام

1-دشوار 2-اندرونی 3-پتھر جو سونا بناتا ہے 4- مقیم 5- کھولنا

6-بے فکر 7- ہمیشہ

فراہم ہوئی مجلسِ حُسن و نور
بجائے نہ کیوں زُہرہ سازِ سرور

میں پڑھتا ہوں اب معجزے وہ عجیب
کہ شاداں ہوں سُن کر علیؑ کے حبیب

نظارہ کرو حسنِ آغاز کو
سنو مہدیؑ دیں کے اعجاز کو

یہ اسرار[1] تو سب کو معلوم ہے
اُنہیں کی دو عالم میں اک دھوم ہے

نبیؐ و علیؑ کے یہ دلبند ہیں
جنابِ حسنؑ کے یہ فرزند ہیں

خدائی کا ان پر ہے دار و مدار
جو چاہیں کریں ان کو ہے اختیار

محمدؐ کے ہمنام لاریب ہیں
کھلا ہے کہ یہ عالم الغیب ہیں

یہ لکھتا ہے اک راویِ با صفا
ہوئے اک برس میرے طالع[2] رسا

میں حج کو چلا اپنے گھر سے شتاب[3]
غرض سر سے کی قطع راہِ ثواب

ادا وہ کیا جو کہ معمول تھا
طوافِ حرم میں میں مشغول تھا

پھرا تھا میں چند بار گردِ حرم
کیا ربِّ کعبہ نے جو یہ کرم

کیا دفع ہفتم جو قصدِ طواف
نظر آگئی نور کی شکل صاف

سوا حسن تھا نور کی شان سے
فزوں[4] جیسے تفسیرِ قرآن سے

سراپا سے تھی وہ تجلّی عیاں
کہ روشن تھا خالق کا رازِ نہاں

ہویدا[5] جلالت رُخِ پاک سے
عیاں کارِ ادریسؑ پوشاک[6] سے

زباں پر فقط ذکرِ معبود کا
لب و لہجہ موسیٰ و داؤد کا

کہا دل نے کیا نیک اسلوب ہے
ہدایت کو ہادی یہی خوب ہے

ملک گرد تھے ان کے صَرفِ سجود
تصدق ہوا میں بھی پڑھ کر درود

مگر ہم سخن پڑھ کے جس دم ہوا
تو ان میں سے اک شخص برہم ہوا

کہا اس نے موقع نہیں بات کا
نکر قصد اس دم ملاقات کا

کہا میں نے پھر یہ بصد اضطرار
بتاؤ یہ ہیں کون عالی وقار

1-راز 2-قسمت بنا 3-جلدی 4-زیادہ 5-واضح 6-لباس

کہا اس نے احمدؐ کے دلدار ہیں — یہی اک دو عالم کے مختار ہیں
انہیں سب طرح کی ہے قدرت ملی — عیاں ان پہ ہیں سب کے رازِ دلی
شریکِ طواف ان کو ہونا ضرور — ہدایت کی خاطر ہے خفیہ[1] ظہور
سنو شیعو اب شہؑ کا حلم و کرم — مخاطب ہوئے مجھ سے شاہِ اممؑ
میری پشت[2] پر ہاتھ رکھ کر کہا — ہمارا ہے تو دوست صد مرحبا[3]
ترے دل میں ہے پنجتنؑ کی ولا[4] — ہر اک جا ہیں چودہ ترے رہنما
کہا پھر کہ پہچانتا ہے مجھے — میں ہوں کون تو جانتا ہے مجھے
میں بولا کہ واقف نہیں یہ غلام — کہ حضرت کو کہتے ہیں کیا خاص و عام
ہو ارشاد اسمِ مبارک ہے کیا — کہا مہدئ دیں امامِ ہدا
بحکم خدا برملا آئیں گے — قیامت کے اعجاز دکھلائیں گے
مٹائیں گے راہِ ضلالت[5] کو ہم — دکھائیں گے حق کی عدالت کو ہم
سرِ اہلِ باطل کریں گے قلم[6] — بٹھائیں گے شیعوں کو زیرِ علم
زباں سے جواہر فشاں ہوگئے — یہ کہہ کر نگہ سے نہاں[7] ہوگئے
ہوئے وہ عطائے شہِ خوش خصال — ہوئے مجھ کو حاصل ہزاروں کمال
خوشا صاحب العصر کا عزو جاہ — کہ قائم انہیں سے ہے دینِ الہ
انہیں سے ہے شرعِ نبیؐ کا رواج — ہے مشرق سے مغرب تلک ان کا راج
جنابِ محمدؐ کے نائب ہیں یہ — یہ وہ عصر ہے جس کے صاحب ہیں یہ
ہر اک اہلِ ایماں کے ایماں یہ ہیں — خدا جس کا حافظ وہ قرآں یہ ہیں
ہے غیبت میں ان کی ہدایت عیاں — خدا جیسے پوشیدہ قدرت عیاں
لکھا ہے یہ سیدؔ سے اخبار میں — میں حاضر تھا مکہ کے بازار میں
نظر آیا ناگہ مجھے اک جواں — لیے ہاتھ میں زر تھا ہرسو[8] رواں

1- چھپ کر ظاہر ہونا   2- پیٹھ   3- شاباش   4- محبت   5- گمراہی   6- کاٹنا
7- چھپ جانا   8- ہرطرف

ارادہ یہ رکھتا تھا وہ با تمیز[1] | کہ اس زر سے واں مول لے کوئی چیز
فروشندے[2] اس زر کو لیتے نہ تھے | بقیمت کوئی چیز دیتے نہ تھے
پریشاں نہایت تھا وہ خوش سیر[3] | رُخِ سرخ تھا زرد مانند زر
کہا میں نے کیا حال ہے اے جواں | زبانِ مبارک سے کچھ کر بیاں
وہ بولا مسافر ہوں اے حق شناس | وطن کے ہیں درہم کئی میرے پاس
دکاندار یاں ان کو لیتے نہیں | کوئی شۓ عوض[4] ان کے دیتے نہیں
تردّد ہے اس وقت جاؤں کہاں | یہ درہم وطن کے بھناؤں کہاں
کہا میں نے بھائی نکر فکر و غم | بھلا میں تو دیکھوں وہ تیرے درم
یہ سُن کر کیا اس نے مٹھی کو وا[6] | نظر آئے درہم بنور و ضیا
میں سکّہ کے پڑھنے کو فوراً جھکا | پڑھا صاف اللہ اور ربّنا
عیاں بعد اس کے یہ تھا لا کلام | محمدؐ پیمبرؐ ہیں مہدی امامؑ
کہا اس سے میں نے کہ اے خوش سیر | یہ درہم کہاں کے ہیں اظہار کر
کہاں کا تو باشندہ ہے اے جواں | یہ درہم نہ ہوویں گے خوردہ[7] یہاں
وہ بولا کہ مغرب میں اے مہرباں | ہے دریائے اخضر[8] وہاں ہے مکاں
ہمارا شہنشاہِ عالی نسب | کہ جس کا ہے عالم میں مہدیؑ لقب
یہ سکّہ اسی شاہِ والا کا ہے | مددگار ادنیٰ و اعلیٰ کا ہے
دراز[9] ان کا سن ہے نہیں کچھ شمار | پہ رُخ سے ابھی ہے شباب آشکار
میں بولا حسب اور نسب کر بیاں | یہ مہدیؑ ہے کس قوم سے اے جواں
دھری اس نے انگشت تب زیرِ لب | پکارا کہ بس بس ہے جائے ادب
جو مومن ہے اے عبد ربِّ ودود | تو پھر نام لینا نہ غیر از درود
ارے یہ نبیؐ کے ہیں قائم مقام[10] | دو عالم کے یہ بارہویں ہیں امامؑ

1- سلیقہ مند 2- بیچنے والے 3- خوش مزاج 4- بدلے 5- شک 6- کھولا
7- بھنانا 8- سبز 9- لمبا 10- جانشین

دیا اس جواں نے یہ جس دم جواب — تو مجھ کو تحیر ہوا بے حساب
کھری بات سُن کر درم لے لیے — عوض[1] ان کے شامی درم دے دیئے
پر آیا میں کعبہ سے گھر اپنے جب — ملاقات کو آئے احباب سب
تحائف[2] طلب سب نے مجھ سے کئے — وہ درہم انہیں میں نے دکھلا دیئے
ہر اک نے نہایت تعجب کیا — پڑھا سکّہ اور پڑھ کے بوسہ دیا
دعائیں مجھے مومنین دے گئے — تبرک سمجھ کر وہ سب لے گئے
محمد ہے اک راویِ خوش بیاں — وہ احمد سے لکھتا ہے یہ داستاں
جو ہجری کے سنہ چاہے کوئی فہیم[3] — لکھے ایک ث ایک میم ایک جیم
غرض تھا یہ سال اور ماہِ صیام — میانِ[4] مدینہ تھا میرا مقام
وزیر خرد مند وہاں عون دین — بجاہ و جلالت تھا مسند نشین
ضیافت[5] میں اک دن بلایا مجھے — قریب اپنے اس نے بٹھایا مجھے
وہاں جمع تھے اور بھی خاص و عام — شریکِ طعام اور شریکِ کلام
کہ باراں یکایک برسنے لگا — وہ صحبت[6] کی صحبت رہی ایک جا
ہوا ہم سخن ایک سے اک حبیب — کئے نقل افسانہ ہائے عجیب
کہ ناگاہ ذکرِ مذاہب ہوا — اسی سمت ہر ایک راغب[7] ہوا
ابوبکر کا اک ہوا مدح خواں — کسی نے عمر کا کیا کچھ بیاں
کہ ہنس ہنس کے اتنے میں بولا وزیر — زمانے میں ہیں اہلِ سنت کثیر
معزز ہیں عالم میں ممتاز ہیں — یہ فضل خدا سے سر افراز ہیں
و لیکن ہیں شیعہ جہاں میں قلیل — میانِ خلائق[8] ہیں خوار و ذلیل
قریب اس کے بیٹھا تھا اک مردِ پیر — کہ تعظیم کرتا تھا اس کی وزیر
کہا اس نے خاموش اے باوقار — نہیں اس سخن کے لیے اعتبار[9]

1-بدلے 2-تحفے 3-عقل مند 4- درمیان 5-دعوت 6- گفتگو
7- متوجہ 8-خلقت 9- حقیقت

جو سُنّی ہیں کثرت سے تو فخر کیا
ہمیشہ سے ہیں نیک کم بد سوا[1]

مناسب زیادہ نہیں قال[2] وقیل
قوی[3] میری دعوے پہ ہے یہ دلیل

کہ ہے ماہیہ شہر میرا وطن
ہر اک اس کا کوچہ ہے رشکِ[4] چمن

نہیں اس کی وسعت کی کچھ انتہا
مہینوں میں ہوتا ہے طے راستا

جزائر ہیں سب بے حد و لاتعد
ہیں قریہ[5] فقط یک ہزار[6] و دو صد

نہایت ہی آباد ہے وہ دیار
نہیں واں کے باشندوں کا کچھ شمار

ہزاروں فرنگی[7] ہیں لاکھوں یہود
کسی سمت اہلِ حبش ہیں نمود

بسے ہیں کسی جا حجازی وہاں
ہیں آتش پرستوں[8] کے ہر سو مکاں

مسلمانوں کا ان میں ہے یہ حساب
کتابوں میں جس طرح اُم الکتاب[9]

یوہیں شیعہ ہیں سنّیوں میں عیاں
کہ جیسے خضر خلق کے درمیاں

نہ کیونکر ہوں تھوڑے کہ شیعہ ہیں نیک
بہتر ہیں فرقے بہشتی ہے ایک

ازل سے ہیں شیعوں کو حاصل شرف
نہیں تھوڑے ہونے سے زائل شرف

حقیت جو ایماں کی کثرت پہ ہے
سند یہ بھی شیعوں کی قلّت پہ ہے

عجب ایک نقل[9] پسندیدہ ہے
شنیدہ[10] نہیں بلکہ یہ دیدہ[11] ہے

کہ میرا پدر تھا بڑا مالدار
مروت خصال و تجارت شعار

اُنہیں مثلِ سیارہ رہتی تھی گشت[12]
قدم کے تلے تھا ہر اک شہر و دشت

یہ ذکر اک برس کا ہے اے نیک ذات
لیا میرے والد نے مجھ کو بھی ساتھ

ہوا میں بھی ہمراہ کشتی نشیں
کنارِ پدر میں پدر کے قریں

پہ کشتی میں کچھ اور اشخاص تھے
وہ کچھ عام تھے اور کچھ خاص تھے

لیے ساتھ اسباب[13] سب نو بنو
فرنگی تھے نو اور یہودی تھے نو

چلی وہاں سے کشتی جو اے نامور
ہوا خضر فضلِ خدا راہبر

1-زیادہ 2- گفتگو، بحث 3- مضبوط 4- حاسد چمن 5- گاؤں 6-بارہ سو 7-انگریز
8- زرتشت 9-قصہ 10- سنا 11-دیکھا 12-سیر 13-سامان

رہا ناخدا کا نہ کچھ اختیار
ہوئے ناخدا خواہشِ کرد گار

بظاہر مخالف ہوا ہوگئی
کہ رستہ سے کشتی جدا ہوگئی

خدا کشتی آنجا[1] کہ خواہد[2] برد
اگر ناخدا جامہ بر تن درد[3]

مخالف ہوا اور وہ بحرِ عمیق[4]
دل نا خدا بحرِ غم میں غریق[5]

ہوا ناگہاں اک جزیرہ عیاں
فضا میں تھا قدرت کا وہ بوستاں

عمارت نظر آئی عالی شکوہ
ہٹا سب کے دل سے کدورت[6] کا کوہ

فضا اس جزیرہ کی تھی دل فزا
حضور اس کے گلشن کو آئے حیا

نظر کی ہر اک نے بصد جدوکد[7]
نہ دیکھی مگر اس جزیرہ کی حد

ہر اک ناخدا سے یہ کہنے لگا
خبر دے جزیرہ ہے یہ کون سا

وہ کہنے لگا سیر تو درکنار
کبھی یہاں میں آیا نہیں زینہار[8]

روش[9] در روش نخلِ نو خاستہ
تروتازہ شاداب و آراستہ[10]

ہر اک نہر تھی چشمۂ آفتاب
درخشاں کرن کی طرح موج آب

کہوں واں کے باشندوں کا کیا میں حال
بصورت بشر پر فرشتہ خصال[11]

خوش اندام وخوش روئے خالق شناس
گلوں کی طرح پاک سب کے لباس

جو نام اس کا پوچھا تو بولے یہ سب
مبارک مدینہ ہے اس کا لقب

جو دریافت کی شاہ کی تخت گاہ
کہا زاہرہ میں یہاں کا ہے شاہ

یہاں سے وہاں تک ہے یہ فاصلہ
کہ جاتا ہے اک ماہ میں قافلہ

مگر ہاں جو دریا سے کیجے سفر
تو دس دن میں ہو زاہرہ میں گذر

کیا واں کے لوگوں سے پھر یہ بیاں
کہ دیں مال کا کس کو محصول یاں

وہ بولے یہاں کی ہے یہ رسم وراہ
نہیں یہاں کوئی نوکرِ بادشاہ

مگر مال تاجر جو یاں لاتے ہیں
تو حاکم کے آگے وہ خود جاتے ہیں

1-اُس جگہ 2-چاہے 3-پھاڑے 4-گہرا 5-ڈوبا 6-بغض
7- کوشش ومشقت 8-ہرگز 9- چمن کا اندرونی راستہ 10- سجے ہوئے 11-صفت

شرف سے زیارت کے ہوکر نہال[1]
ادا کرتے ہیں پھر وہ محصولِ مال

دیا حاکمِ شہر کا پھر نشاں
ہوئے واں سے ہم ان کی جانب رواں

گئے گھر میں حاکم کے جب خاص و عام
نظر آیا اک شخص عالی مقام

نہ نوکر نہ چاکر نہ تاج و سریر[2]
فقط ہے وہ دیندار زیبِ حصیر[3]

تقدس سراسر ہے رُخ سے نمود[3]
زباں پر کبھی شکر گاہے درود

بدن میں ہے زیبندہ[5] پشمی[6] لباس
فقط یادِ داور ہے گھر کا اساس[7]

دوات و قلم اس کے ہے رُوبرو
کتابت میں ہے صرف[8] وہ نیک خو

ادب سے سلام اس کو ہم نے کیا
جواب اس نے دے کر کہا مرحبا[9]

کیا سب کا اعزاز[10] حد سے سوا
قرینہ[11] سے سب کو بٹھایا جدا

کیا عرض ہم سب نے پھر اپنا حال
مخاطب ہوا یوں وہ عالی خصال

کہ ہو اہلِ اسلام یا غیر ہو
سوئے قبلہ یا جانبِ دیر[12] ہو

کہا ہم نے اے خاصِ ربِّ ودود
ہیں بعضے مسلماں بعضے یہود

کئی کلمہ گو ان میں عیسا کے ہیں
دل و جاں سے پیرو مسیحا کے ہیں

یہ سُن کر ہوئے چُپ وہ عالیجناب
پدر نے میرے کھولا کیسہ شتاب

تامل[13] کیا اور نہ وقفہ کیا
میرا جزیہ[14] اور اپنا ان کو دیا

نصارا تھے جو ہم میں وہاں اور یہود
دیا جزیہ سب نے انہیں زود[15] زود

مسلمانوں سے پھر وہ بولے کہ ہاں
عقائد تو اپنے کرو تم بیاں

بیاں سب نے اپنا عقیدہ کیا
پر اسمِ ائمہؑ نہ اک نے لیا

ہر اک کو امامت سے تھا انحراف
زرِ معرفت ان کا کھوٹا تھا صاف

غرض بعد تقریرِ طول و طویل
ہوا حرف زن یوں وہ مردِ جلیل

مسلماں تمہیں کوئی کافر کہے
مسلماں اماموںؑ سے غافل رہے

1-خوش حال 2-تخت 3-بوریا 4-ظاہر 5-سجاہوا 6-اونی 7-سامان 8-مصرف
9-شاباش 10-احترام 11-طریقہ 12-مندر 13-ٹھہرنا 14-ٹیکس 15-جلدی

مسلماں ہے بیشک وہ عبدِ خدا | علیؑ کو سمجھتا ہے جو پیشوا[1]
مسلماں نہیں خارجی تم ہو سب | اماموں سے واقف نہیں ہے غضب
یہ عرشِ خدا کے ہیں کرسی نشیں | یہ اک نور ہیں تا بہ مہدیؑ دیں
ملے گا تمہیں اب تمہارا نہ مال | کہ صرف[2] اس کا ہے مومنوں کو حلال
مسلمانوں نے حرف جب یہ سُنا | تو شعلہ کی صورت سر اپنا دھنا
ہر اک نے کیا فکر سے سر کو خم | زمیں پر گرے مثلِ نقشِ قدم
بہم[3] مشورہ کرکے سب نے کہا | پذیرا[4] ہو یہ عرض بہرِ خدا
مع مال و اسباب اے حق شناس | ہمیں بھیج دو اپنے مالک کے پاس
حقیقت میں ہم سب ہیں اہلِ خطا | سزا دیں غلاموں کو وہ برملا[5]
وہ بولے کیا خیر ہم نے قبول | ہُوا دُر مقصود سب کو حصول
کیا نا خدا کو پھر اس نے طلب | حقیقت ہماری کہی اس سے سب
کہا ان سبھوں کو بلطف و عطا | یہاں سے سوئے زاہرہ لے کے جا
مدارا[6] تلطف[7] بہت کیجیو | رسید ان کی لاکر مجھے دیجیو
غرض ہم سفینہ پہ بیٹھے بہم | ہوا بعد دس دن کے حق کا کرم
نظر آیا اک شہر رشکِ جناں | ہر اک قصر تھا غیرت بوستاں
جو رضوان جنت کو واں بخت لائے | نہ بھولے سے بھی خلد پھر یاد آئے
ہوا شاملِ حال فضلِ الہ | اُتر کر چلے جانبِ قصر شاہ
نظر آیا وہ قصر مابین[8] باغ | کہ خوشبو ہوا مثلِ غنچہ دماغ
ہوئے جس گھڑی داخلِ بارگاہ | ملا مسند نور پر بادشاہ
لباس فقیرانہ زیبِ بدن | پر اک تن میں تھا جلوۂ پنجتنؑ
کمر[9] بستہ خدام[10] آگے کھڑے | مؤدب[11] چپ و راست چھوٹے بڑے

1-امام 2-مصرف 3-مل کر 4-قبول 5-عام اور کھلا 6-تاکیدی سخن 7-محبت 8-درمیان
9-کمر باندھے 10-نوکر خدمت گزار 11-ادب کے ساتھ

ادھر پہنچے ہم اور اُدھر ناگہاں — ہوا صحنِ گلشن میں شورِ اذاں
ہوئے جمع آکر صغیر و کبیر — امامت کی اس شاہ نے اے وزیر
جماعت کی پڑھ پڑھ کے مومن نماز — ہوئے شہؑ سے رخصت بعجز و نیاز
کھڑے رہ گئے ہم حضورِ نگاہ — مخاطب ہوا ہم سے وہ بادشاہ
نشانِ سفر ہے رُخوں سے نمود[1] — مگر یاں تمھارا ہے تازہ ورود[2]
ہوئے ملتمس[3] ہم کہ کچھ شک نہیں — جو فرمایا شہؑ نے یونہیں ہے یونہیں
ہوئے ہم غریبوں کے طالع[4] رسا — یہاں آکے دیکھا جمال آپ کا
پھر احوال دریافت سارا کیا — کہا مرحبا اور مدارا[5] کیا
کیا اہلِ اسلام سے پھر خطاب — کہ ہاں تم سخن کا مرے دو جواب
پیمبرؐ کی امت میں اب واقعی — کوئی مالکی ہے کوئی شافعی
تم ان میں سے پیرو ہو کس کے بتاؤ — عقیدہ کی اپنی حقیقت سناؤ
کیا ان میں سے ایک نے یہ بیاں — کہ ہیں شافعی سب یہ خورد[6] و کلاں
مگر ہم میں وہ شخص حسّان نام — یہی مالکی ایک ہے والسلام
کیا شہؑ نے پھر شافعی سے خطاب — خطا ہے خطا ترک راہِ صواب[7]
طریقے میں ہے شافعی کے خلل[8] — قیاس[9] اور اجماع[10] پر ہے عمل
کہا پھر اس آیہ کو پڑھ تو ذرا — کہ ہے صدر[11] میں جس کے ابنا ئنا
پڑھا اس نے وہ آیہ فوراً تمام — ہُوا بادشاہ اس طرح ہم کلام
قسم تجھ کو قرآن کی سچ بتا — اس آیہ ہے کیا مرادِ خدا
سوائے نبیؐ و علیؑ و بتولؑ — حسینؑ و حسنؑ نورِ عینِ رسولؐ
یہ آیہ ہے آیا انھیں کے لیے — دیا اور ارباب دیں کے لیے
نہیں اس میں داخل کوئی مرد و زن — فقط پنجتن پنجتن پنجتن

1-ظاہر 2-داخلہ 3-التماس، عاجزی 4-قسمت بنا 5-خاطر تواضع 6-چھوٹے بڑے
7-نیک 8-غلطی 9-خیال آرائی 10-مجمع 11-پہلے لفظ

فصاحت سے آیہ پڑھی اور کئی
کہ حیرت پہ حیرت تھی ہم کو نئی

کوئی مضطرب کوئی گریاں ہوا
مگر شافعی سخت حیراں ہوا

اُٹھا اور اغفر[1] کہا چند بار
ہوا گرد پھر پھر کے ان پر نثار

کہا ہم سبھوں پر عنایت کرو
ہدایت کرو تم ہدایت کرو

ہمیں دولتِ دیں عطا کیجیے
پھر اسم و نسب بھی بتا دیجیے

کہا ہوں میں طاہر محمدؐ کا لال
حسنؑ ان کے ہیں والدِ خوش خصال

حسنؑ کے پدر ہیں علیِ نقیؑ
علیِ نقیؑ کے پدر ہیں تقیؑ

تقیؑ کے پدر ہیں جناب رضاؑ
رضاؑ کے پدر موسیٰ رہنما

یہ موسیٰ ہیں جعفرؑ کے نورِ نظر
یہ جعفر محمد کے لختِ جگر

محمدؑ کے والد شہِ مشرقین
علیؑ نورِ چشمِ جنابِ حسینؑ

جناب حسینؑ ابن شیرؑ خدا
یہ شیرِ خدا کل کے مشکل کشا

انھیں کے لیے پیشِ اہل یقیں
ہے یٰسیں میں آیا امامؑ مبیں

قسم ہے بذات خدا و نبیؐ
امامؑ مبیں تھے علیؑ ولی

یہ بے فاصلہ ہیں وصیِ نبیؐ
نبیؐ کے خلیفہ یہی ہیں یہی

شرف سب طرح کے ہمیں ہیں حصول
ہمیں ہیں ہمیں اہل بیتِ رسولؐ

اولوالامر قرآں میں ہے جو رقم
وہ ہم ہیں وہ ہم ہیں وہ ہم ہیں وہ ہم

سنا شافعی نے جو شافی[2] سخن
نہ پھر کچھ زباں سے ہوا حرف زن[3]

عجب عالمِ بے خودی چھا گیا
یہ ہیبت ہوئی اس کو غش آ گیا

ہوا بعد ساعت[4] کے جو ہوشیار
مکرّر[5] کیا شکرِ پروردگار

علیؑ ولی سے تولّا[6] کیا
اور اعدائے دیں سے تبرّا کیا

وہ سب دوزخی جنتی ہوگئے
ولیؑ خدا کے ولی ہوگئے

1-معاف کر 2-اطمینان بخش 3- گفت گو 4- گھنٹوں 5- دوبارہ 6-محبت

یہ پھر شاہزادے نے احساں کیا　　ہمیں آٹھ دن اپنا مہماں کیا
ہوئے ہم ضیافت[1] سے جب بے نیاز　　کیا شہر والوں نے پھر سرفراز[2]
عجب وہاں کے انسان تھے خوب و نیک　　کہ ایک روز مہمان کرتا تھا ایک
کھلاتے تھے تحفہ سے تحفہ غذا　　پہناتے تھے عمدہ سے عمدہ قبا
کہیں شب کو مہماں تو دن کو کہیں　　یہاں تک کہ ایک سال گذرا یونہیں
جو دریافت وسعت[3] کی اس شہر کی　　تو یہ بات ان سب نے ہم سے کہی
یقیں جانیو کچھ نہیں اشتباہ　　کہ ہے طول و عرض اس کا راہِ دو ماہ
قریب اس کے ہے رابقہ ایک دیار[4]　　ہیں سلطان وہاں قاسم نامدار
امامِ زماں کے ہیں وہ بھی پسر　　شفیق رعیّت[5] ہیں مثلِ پدر
ہے بعد اس کے اک شہر زیبا طلوم　　کہ ذرے سے جس کے خجل شام و روم
حوالی میں اس کے رساتیق ہیں　　ترو تازہ قریہ[6] بہ[7] تحقیق ہیں
ضیاع کثیرہ ہیں اور طول و عرض　　اسی کے مقابل ہے تم کرلو فرض
مگر عبد رحمان ہیں واں حکمراں　　برادر ہیں قاسم کے وہ نوجواں
پر اس شہر کے متصل[8] ہے وہ شہر　　عیاطلس ہے جو کہ مشہورِ دہر[9]
ولے عرض و طول اس کا بے اشتباہ　　رہِ چار ماہ ہے خالق گواہ
ہیں اس شہر زیبا کے ہاشم امیر　　جگر بند مہدیِ گردوں سریر[10]
سِوا اس کے ہیں اور کشور[11] کئی　　ہر اک سے ہویدا[12] ہے رونق نئی
خدا کو مفصّل ہے ان کی خبر　　ہے عاجز بیاں میں زبانِ بشر
یہ ہیں خاص شہر امامِ زماں　　بجز نفع ان میں نہیں کچھ زیاں[13]
ان اقلیموں[14] میں زیب اسلام ہے　　کہ اولاد مہدیؑ کے حکام ہے
محقق لقب طوسیِ خوش بیاں　　صداقت حسب[15] مرجع[16] راستاں

1-دعوت 2-عزت بخشا 3-محیط 4-ملک 5-رعایا 6-گاؤں 7-تحقیق کے ساتھ 8-ملا ہوا
9-دنیا 10-تخت 11-ملک 12-ظاہر 13-نقصان 14-سلطنتوں 15-کام 16-سچا مرجع

یہ نقلِ صحیحہ بیاں کرتے ہیں ضیا بار شمع زباں کرتے ہیں
کہ اک مرد تھا یوسفِ جعفری ولیٔ علی جعفری حیدری
یہ کہتا ہے وہ مرد شیریں زباں کہ ساکن تھا میں مکّہ کے درمیاں
برس تین گذرے جو مجھ کو وہاں ہوا کشور شام کو میں رواں
فلک راہ میں کج[1] ادا ہوگیا فریضہ سحر کا قضا ہوگیا
کہا دل میں یادِ خدا کیجیے نمازِ قضا اب ادا کیجیے
غرض نیّتِ صدق کرکے وہیں میں محمل سے اترا بروئے زمیں
میں فکر عبادت میں تھا ناگہاں ہوا دور سے ایک محمل عیاں
سوار اس میں ایسے تھے چار آدمی خجل جن کے ضو[2] سے ہزار آدمی
وہ چاروں تھے محمل میں یوں آشکار بہم[3] جیسے قالب[4] میں عنصر ہیں چار
وہ محمل میں تھے چار خوشرو[5] سوار ویا ایک جزداں میں مصحف تھے چار
مگر اک جواں ان میں تھا انتخاب کہ صورت تھی تفسیرِ ام الکتاب
میں حیرت زدہ ہو کے تکنے لگا کہ پتلی کا تارا چمکنے لگا
بجز دید آنکھوں کو تھا کچھ نہ کام کیا فرض واجب کہ سہواً سلام
یہ چاروں میں اک مجھ سے گویا ہوا ارے توبہ کر توبہ یہ کیا ہُوا
تو بھولا نماز اور یادِ الٰہ خلاف طریق نبیؐ ہے یہ راہ
کہا میں نے لاریب عارف ہو تم کہ اسرارِ[6] مذہب سے واقف ہو تم
وہ بولا تجھے شوق ہے بے حساب کہ دیدار مہدیؑ سے ہوں فیضیاب
کہا میں دکھلائے خالق کہیں یہ حسرت نہیں جس کو مومن نہیں
جواں اک جو اُن چاروں میں تھا وجیہ[7] بتا کر کہا دیکھ لاریب[8] فیہ
یہی ہیں یہی ہیں امامِ الزماںؑ شہِ انس و جاں مالکِ دوجہاں

1- ٹیڑھا 2- روشنی 3- باہم 4- جسم 5- خوب صورت 6- راز
7- خوب صورت 8- کوئی شک نہیں 9- وقت 10- ظاہر

میں بولا کرم اور فرمایئے
کوئی معجزہ مجھ کو دکھلایئے

کہا ہنس کے اچھا یہ کیا بات ہے
عیاں سب پہ اپنی کرامات ہے

اگر کہہ تو اے شیعۂ خوش یقیں
دکھائیں کرامت اسی دم یہیں

یہ **محمل** یہ ناقہ ابھی یک بیک
زمیں سے رواں ہو بسوے **فلک**

نہیں تو شتر[1] سے ہو **محمل** جدا
دکھائیں یہ **قدرت** بفضلِ خدا

اڑے **محمل** اس طرح بے بال و پر
شتر جیسے صالح کا تھا بے پدر

پے[2] عرض میں نے زباں[3] باز کی
یہ دونوں دلیلیں ہیں اعجاز کی

ادب سے میں کرتا تھا یہ التجا
زمانے کی اتنے میں بدلی ہوا

کہ پرواز ناقہ وہیں کر گیا
نہ تھا پر کوئی پر **فلک** پر گیا

اُڑا جب وہ اشتر بحکمِ امامِ
ہوئی حجّتِ **حق** کی حجّت تمام

اسی شخص نے پھر اشارا کیا
کہ یہ ہیں وصیِ **حبیب** خدا

نظر کی جو میں نے بشوقِ تمام
تو تھا گندمی[4] رنگ روے امام

معراج نامہ

زہے[1] صنعتِ ربّ لوح[2] و قلم
کیے بے ورق جس نے چہرے رقم[3]

طلسماتِ[4] قدرت ہویدا[5] کیے
کہا کُن تو کونین پیدا کیے

جو ماں باپ سے مہرباں ہے سِوا[6]
خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا

ہمیں معرفت حق کی ہو کیا حصول[7]
کہ ہے ماعرفناک[8] قولِ رسولؐ

زہے قدرتِ کردگارِ جلیل
کِیا آگ کو باغ بہرِ خلیل

ہِدل اُس کی طاعت میں سب ہیں رجوع
قدِ ماہ نو[9] تک ہے صَرفِ رکوع

اُسی جانمازِ فلک پر مدام[10]
کیا سجدہ خورشید نے صبح و شام

ہوئی بدر کو یہ عبادت کی چاہ
کہ خود بن گیا صورتِ سجدہ[11] گاہ

ستاروں کے دانوں کا سبحہ[12] بنا
فلک بھی ہے تسبیح خواں دائما[13]

جو عاقل ہے وہ خوب آگاہ ہے
کہ بندے ہیں سب ایک اللہ ہے

برآرندۂ[14] حاجتِ مفلساں
کسِ بیکساں اور روزی رساں[15]

صدف کو گہر باغ کو گُل دیے
جزو کُل کو سامان بالکل دیے

نہ چوب و طناب و نہ[16] میخ و ستوں
کھڑا حکمِ حق پر ہے گردونِ[17] دوں

چلے اُس پہ برق و ہوا کس قدر
نہ جلنے کا ڈر اور نہ گرنے کا ڈر

زہے شان پروردگارِ غنی
بچھی سب زمیں پر ہے ایک چاندنی

زمین و فلک بحر و بر خشک و تر
ہے اُس کی تجلّی سے سب جلوہ گر

وہ غفّار تقصیر[18] آفاق ہے
بد و نیک کا وہ ہی رزّاق ہے

ولادت سے پہلے خدائے قدیر
پئے[19] طفلِ مخلوق کرتا ہے شیر

نہیں دین و دنیا میں اپنا کوئی
وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی

ہماری ہدایت کو کیا کیا کِیا
محمدؐ سے ہادی کو پیدا کیا

1-واہ وا 2- تختی 3- لکھا 4- سحر فون 5- ظاہر 6-زیادہ 7- حاصل 8-اپنے کو پہنچانا
9- ہلال کا بدن 10-ہمیشہ 11-مہر نماز 12- تسبیح 13- ہمیشہ 14- بر لانے والا
15- روزی پہنچانے والا 16- کیلا 17-ادنیٰ فلک 18-فاتح 19-کے لئے

جنابِ محمدؐ شفیعِ انام / علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
خدا کی طرح سے ہیں یہ بھی رحیم / خدا بھی کریم اور نبیؐ بھی کریم
کہاں برشِ[1] تیغ کا یہ اثر / ہُوا اُن کی انگلی سے ٹکڑے قمر
شہ برق طاعت[2] سوارِ بُراق[3] / حبیبِ الٰہی علی الاتفاق[4]
چراغِ ہدایت سحابِ[5] عطا / سپہر[6] حشم کوہ صبر و رضا
خرد[7] وصف میں اُن سب کے حیران ہے / کہ ایک معجزہ اُن کا قرآن ہے
یہ رحم اُن کا دیکھو خدا کے لیے / کہ اُمت پہ صدقے نواسے کیے
یہاں ہے اور واں ہے وہی پاک ذات / اُسی سے ہے ان صورتوں کی نجات
بھلا کون سا نیک اپنا ہے کام / مدارِ[8] شفاعت ہے اُن پر تمام
ابھی بات میں ہو قیامت عیاں / جو کلمہ نبیؐ کا نہ ہو درمیاں
وہ معبود کا عاشقِ زار[9] ہے / وہ اللہ کے گھر کا مختار ہے
یہ حق کی بجا لایا وہ بندگی / کہ معبود نے پشت پر مہر کی
وہ ہے اپنی امت کا پشت[10] و پناہ / بلا شک ہے مُہرِ نبوت گواہ
بدن کا جو سایہ نہ تھا آشکار[11] / نزاکت سے اُٹھا نہ سائے کا بار
کہوں وجہ[12] جو کہ رہے واجبی / کہ خود سایۂ کبریا ہے نبیؐ
بجا ہے اگر سایہ پایا نہیں / کہ سائے کا دنیا میں سایہ نہیں
ہوا کو کہ سایہ نہ اُس کا عیاں / مگر اُس کے سائے میں ہے دو جہاں
محمدؐ سا پیدا نہ ہوگا نبیؐ / وصی ہو تو ایسا ہو جیسے علیؑ
علیؑ ولی شیرِ پروردگار / وصیِ نبیؐ مالکِ ذوالفقار
نہ بندہ کوئی خلق ایسا ہوا / کہ اللہ کے گھر میں پیدا ہُوا
جسے کہتے ہیں سب خدا کا ولی / علی ہے علی ہے علی ہے علی

1- کاٹ 2- دیدار 3- برق کا گھوڑا جس پر معراج ہوئی 4- متفق 5- بادل 6- آسمان
7- عقل 8- مرکز 9- رونے والا 10- نگہبان 11- ظاہر 12- دلیل

نہ کیوں اُس کے قبضے میں ہو کائنات
یداللہ بیشک ہے خالق کا ہات

سپہرِ[1] شجاعت کا اختر[2] ہے وہ
ولایت کے دریا کا گوہر ہے وہ

کسی سمت کو گر وہ عالی وقار
چلے ہو کے دُلدُل[3] پہ اپنے سوار

یہ خورشید سورج کی اپنی لے
جبیں پر لگا کر ادب سے چلے

چلے آسماں رکھ کے بالائے دوش[4]
شفق کا بنا مخملی زین پوش

چلے آفتابہ[5] کو لے اپنے ماہ
کریں تا وضو شاہِ ایماں پناہ

جہاں نامِ حیدرؑ پہ قربان ہے
کہ ہر مشکل سخت آسان ہے

وہ مردِ خدا وارثِ مرد و زن
وہ ہے بُت شکن وہ ہے خیبر شکن

وہی زوجِ زہراؑ وہی بوالحسنؑ
وہی شاہِ دنیا امامِ زمن

ہوئے نسل سے اُس کے گیارہ امام
امامت کا مہدیؑ پہ ہے اختتام

نبیؐ و علیؑ و حسینؑ و حسنؑ
مع حضرتِ فاطمہؑ پنجتن

اطاعت ہے یوں پنجتنؑ کی جواز[6]
کہ جس طرح سے پنجگانہ نماز

حسنؑ بعد حیدرؑ امامِ ہُدا
وصیِ حسنؑ پھر شہِ کربلا

امامِ چہارم ہے زین العبا
گواہ اُس پہ ہیں چار عنصر سدا

ملائک خدم[7] باقرِ نیک نام
شگافندۂ[8] علمِ پنجم امام

امامِ ششم جعفرِ پیشوا
کہ جو شش جہت کا ہے فرمانروا[9]

ہیں موسیٰ کاظمؑ وہ ہفتم امام
کہ ساتوں فلک جن کے ادنیٰ غلام

امامِ رضاؑ سیدِ ہشتمیں
ہیں آٹھوں بہشت اُن کے زیرِ نگیں[10]

امامِ نہم ہیں محمد تقیؑ
محبّ اُن کے مومن عدو ہیں شقی

علی نقیؑ ہیں امامِ دہم
محبّ و نثار اُن پہ ہم اور تم

نقیؑ کے خلف[11] عسکریؑ نیک نام
پدر کی طرح سے ہیں کُل کے امام

1- آسمان 2- تارہ 3- رسولؐ کا گھوڑا 4- کاندھوں پر 5- لوٹا 6- سند
7- نوکر 8- کھولنے والا 9- حکمران 10- زیرِ سلطنت 11- بیٹے

ہے اب جن کے قبضے میں سب انتظام
وہ مہدیٔ دیں بارھویں ہیں امام

علیؑ سے ہے ایک نور مہدیٔ تلک
گواہ اُس پہ بارہ بروجِ[1] فلک

زمین و فلک کے ہیں چودہ طبق
تو چودہ ہیں معصومؑ بھی نُورِ حق

اگر چہ ہیں غائب امامِ زماں
یہ ہے ذاتِ اقدس کا جلوہ عیاں

امامت پہ یوں ان کے شاہد ہیں سب
کہ بے دیکھے جیسے کہا رب کو رب

کہیں جلد ہو اب ظہورِ امامؑ
کہ مٹ جائے کفر و ضلالت کا نام

بہت کافروں نے اُٹھایا ہے سَر
کریں اُن کو بے سَر شہٖ بحر و بر

غریبوں کی مشکل کُشائی کریں
محبّوں کی حاجت روائی کریں

مناجات کر اب دبیرؔ حزیں[3]
سوئے قبلہ ربِّ دنیا و دیں

الٰہی بہ پیشانیٔ مصطفیٰؐ
شکستہ ہوئی جو بہ سنگِ جفا

بہ عمامۂ سرخ شیرِؑ خدا
کہ جو خون سے سَر کے گل[4] گوں ہُوا

پئے فاطمہؑ اے خدائے مجید
ہُوا بطن[5] میں جس کے محسنؑ شہید

پئے قلب صد[6] پارۂ مجتبیٰؑ
جو زہرِ ہلاہل سے ٹکڑے ہوا

بحقِ لبِ خشک شاہِؑ شہید
پئے اہلِ بیتِ رسولِؐ مجید

خدایا پئے دستِ زینؑ العبا
کہ جو کربلا میں رسن[7] سے بندھا

بحقِ سرِ بے ردائے[8] حرم
بحقِ حرم اے خدائے حرم

رہیں شاد سب شیعانِ علیؑ
سَر اُن کا ہو اور آستانِ علیؑ

دعا خوب کی اے دبیرؔ آفریں[9]
کہ آمین کہتے ہیں روح الامیں

بیا ساقیِ عرشِ مسکن[10] بیا
بیا ساقیِ پاک دامن بیا

گنہ کی نجاست سے ہوں تلخ کام
شرابِ طہورا کا دے بھر کے جام

پیوں وہ شرابِ طرفے[11] اثر
کہ بے زینہ[12] چڑھ جاؤں میں عرش

1- آسمان کا بارواں حصہ 2- طبقے 3- غم زدہ 4- رنگین 5- شکم 6- سو ٹکڑے

7- رسّی 8- چادر 9- خوش بحال 10- عرش نشین 11- اچھا انوکھا 12- بغیر سیڑھی

پرتو ظرفِ[1] گلی میں نہ لانا شراب | ہو خورشید کے جام میں آفتاب
وہاں مجھ کو لے چل جہاں ساقیا | نہ ہوئے کوئی جز رسولِؐ خدا
دکھا عرش کی سیر اے خوش خصال[2] | خدا و نبیؐ کا میں دیکھوں وصال[3]
حکیمانِ بے عقل سلطاں خصال | جو کرتے ہیں معراج میں قیل و قال[4]
بلا لا ذرا ان کو میرے حضور | بجھادوں میں ان کا چراغِ شعور
ہے انکار معراج میں کیا انھیں | بلا شک یہ دعویٰ ہے بیجا انھیں
وہ ہیں علمِ منطق سے امداد[5] خواہ | احادیث و قرآں ہیں یاں دو گواہ
پڑھوں وہ احادیث میں متصل[6] | فلاطون و بقراط ہوئیں خجل[7]
ورائے حکیمان دقت[8] پسند | یہاں سیوں کو بھی شک ہے دو چند
ہے بعضوں کا معراج میں یہ سخن | گئی روحِ خیر الوریؐ بے بدن
ہے اکثر کا یہ قول اس بات میں | کہ معراج حاصل ہوئی خواب میں
سو وہ ہے غلط اور یہ بھی غلط | نہیں حرفِ حق ہے یہ باطل فقط
امام اُمم صادقؑ نامدار | صداقت کو جن سے ہوا اعتبار
زباں سے جو کہتا ہے ہوتا ہے وہ | کہ صدیقِ اکبر کا پوتا ہے وہ
صداقت باؤ شاہدِ ناطق است | کہ او نائبِ مخبر[9] صادق است
یہ کہتا ہے وہ شاہِ دنیا و دیں | کہ معراجِ احمدؐ میں کچھ شک نہیں
نہیں ایک باری ملا یہ وقار | گئے عرش پر ایک سو بیس بار
وہ سوتے نہ تھے بلکہ بیدار تھے | کہ خالق کے مشتاقِ دیدار تھے
گئے عرش پر جب خدا کے حضور | ہوا بس یہی حکم ربِ غفور
محمد یہ امت سے اپنی کہو | علیؑ کی محبت سے غافل نہ ہو
برائے ولائے[10] علیؑ ولی | زیادہ فرائض سے تاکید کی

1- مٹی کا برتن 2- خوش صفت 3- ملاقات 4- گفت گو مباحثہ 5- مدد 6- ملا ہوا
7- شرمندہ 8- مشکل پسند 9- خبر دینے والا 10- محبت

یہ فرماتے ہیں صادقِ نامدار — میں اس کے نثار اس کے جد کے نثار
نہیں چار چیزوں کا جس کو یقیں — ہم اس کے نہیں وہ ہمارا نہیں
سو چار چیزوں کی تفصیل اب — ہے اول تو معراجِ محبوبؐ رب
دوم قبر کا ہے سوال و جواب — سوم خلد و دوزخ بروز حساب
چہارم شفاعت خدا کے حضور — کہ یہ رتبۂ مصطفےٰؐ ہے ضرور
جو منکر ہوا چار میں ایک کا — وہ ہرگز نہیں شیعۂ مرتضیٰؑ
ہے قرآں میں سورہ جو والنجم کا — وہ شاہد ہے معراج پر برملا[1]
قسم کھاکے کہتا ہے یہ کبریا — کہ گمراہ ہرگز نہیں مصطفاؐ
نہیں خواہشِ نفس سے کچھ کہا — سخن اس کا ہر اک ہے وحیٔ خدا
اسے علمِ تعلیم اس نے کیا — قوی جس ملک کے تھے سب سے قوا[2]
وہ روح الامیںؑ رازدارِ[3] خدا — مصداق دومرّۃ فاسنوا
کہ عقل ومتانت[4] کا صاحب ہے وہ — جناب خدا کا مصاحب ہے وہ
اسی سورۂ خاص میں ایک جا — فاوحیٰ الی عبدہٖ ہے کہا
نہیں اس کے معنی بھی اہلِ شعور — کہ آگاہ کرتا ہے ربِّ غفور
کہ پھر وحی بھجوائی سوئے نبیؐ — زہے رتبۂ آبروے نبیؐ
بلایا محمدؐ کو بالائے عرش — ہوئے فرش سے جلوہ افزائے عرش
کدھر ہے میرا ساقیِ باکرم — وہ ماہِ عرب آفتابِ عجم
وہ ساقی کہ جس کا لقب ہے علیؑ — ولی خدا اور وصیِّ نبیؐ
پلادے مجھے وہ شئے باچشم — شراب ولائے رسولؐ اُمم
میں کرتا ہوں آراستہ[5] انجمن — جو انجم سے افزوں ہو جلوہ فگن

1- کھلا ہوا 2- احساس، قوتیں 3- راز رکھنے والا 4- سنجیدگی 5- سجانا

یہ شب ہے عجب شب زہے قدر و جاہ
محمدؐ چلے سوے عرش اله

یہ شب وہ کہ جس پر تصدق ہے بدر[1]
شب قدر سے ہے سوا[2] اس کی قدر

فلک سے کہو کیوں ہے سرگشتہ[3] تو
کہ حاصل ہے ہر شب کو ہر آرزو

صبا صاف جنّت کا گلشن کرے
قمر ماہتابی[4] کو روشن کرے

زمیں کھول دے دیدۂ[5] اشتیاق
کہ آتا ہے گھر میں نبیؐ کے براق

کہوں اختلافِ روایات اب
کہ اکثر نے لکھا ہے ماہ رجب

ہے اک قول یہ بعد ماہِ صفر
گئے مصطفیٰؐ عرشِ معبود پر

پہ ہے معتبر قولِ ماہِ صیام
یہ افضل مہینوں میں ہے لا[6] کلام

شب قدر اکیسویں رات کو
کیا طے نبیؐ نے سماوات[7] کو

مگر کس جگہ سے گئے عرش پر
سنو اس کا احوال یہی سر بسر

روایت یہ روشن ہے مانند ماہ
کہ تھے خانہ اُمّ ہانی میں شاہؐ

وہ ہمشیرۂ سید پاک ذات
عفیفہ عصیمہ علیہا الصلوات

مگر آیہ مصحفِ کبریا
خبر دے رہا ہے یہ برملا

کہ مسجد میں تھے وہ رسولِؐ انام
جو معراج کا ان کو پہنچا پیام

ولیکن مفسر کا رکھ قول یاد
کہ مسجد سے مکہ کی ہے یاں مراد

یہاں تھے نبی یا وہاں تھے نبیؐ
قریب خدا تھے جہاں تھے نبیؐ

یہ کہتے ہیں راوی علی الاتفاق[8]
کہ جس شب کو جبریلؐ لائے براق

براقِ رسولِؐ خدا رشک برق
سراپا جواہر کے دریا میں غرق

چھلاوہ[9] کہوں یا کہ چھلبل[10] اُسے
کہ اک جا پہ دم بھر نہ تھی کل[11] اسے

دھرا زیں اس پر عجب شان کا
کہ نقشہ تھا رحل اور قرآں کا

1-ماہ کامل 2-زیادہ 3-آوارہ 4-چاندنی 5-مشتاق نظر 6-بے شک
7-آسمانوں 8-متفق طور پر 9-غول 10-طلسم دکھانے والا 11-قرار

شرف میں ہے مصحف[1] رسولِ غیور
سو ہے رحل قرآں کی خاطر ضرور

دو چشم براق رسالت مآب
اِدھر آفتاب اور اُدھر ماہتاب

دو پر اس کے مثل پرِ جبرئیل
نہایت حسین اور نہایت جمیل

بحکم خدا اس طرح وہ دواں[2]
کہ جیسے نبی کی شریعت رواں

چلن میں درست اور سرعت[3] میں ٹھیک
لکھا آنکھوں میں وحدہٗ لاشریک

کروں اس کی سرعت کا کیا میں بیاں
حدیثوں سے ہے اس کی سرعت عیاں

اگر وہ براقِ رسولِ زمن
زمیں پر کسی جا ہو سایہ[4] فگن

اور اس سے کہیں شاہِ ارض و سما
کہ ہاں انتہا سب زمیں کی دکھا

یہ سن کر براقِ عجائب نما
دکھائے تماشائے زورِ خدا

نہ دوڑے نہ جنبش کرے اک ذرا
زمیں سے قدم بھی نہ ہوئے جدا

رہ شرق و غرب و جنوب و شمال
کرے قطع مثلِ سمند[5] خیال

صفات براقِ رسولِ اُمم
ہے اخبار میں اس طرح سے رقم

نہ کوتاہ تھا وہ نہ چنداں[6] بلند
فقط ایسا قامت کہ ہر دل پسند

رکابِ سفید از دُرِ شاہوار
مہارِ طلائی ہزاراں ہزار

زبرجد[7] کے دو پر جواہر سے پُر
مکلل[8] مزین بیاقوت و دُر

زبرجد کے کان اور موتی کے پاؤں
برابر ضیا کے سبب دھوپ چھاؤں

میں سینہ کو نیساں کہوں فی المثل
ٹپکتے تھے موتی عرق کے بدل

رکاب براقِ فضیلت پناہ
بعینہٖ[9] تھے دو دیدۂ مہر و[10] ماہ

نہ دیکھے انھیں چشمِ شمس و قمر
رکابیں جو تھیں دو طرف جلوہ گر

وہ تھی آنکھ کھولے بعیش و سرور
اِدھر ایک حور اور اُدھر ایک حور

کہ اسوار جب ہوں رسولِ اُمم
رکھیں اپنی آنکھوں میں ان کے قدم

1-قرآن 2- بھاگے 3- رفتار 4-سائباں 5-خیال کا گھوڑا 6-زیادہ
7- زمرد 8-جڑواں 9- بالکل 10-سورج چاند

لگام اس کے تھامے تھے روح الامیںؑ
تصدق تھے میکال بالائے زیں

سرافیل اس کے جلو میں رواں
لیے ہاتھ پر حلّہ[1] ہائے جناں

وہ حلے کی زینت وہ فرحت کی باس
بسا عطر قدرت میں سارا لباس

فقط رشتۂ نورِ غفّار تھا
ہر اک تار تسبیح کا تار تھا

وہ تکمہ و بند اس کے طاعت فریب
کہ تسبیح میں جیسے شمسوں[2] کی زیب

میں جامے[3] کا مضموں کروں کیا تلاش
کہیں پردۂ شرع ہوئے نہ فاش

سنے ہے کہیں پیرہن کی یہ بات
نبیؐ سے وہ بولا علیک الصلوٰت

وہ جامہ نہ تھا یہ غلط ہے گماں
فقط قدرت رب کون و مکاں

محمد کا مشتاق تھا جو الہ
سو اس حامی سے کی ملاقات واہ

غرض دے کے یہ ہدیۂ کبریا
محمدؐ سے روح الامیں نے کہا

خدا نے کہا ہے درود و سلام
بصد شوق پھر یہ دیا ہے پیام

کہ اے عاشقِ خاص پروردگار
ملک اور سب انسان تجھ پر نثار

زمیں کو تو پُرنور تو نے کیا
ہر ایک ذرے کو نور سے بھر دیا

زمیں سے عزیمت[4] مع الخیر کر
مرے آسمانوں کی بھی سیر کر

نہیں اور اظہار اہلِ[5] فراق
بجز اشتیاق[6] اشتیاق اشتیاق

مری عرش و کرسی کو ممتاز کر
قدم رکھ کے ان کو سرافراز کر

یہاں اے رسالتؐ مآب آیئے
شتاب آیئے اب شتاب آیئے

تیرا دل ہر اک وقت میرا ہے گھر
مگر عرش معبود تیرا ہے گھر

پہناؤں تجھے حلّہ ہائے ضیا
دکھاؤں تجھے سدرۃ المنتہا

یہاں ہے تماشا عجیب و غریب
جو تو آکے دیکھے خوشی ہو نصیب

در آسماں تیرے خاطر ہے وا[7]
یہ گویا نصیبِ **فلک** سے کھلا

1-جنتی لباس 2-تسبیح 3-لباس 4-سفر خیریت سے کرو 5-اہل ہجر
6-مشتاق ہیں 7-کھلا ہے

عجب یاں ہے بستی عجب شہر ہے
عجب باغ ہے اور عجب نہر ہے

وہاں بھی علیؑ سب کا ہے تاجدار
یہاں دیکھ آکر علیؑ کا وقار

یداللہ ہے کس قدر حق شناس
وہاں تیرے پاس اور یہاں میرے پاس

سنا جب نبیؐ نے پیامِ خدا
وہیں سجدۂ شکرِ ایزد کیا

کہا مسکرا کر ہزار آفریں
عجب مژدہ[1] تم لائے روح الامیں

طلب ہے میرے حق کی درگاہ میں
میں آنکھوں سے چلتا ہوں اس راہ میں

ولیکن تہہ دست میں کیا چلوں
جو کچھ کہہ پئے نذر لیتا ہوں

کہا اس نے اے فرقِ[2] عالم کے تاج
کسی شئے کی حق کو نہیں احتیاج

غنی ہے غنی ہے وہ بندہ نواز
فقط نذر اس کی ہے عجز و نیاز

پسند اس کو ہے عجز اے شاہِ دیں
کہ یہ سب میں ہے اور خدا میں نہیں

یہ گویا[3] ہوئے احمدؐ نامدار
بہت خوب اے قاصدِ کردگار

سرافیل نے نذر جامہ دیا
وہ جامہ دیا اور عمامہ دیا

یہ اس جامے سے خوش پیمبرؐ ہوئے
کہ جو اپنے جامہ سے باہر ہوئے

بدن نور کا جامہ بھی نور کا
تن اس کی ضیا اور وہ تن کی ضیا

دھرا سر پہ عمامہ باصد حشم
کہ انا فتحنا تھا جس پر رقم

غرض چست ہوکر بصد اشتیاق
ہوئی زینت[4] افزائے زین براق

چلا وہاں سے مرکب[5] جو سوئے **فلک**
جلو کے لیے آئے حور و **ملک**

ہوا باغ در باغ تفریح کی
صدا ذرّے ذرّے سے تسبیح کی

عنانِ[6] براقِ رسولِؐ جلیل
ادب سے لیے حضرت جبرئیلؑ

ندائے سرافیل مثلِ نقیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب

تجمل[7] جو فرمان باری میں تھا
وہ سب مصطفےٰؐ کی سواری میں تھا

1-خوش خبری 2-عالم کے سر 3-بولے 4- سجاوٹ 5- گھوڑا 6-مہار
7-شان وشوکت

فلک نے محمدؐ پہ ہر ایک گام[1]
تصدق میں تارے اُتارے تمام

کدھر کو گیا ساقیِ رشک حور
پلادے شراب صراحی نور

پلادے مے **عقل** کا بھر کے جام
کہ میں **عقل** اوّل کا پاؤں مقام

اب اس مے کا بس شوق ہے سر بسر
کہ آغاز و انجام کی دے خبر

نہ کیوں ذہن کو ہو ترقی حصول
کہ اب چرخ اول پہ پہنچے رسولؐ

نبیؐ سے احادیث میں ہے لکھا
کہ جس دم میں پہلے **فلک** پر گیا

نظر آیا واں ایک **ملک** باوقار
فرشتے مطیع[2] اس کے ستر ہزار

وہ تھا صاحب الخطف اہلِ ادب
سنو صاحب الخطف کی شرح اب

شیاطین جاتے ہیں جب چرخ تک
کہ معلوم ہو حال اہل **فلک**

اس ابلیس کو وہ **ملک** تب شتاب[3]
لگاتا ہے گردوں سے تیرِ شہاب[4]

شیاطین کا واں گزر ہوے کب
وہ تیر شہابی سے جلتے ہیں سب

یہ دی اس **ملک** نے نبیؐ کو صدا
علیک الصلوٰت اے حبیبِ خدا

دیا مصطفٰے نے جوابِ سلام
درِ آسماں اس نے کھولے تمام

چلے وہاں سے آکے رسولِؐ عباد
ہُوا ہر مَلک دیکھ کر شاد شاد

ملا اک فرشتہ بشکل کریہہ[5]
سراپا وہ قہر خدا کی شبیہہ

ہوئے سب مَلک خندہ[6] زن جا بجا
مگر وہ فرشتہ نہ مطلق ہنسا

یہ گویا ہوئے تب رسولِؐ مبین
بتاؤ تو اے جبرئیلؑ امیں

کہو اس فرشتے کا کیا نام ہے
اسے حق کی جانب سے کیا کام ہے

ہوئے خوش ملائک مجھے دیکھ کر
نہ خنداں ہوا وہ فرشتہ مگر

عجب اس **ملک** کی ہے شکلِ مہیب[7]
کہ ترساں ہے جس سے خدا کا حبیب

وہ بولا کہ نام اس کا جبّار ہے
یہ اہلِ جہنم کا مختار ہے

1-قدم 2-اطاعت گزار 3- جلدی 4- شہاب ثاقب 5-بدنما 6-ڈراونا

7- خوف زدہ

یہ مالک ہے دوزخ کا یا مصطفیٰؐ | ہمارا تمھارا ہے مالک خدا
بارشادِ[1] معبودِ روزِ حساب | یہ کرتا ہے اہلِ خطا پر عذاب
بہت اس کے دل کو ہے خوف خدا | نہ آگے ہنسے گا نہ اب تک ہنسا
سنا ماجرا جب کہ اس کا تمام | کیا اس ملک کو نبیؐ نے سلام
جواب سلام اس نے دے کر کہا | بشارت[2] تجھے اے نبیؐ الورا
تیرے دوست دوزخ سے آزاد ہیں | ابد تک وہ جنّت میں دلشاد[3] ہیں
جہنم میں تیرے عدو کی ہے جا | عذاب ان پہ ہوتا ہے ہر دم سوا
کہا مصطفیٰؐ نے کہ اے جبرئیل | میں ہوں آج مہمانِ ربِّ جلیل
نہ تم غیر ہو حق سے نہ میں ہوں غیر | دکھا دو مجھے اب جہنم کی سیر
تو مالک سے جبریلؑ نے تب کہا | تماشائے دوزخ نبیؐ کو دکھا
کیا اس نے دوزخ کے ایک در کو وا[4] | کھلے لاکھوں ابواب[5] رنج و بلا
نبیؐ نے جو کی سوئے دوزخ نگاہ | تو یہ سیر دیکھی خدا کی پناہ
اِدھر الحفیظ[6] الاماں ہے اُدھر | کہیں الحذر[7] الحذر الحذر
کہیں قہر خالق کا برپا اثاث[7] | کہیں الغیاث[8] الغیاث الغیاث
گنہگاروں پہ ہورہا ہے عذاب | مہیا[9] ہے خالق کا قہر و عتاب
کسی کے دہن میں ہے عقرب کا نیش[10] | کہ کہتا تھا بد بات ماں کو ہمیش
کئی عورتوں کے کھلے عورتین | جہنم میں کرتی تھیں وہ شور و شین
نہ کپڑا نہ لتا[11] بدن سب کھلا | جو لتا تو لتا فقط حیض کا
فقط خون حیض ان کی آب و غذا | کہ شوہر کے گھر میں کیا تھا زنا
کئی مرد ہیزم[12] صفت سوختہ | ملک ان پہ تھے آتش افروختہ[13]
تھے گرز آتشی سر پہ ان کے مدام[14] | مسلسل بزنجیر آتش تمام

1-ارشاد کیا 2-خوش خبری 3-دل خوش 4- کھولا 5- دروازے 6-خدا حفاظت کرے 7-خدا کی پناہ
8-فریاد 9- حاصل 10-ڈنگ 11- کپڑے کا مٹا 12- لکڑی 13-آگ لگانا 14-ہمیشہ

کسی کی سوئے پشت مشکیں[1] بندھیں / یہ مرقوم بالائے لوحِ جبیں
یہ ظالم تھا اور مردم[2] آزار تھا / یہ ایذا[3] کا سب کی روا[4] دار تھا
ہر اک مرد کے عضوِ مخصوص پر / لگاتے تھے ڈنک اژدہائے سقر[5]
یہ چلا رہی ہیں وہ تقصیر[6] وار / کہ توبہ ہے توبہ ہے یا کردگار
یہ مالک سے بولے رسولؐ خدا / عذاب ان پہ ہے کیوں سبھوں سے سوا[7]
کہا اس نے یہ سب زناکار تھے / سدا اپنی زوجہ سے بیزار تھے
پھر اتنے میں کیا دیکھتے ہیں رسولؐ / سفر میں کئی شخص ہیں دل ملول[8]
لیے مال سر پر ہیں خوار و ذلیل / محمدؐ نے سمجھا یہ سب ہیں بخیل
لہو سے ہر اک اشرفی روپیا / یہ سب ان بخیلوں نے کھایا پیا
نظر آئے پھر تین صندوق وہاں / کہ دوزخ کے مابین تھے وہ عیاں
وہ صندوق آتش میں اک جا دھرے / اور ان میں فقط مار[9] و کژدم بھرے
نبیؐ نے تصوّر یہ دل میں کیے / یہ صندوق آتش ہیں کس کے لیے
الٰہی بڑے وہ گنہگار ہیں / کہ جن کے لیے کژدم و مار ہیں
منادی پکارا کہ یا مصطفیٰ / یہ ہے فسق و کفر و ضلالت کی جا
وہ ہیں اہلِ ظلم اہلِ شر اہلِ کیں / کہ دنیا کی خاطر گنوائیں گے دیں
ستمگار چھینیں گے حیدرؑ کا حق / پیمبرؐ اور آلِ پیمبرؐ کا حق
نہ وہ خمس دیں گے فدک لے کے آہ / کہ حقدار سب فقر سے ہوں تباہ
علیؑ کو رسن[10] میں کریں گے اسیر / لگائیں گے زہراؑ کو دُرّا[11] شریر
جلائیں گے بے رحم حیدرؑ کا گھر / گرائیں گے پہلوئے زہراؑ پہ در
جلائیں گے قرآں کو بھی بے حساب / پئیں گے وہ کعبے کے اندر شراب
عذابِ خدا ہے انھیں پر تمام / ہمیشہ ہے دوزخ میں ان کا مقام
ابھی سُن رہے تھے خیر البشرؐ / کہ آئے دو قصرِ گلی واں نظر
زہے قدرتِ کردگارِ قوی / جہنّم میں ہیں دو مکانِ گِلی
کہا مصطفیٰؐ نے کہ روح الامیں / کہ کون ان مکانوں میں ہوگا مکیں
وہ بولا کہ اے فخرِ کون و مکاں / مگر عدل سے اُس کے خوش ہے خدا

1-بازو 2-لوگوں کو تکلیف پہنچانا 3-تکلیف 4-جائز سمجھنا 5-دوزخ 6-غلطی پر
7-زیادہ 8-رنجیدہ 9-سانپ بچھو 10-رسّی 11-طلاق

میں کہتا ہوں یہ اہل خانہ سے تب — عبث[1] ہے تمھارا یہ رنج و تعب[2]
ابھی تو میں کتنے ہی بار آؤں گا — جو حق کی امانت ہے لے جاؤں گا
کہا مصطفیٰؐ نے کہ اے عبد خاص — بتا روح انساں کے مجھ کو خواص
یہ کی عرض اس نے کہ اے فخرِ نوعؑ — نہیں مجھ کو معلوم کچھ حالِ روح
مگر اتنا دریافت ہے یا نبیؐ — ہے مجھ کو یہ حکم خدائے قوی
کہ جب قبض کر روح اہل حیات — فقط اس کے سینے پہ رکھ دے تو ہات
میں ہاتھ اپنا رکھتا ہوں جب سینے پر — تو آتی ہے مٹھی میں کچھ شئے نظر
جہاں مجھ کو ہوتا ہے حکمِ خدا — وہاں اپنی مٹھی میں کرتا ہوں وا
ہتھیلی پہ کرتا ہوں جو پھر نگاہ — تو پاتا ہوں میں ایک داغِ سیاہ
نشان سیاہی بھی اے شاہِ دیں — جو ایک دم میں دیکھوں تو پھر کچھ نہیں
سنا جب نبیؐ نے یہ سارا بیاں — لبِ لعل سے یوں ہوئے درفشاں
سفارش میں کرتا ہوں امت کی اب — ہیں شیعہ علیؑ کے میرے دوست سب
نہ شیعوں کو صدمہ کوئی دیجیو — ترحم[3] سے تو قبض جاں کیجیو
کہا اس ملک نے کہ خیر الامؐ — غلامانِ حیدرؑ پہ صدقے ہیں ہم
پدر کی طرح ان پہ ہوں مہرباں — بشفقت سدا قبض کرتا ہوں جاں
دمِ نزع جس نے کہا یا علیؑ — نسیمِ بہشت اس کی خاطر چلی
یہ سن کر ہوئے مصطفیٰؐ شادماں[4] — نظر آئے پھر دو ملک ناگہاں
دعا ایک کی تھی کہ یا ذوالجلال — تیری راہ میں جو لٹاتا ہے مال
عوض[5] دے اسے اے خدائے قدیر — اسے بخش مال و متاعِ[6] کثیر
ملک دوسرا کہہ رہا ہے یہ بات — کہ اے صانعِ[7] گلشنِ کائنات
جو ہیں اہلِ دولت بروئے زمیں — کہ کچھ راہ میں تیری دیتے نہیں

1- بے کار 2- غم 3- رحم کے ساتھ 4- خوش حال 5- بدلے 6- دولت
7- صنعت گر

ذلیل ان کو کرائے خدائے عزیز
کہ محتاج ہوجائیں وہ بدتمیز[1]

پلا ساقیا دوسرا جامِ مے
کروں آسمانِ دوم کو بھی طے

وہ ساغر پلا جس سے آئے نظر
زمینِ دگر آسمانِ دگر

غرض رفتہ رفتہ رسولؐ کبار[2]
گئے دوسرے چرخ پر ایک بار

نظر آئے دو شخص صاحب جمال
وہ عیسیٰ و یحییٰ تھے نیکو[3] خصال

بیاں کیا کروں حال یحییٰ کا آہ
کہ گریاں و لرزاں بخوف الہ

مگر خندہ زن عیسیٰ نیک نام
وہ گریاں سدا اور یہ خنداں[4] مدام[5]

سلام ان پہ بھیجا محمدؐ نے زود[6]
وہاں سے جواب آیا تجھ پر درود

پھر آیا نظر ایک حالِ عجیب
ہوا غرق حیرت خدا کا حبیبؐ

ہیں شکلیں بہت مختلف ایک جا
ہر اک صرف طاعاتِ ربِّ علا

کبھی ہیں وہ گویا کبھی ہیں خموش
کبھی حکمِ خالق سے ہیں پردہ پوش

رسولِؐ خدا کو تحیّر ہوا
تو کی عرض روح الامیں نے شہاؐ

ترے کلمہ گو جتنے ہیں خاص و عام
یہ ہیں من[7] وعن ان کی شکلیں تمام

زمیں پر وہ کرتے ہیں جو کچھ عمل
وہی فعل کرتے ہیں یہ برمحل

مگر دیکھ رحمت تو غفّار کی
کہ کیا عیب[8] پوشی ہے ستّار کی

بشر جبکہ کرتے ہیں طاعت ادا
یہ شکلیں بھی کرتی ہیں ذکرِ خدا

یہ کہتا ہے تب خالق بے نیاز
ذرا میرے بندوں کی دیکھو نماز

ملک دیکھتے ہیں سر اپنا اٹھا
نمازی کو دیتے ہیں یہ سب دعا

گنہ جبکہ کرتے ہیں اہلِ زمیں
تو ہوتا ہے یہ حکمِ خالق وہیں

کہ بندوں پہ ہے رحمتِ بے حساب
اب ان شکلوں پر ڈال دو تم حجاب[9]

یہی بس ہے منظور ذات الہ
فرشتے نہ دیکھیں بشر کا گناہ

1-بدسلیقہ 2-رسولؐ بزرگ 3-نیک صفات 4-ہنس مکھ 5-ہمیشہ 6-جلدی

7-ہوبہو 8-عیب چھپانا 9-پردہ

ہوا ساقیا اب میرا حال غیر
کہ تو جامِ سوم دے کہ ثالث[1] بخیر

پلا بادۂ آفتابی مجھے
گلابی پہ اب دے گلابی مجھے

پلا تیسرا ساغر خوشگوار
کہ ثالث بخیر اس کا ہوئے خمار[2]

ہے درپیش[3] سرِ[4] مکان سوم
لگا زینہ آسمانِ سوم

رسولِؐ خدا اشرفِ کائنات
کہ جس کے لیے ہے سلام و صلات

اسی کی یہ معراج کا ہے بیاں
کہ دیکھو گئے ہیں کہاں سے کہاں

محمدؐ تھا یا خالقِ دو سرا
نہ تھا بیچ میں پر کوئی دوسرا

عروجِ نبیؐ کا سنو حال اب
گئے آسمانِ سوم پر وہ جب

ہوا محملِ نور کا واں نزول
پئے جلوہ گاہِ جنابِ رسولؐ

وہ محمل بہ از چشم شہلائے[5] حور
کہ چالیس قسموں کے تھے اس میں نور

وہ محمل میں جو نور تھے جلوہ گر
مقام ان کا تھا دورۂ عرش پر

وہ سب نور تھے جو نبیؐ کے حضور
لکھا ہے کہ ان میں تھا اک زرد نور

وہ افروز تھا مشعلِ طور سے
ہیں سب زردیاں زرد اس نور سے

اور اک نورِ سرخ ان میں تھا آشکار
کہ جس سے ہے سب سرخیوں میں بہار

اسی طرح سے مختلف سارے نور
کہ ہر ایک میں سے ہر اک کا ظہور

وہ محمل کہ قدرت کی تصویر تھی
ہر اک اس میں چاندی کی زنجیر تھی

ہوئے جب کہ محمل پہ حضرت سوار
تو فوراً کھلے نور تھا آشکار

رسولِؐ خدا کا جو دیکھا جلال
نہ باقی رہی پھر کسی کو مجال

تو سبوح[6] و قدوس[7] کہہ کر ملک
گریزاں[8] ہوئے چار سوئے فلک

یہ تھا شور ہر سمت نزدیک و دور
مشابہ ہے نورِ خدا سے یہ نور

ہوا جب یہ جبریلؑ پر آشکار
کہا اس نے اللہ اکبر سہ بار

1- تیسرا 2- نشہ ختی 3- آگے 4- راز 5- سرمئیلے رنگ 6- بڑا پاک

7- عظمت والا 8- فرار

ملائک سے بولے نہ ہو تم فرار — کہ یہ نور ہے نورِ پروردگار
گلِ اعتقاد اس کے ہدیہ کو لاؤ — سلامِ نبیؐ کے لیے سر جھکاؤ
ہوئے جمع پھر تو فرشتے تمام — حضورِ جنابِ رسولؐ انام
یہی چار جانب تھی پھر تو ندا — سلامٌ علیک اے حبیبؐ خدا
سبھوں نے یہ پوچھا بعیش[1] و فرح — ہے بھائی تمھارا علیؑ کس طرح
فرشتہ کوئی کہتا تھا یا نبیؐ — میرا پیشوا[2] ہے علیؑ ولی
کسی نے کہا یا شہِ انبیاؐ — علیؑ نے مجھے گنج[3] ایماں دیا
کوئی ملتمس[4] یوں ہوا بر محل — علیؑ میرا مرشد تھا روزِ ازل
کسی نے کہا جب نہ تھی شے کوئی — علیؑ تھا علیؑ تھا علیؑ تھا علیؑ
زمیں پر جو تم یا نبیؐ جائیو — ذرا پرورش اتنی فرمائیو
علیؑ سے یہ کہہ دیجیو لا کلام — خدا کا درود اور ہمارا سلام
ملائک سے بولے شہِ نیک خو — کہ تم میرے بھائی سے آگاہ ہو
ملائک نے کی عرض یا مصطفاؐ — نہ پہچانیں کیوں کر علیؑ کو بھلا
یہ ہے امر معبود و عزّوجل — لیا ہم سے میثاق روزِ ازل
محمدؐ کو بیشک سمجھیو نبیؐ — علیؑ ہے میرا شیر اس کا وصی
تیرے نام پر اور علیؑ پر مدام[5] — پڑھا کرتے ہیں ہم درود و سلام
خوشا رتبہ شیعانِ علیؑ — علیِ ولی ہے خدا کا ولی
کدھر کو ہے ساقیِ عیسیٰ مکاں — کہ چرخ چہارم ہوا اب عیاں
مئے چار سالہ پلا ہوشمند — کہ ہو ربع[6] مسکوں سے رتبہ بلند
پلا چار ساغر مجھے شاد شاد — کہ ہو چار عنصر کو قوت زیاد
ہوں اس طرح چاروں فلک آشکار — کہ جیسے خدا کی کتابیں ہیں چار

1- آرام اور خوشی   2- رہنما   3- خزانہ   4- التماس   5- ہمیشہ

6- ¼ حصہ دنیا کا جو خشکی ہے

پلا وہ شرابِ مسیحا شیم[1]
کہ چاروں طرف مُردے ہوں زندہ دم

پلا وہ مئے زندگانی پناہ
کہوں مُردے کو قُم بِاِذْن الٰلہ

عجب سیر چرخِ چہارم پہ ہے
کہ دریائے قدرت تلاطم[2] پہ ہے

اُدھر رحمتِ کبریا کا نزول
اِدھر سے عروجِ جنابِ رسولؐ

سنو دوستانِ رسولؐ زماں
کہ آغاز ہوتی ہے پھر داستاں

درِ آسمانِ چہارم کھلا
بنوکِ[3] کلیدِ عطائے خدا

ہوا فتح در سے یہ مژدہ[4] حصول
کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ یارسولؐ

گئے جب کہ چرخِ چہارم پہ شاہؐ
یہ چاروں طرف غل اُٹھا واہ واہ

نظر آیا واں ایک مردِ غیور[5]
مصور[6] بہ نیکی مجسم[7] بنور

یہ جبریلؑ سے ہنس کے بولے نبیؐ
کہ یہ کون ہے مردِ نیک اے اخی

کہا اس نے مولا یہ ادریسؑ ہے
سدا شغل تسبیح و تقدیس ہے

اسی کے لیے حق نے یا مصطفٰیؐ
رَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا کہا

کہ ادریسؑ کا عجز آیا پسند
دیا اس کو ہم نے مکانِ بلند

کیا پھر محمدؐ نے اس کو سلام
درود اس نے بھیجا بصد احترام

ہوئے رسم باہم مدارات[8] کی
نبیؐ نے نبیؐ سے ملاقات کی

نظر آیا پھر اک ملک با وقار
ملک اُس کے تابع تھے ستر ہزار

ملائک جو اس کے تھے محکوم[9] سب
وہ اک اک تھا مقبولِ درگاہِ رب

غرض ہر فرشتے کا یہ تھا وقار
ملائک تھے خدمت میں ستر ہزار

سنو حال پہلے فرشتے کا تم
کہا اس سے روح الامیں نے کہ قم

اٹھا اپنی جا سے وہ نیکو نہاد
رہے گا قیامت تلک ایستاد[10]

اب آگے سنو تم نبیؐ کا بیاں
کہ کہتا ہے وہ فخرِ کون و مکاں

1-فطرت 2-طوفان 3-کنجی کی نوک 4-خوش خبری 5-غیرت مند 6-نیکی کی تصویر
7-نورانی بدن 8-خاطر 9-اطاعت گزار 10-کھڑا ہوا

که چرخِ چہارم پہ میں جب گیا ۔۔۔ نظر آیا ایک قبۂ[1] خوشنما
وہ قبہ تھا ایک رُکن اس کے تھے چار ۔۔۔ وہ استبرق سبز سے آشکار
محمدؐ سے روح الامینؑ نے کہا ۔۔۔ اخی[2] ہے یہ قبہ عجب خوش نما
مثال اس کی گویا کہ پیدا نہیں ۔۔۔ کہ ایسا کہیں قبہ دیکھا نہیں
دیا جبریلؑ امیں نے جواب ۔۔۔ کہ اے فخرِ عالم رسالتؐ مآب
یہ جتنے کہ کام اس کا تسخیر[3] ہے ۔۔۔ عیاں شہرِ قم کی یہ تصویر ہے
زمیں اس کی خوشبو ہے اور خشک و تر ۔۔۔ ہر اک زعفراں سے ہے خوش رنگ تر
کہیں مشک سے اس کی خوشبو زیاد ۔۔۔ زراعت زمیں کی ہے سب با مراد
حیا سے وہاں مشک تر خشک ہے ۔۔۔ کہ نافِ زمیں نافۂ[4] مشک ہے
کہا مصطفٰےؐ نے کہ روح الامیں ۔۔۔ دکھا دو مجھے پاس سے یہ زمیں
ہوا شہرِ قم کا جو یہ اشتیاق[5] ۔۔۔ تو گویا وہیں تھا نبیؐ کا براق
لگے دیکھنے شہرِ قم کو نبیؐ ۔۔۔ تو دیکھا ہیں سب شیعانِ علیؑ
نظر آیا ناگاہ اک مردِ پیر ۔۔۔ بظاہر عزیز اور بباطن حقیر
بڑا اس کا جبہ[6] بڑی سی کلاہ[7] ۔۔۔ بھرا اس کے پنجوں میں جرم و گناہ
نبیؐ نے کہا یہ بھی انسان ہے ۔۔۔ تو جبریلؑ بولے کہ شیطان ہے
یہاں سارے شیعہ جو ہیں متقی ۔۔۔ ہے گمراہ کرتا انھیں یہ شقی
یہ سنتے ہی غصہ میں آئے نبیؐ ۔۔۔ کہا سوئے شیطاں کہ قم اے شقی
تجھے شیعانِ علیؑ سے ہے کیا ۔۔۔ تو کر ان کے اعدا سے مکر و دغا
نبیؐ نے وہاں قم کہا لا کلام[8] ۔۔۔ ہوا قم اسی وجہ سے اُس کا نام
بیا ساقیِ محفلِ پنجتنؑ ۔۔۔ پلا جام حبِّ رسولؐ زمن
شش و پنج[9] کیا ہے مجھے مے پلا ۔۔۔ درِ چرخِ پنجم کشادہ ہوا

1- گنبد 2- بھائی 3- فتح کرنا 4- مشک کی پوٹلی 5- مشتاق 6- عبا
7- ٹوپی 8- فوراً 9- شک وشبہ (محاورہ)

ذرا جمع کر اپنے پانچوں حواس
کہ تا چرخِ پنجم پہ پہنچے قیاس[1]

مے ساغرِ پنج سورہ پلا
کہ ہے اوّل پنجتنؑ کی ثنا

اِدھر سے تو جاتے ہیں خیرالوراؐ
اُدھر پیشوائی کو نورِ خدا

ہوا اوج پر اوج[2] ان کو حصول
گئے پانچویں آسماں پر رسولؐ

ملائک نے جھک جھک کے تسلیم کی
رسولوںؑ نے اٹھ اٹھ کے تعظیم کی

کیا مشفقِ[3] قدسیوں نے بیاں
محمدؐ بتاؤ علیؑ ہیں کہاں

یہ ہنس ہنس کے بولے رسولؐ الامیں
ہے میری جگہ وہ میرا جانشیں

مگر تم ہو اس کے شناسا کمال
سوا تم کو توفیق دی ذوالجلال

یہ سُن کر فرشتے پکارے تمام
شناسائی کیا ہم ہیں ان کے غلام

کیا حق نے مخلوق جب یا نبیؐ
لیا ہم سے پیمانِ[4] حبِّ علیؑ

ہر اک سال اے پیشوائے اُمم
حج بیت معمور کرتے ہیں ہم

وہاں ایک نامہ رکھا ہے سفید
کہ اس سے منوّر ہے چشمِ امید

ہے اس نامے میں پہلے حضرت کا نام
ترے بعد نامِ علیؑ لاکلام

پھر اس میں ہے نامِ حسنؑ بعد ازیں
اسی طرح سے تا مہدیؑ دیں

اماموںؑ کے بعد اس میں شیعوں کے نام
ازل سے خدا نے لکھے ہیں تمام

وہ ہر سال پڑھتے ہیں جاجا کے ہم
فدا ہیں محبّان مولاؑ کے ہم

زیارت کو شیعوں کے اے تاجدار
ہر اک روز جاتے ہیں ہم پانچ بار

بچھاتے ہیں پَر ان کے زیرِ قدم
کہ برتر ہیں ہم سے وہ عالی شیم[5]

ہیں سب شیعہ مختارِ خلد بریں
ہزار آفریں اور ہزار آفریں

یہ تو اپنی اُمت کو تاکید کر
رہیں حبِّ حیدرؑ میں شام و سحر

1-خیالی 2-بلندی 3-شفیق 4-عہد 5-فطرت

اگر ہوتے سب شیعۂ مرتضیٰ — تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا خدا
بلا میرے ساقی کو جلدی بُلا — درِ آسمان ششم اب کھلا
پلائے مئے ساغر اصطفا[1] — کہ چرخِ ششم پر گئے مصطفاؐ
سنو قصۂ آسمانِ ششم — بیاں ہوتی ہے داستانِ ششم
یہ چرخ ششم پر ہے غل جابجا — کہ ہاں آن پہنچے رسولِؐ خدا
شتاب[2] آئیں حورانِ باغِ جناں — شتاب آئین قدسی و کرّوبیاں[3]
جو کحل[4] الجواہر کا ہے اشتیاق — تو ہاں جھاڑو پلکوں سے گردِ براق
مگر عرش سے آرہی ہے صدا — کہ مشتاق محبوب کا ہے خدا
زیادہ نبیؐ کو نہ ٹھہرائیو — بڑھے جائیو ہاں بڑھے جائیو
غرض وہ براقِ رسولِؐ کریم — ہوا آسمانِ ششم پر مقیم
تو کیا دیکھتے ہیں رسولِ کبار — کہ ہے راہ میں اشتروں کی قطار
وہ اُشتر سراپا ہیں نورِ خدا — جبیں پر ہے کلمہ نبیؐ کا لکھا
کسی ناقے کا ہے زبرجد[5] کا سر — کسی کی ہے دُم نقرہ[6] کی سر بسر
قطار ان کی مشرق سے مغرب تلک — نگہبان ایک ایک کے دو دو ملک
ہر اک اونٹ پر دو کتابیں دھریں — سراپا وہ اسرارِ حق سے بھریں
کتابوں کے جزدان پُر نور سب — کتابیں عجب اور جزداں عجب
یہ جبرئیلؑ سے مصطفےٰؐ نے کہا — کہ یہ کیا ہے اے قاصدِ کبریا
وہ بولا کہ اے خلق کے پیشوا — تو ہے کاشفِ[7] علم سرِ خدا
میں پیدا ہوا جب سے اے تاجدار — یونہی میں نے اونٹوں کی دیکھی قطار
نہیں یہ خبر مجھ کو یا شاہِ دیں — کہ یہ کب سے ہے اور کب سے نہیں
کتابوں کے مضموں سے واقف نہیں — تو ہے عالمِ آسمان و زمیں

1-پاکیزہ 2-جلد 3-فرشتے 4-جواہرات کا سرمہ 5-زمرد 6-چاندی
7-جاننے والا

ذرا پڑھیئے تو لے کے کوئی کتاب
کہ ہے درج[1] کیا اے رسالتؐ مآب

گئے تب محمدؐ قریبِ قطار
قطار اونٹ کی تھم گئی ایک بار

اُٹھالی محمدؐ نے تب اک کتاب
اُسے دستِ اقدس سے کھولا شتاب[2]

پڑھا اس کو اوّل سے آخر تلک
نہ تھا اس میں کچھ ذکرِ حور و ملک

نہ حال عجم تھا نہ ذکرِ عرب
فقط ایک علیؑ کے فضائل تھے سب

تمامی پہ یہ حرف تھا اک رقم
علیؑ کی فضیلت ہے پھر کم سے کم

ہیں ان سب کتابوں میں وصفِ امام
پر اب بھی ہے وصفِ علیؑ نا تمام

یہ مدحِ علیؑ کا کتب خانہ ہے
فضائل کے خرمن[3] کا ایک دانہ ہے

کہاں ہیں منافق خدا سے ڈریں
نہ اس دینِ حق کو وہ باطل کریں

روایت یہ اونٹوں کی سب یک قلم
انہیں سے ہے ان کے کتب میں رقم

بنے ہیں عبث اُشترِ[4] بے مہار
کہ انکار کرتے ہیں وہ بار بار

ضلالت[5] سے پُر ان کے ہیں سب سخن
کہ گوزِ[6] شتر ان کے ہیں سب سخن

یہ ہے رتبۂ شاہِ دلدل سوار
نہیں ہے کسی اور کا یہ وقار

کدھر پھر گیا اے سمندِ[7] قلم
تو معراج کی داستاں کر رقم

کہاں ہے تو اے ساقیِ حق پرست
شرابِ شریعت سے کر سب کو مست

لبالب پلا جام تو ساتواں
کہ باقی رہا ایک اب آسماں

گئے چرخِ ہفتم پہ خیرالوراؐ
عجب منبرِ ہفت پایہ ملا

سنی ناگہاں ایک صدائے مہیب[8]
نبیؐ نے کہا یہ ندائے عجیب

کہا جبریل امیں نے شتاب
تردد[9] نہ کر اے رسالتؐ مآب

تیرے عشق میں اے رسولِؐ زمن
یہ طوبیٰ[10] ہے اس شور سے نعرہ زن[11]

1-جواہرات کا ڈبہ 2-جلدی 3- کھیتی 4- اونٹ 5- گمراہ 6-اونٹ کی ریح

7- قلم کا گھوڑا 8-ڈراونی 9- شک 10-جنت کا لمبا درخت 11-شور کیا

شبط پاس طوبیٰ کے تھیں ڈالیاں
سو پائے نبیؐ پر وہ سب ڈالیاں

یہ فرماتے ہیں سیدِ انبیاؑ
کہ واللہ میں جس **فلک** پر گیا

در ہر **فلک** پر لکھا تھا یہی
محمدؐ رسول اور حیدرؑ وصی

غرض چرخِ ہفتم سے خیرالوریٰؐ
بڑھے جب کہ آگے بذکر و دعا

درختِ طلسم[1] اک ملا ناگہاں
کہ نورِ خدا اس کا تھا باغباں

ہر اک شاخ پر برگ و ہر میوہ تر
ملک ایک کھولے ہوئے بال و پر

یہ کہنے لگے تب رسولِ جلیلؐ
کہ اے قاصدِ کبریا جبرئیلؑ

مجھے نام تو اس شجر کا بتا
وہ بولا یہ ہے سدرۃ المنتہا

میرا آشیانہ ہے اس نخل پر
اب آگے چلوں تو جلیں بال و پر

یہ سُن کر ہوئے خندہ زن مصطفےٰؐ
نگہ کی سوئے سدرۃ المنتہیٰ

تو دیکھا کئی شاخوں کے درمیاں
لٹکتے ہیں لپتاں[2] نہایت کلاں[3]

ہے لپتانوں میں صنعتِ کردگار
کسی سے رواں دودھ ہے بار بار

کسی سے ہے مسکے کا روغن عیاں
کسی سے فقط شہدِ خالص رواں

کسی سے ہے گندم کا آٹا نمود
کسی سے ہے خوشرنگ میوہ نمود[4]

ہوئے غرق دریائے حیرت رسولؐ
کہ حیرت پہ حیرت تھی دل کو حصول

کریں کس سے دریافت خیرالبشرؐ
کہ جبریلؑ کا بھی نہ تھا واں گذر

ندا آئی ہاتف کی یا مصطفاؐ
تو سُن مجھ سے لپتان کا ماجرا

ہے امت پہ تیری عطائے خدا
یہ اطفالِ امت کی ہے سب غذا

نہ حیراں ہوں اہلِ اولاد و آل
پئے رزق ہر کودکِ[5] خورد سال

جسے حق نے دنیا میں پیدا کیا
تو رزق اس کا پہلے مہیاّ کیا

سنا جب یہ ہاتف سے مضموں تمام
چلے واں سے خیرالوریٰؐ چند گام

1- جادو، سحر 2- سینے 3- بڑے 4- ظاہر 5- چھوٹے بچے

سرِ راہ اک نہر آئی نظر
سفیدی میں نقرے[1] سے افزود[2] تر

ہُوا دل نظارے سے پانی کے شاد
وہ تھا شہدِ خالص سے شیریں زیاد

ہوئے وہاں بھی حیراں رسولِؐ زماں
الٰہی یہ ہے کون نہرِ رواں

ندا آئی اس نہر سے یا نبیؐ
میں کوثر ہوں مالک ہے اس کا علیؑ

نبی نے جو ہر اک طرف کی نظر
تو دیکھا سیہ رُو ہیں کتنے بشر

مہیا ہے ان کے لیے قہر[3] رب
جہنم میں جاتے ہیں وہ سب کے سب

منادی نے دی مصطفٰےؐ کو ندا
ذرا آپ دیکھیں یہ عدلِ خدا

اُمیّہ کی اولاد میں یہ شقی
منافق ہیں یہ اور یہ ہیں خارجی

کہو ساقیِ گلبدن کو کہ آئے
شرابِ[4] صفا جام گل میں پلائے

کہو لالے سے جلد ساغر بھرے
کہو ابر سے آب[5] پاشی کرے

کوئی خاک روبِ[6] صبا سے کہے
کہ ہاں خار وخس اب نہ باقی رہے

کہو بلبلوں سے کریں چہچہے
روش[7] در روش نہرِ گلشن بہے

کہیں کبک[8] و طاؤس[9] کی ہو قطار
کہیں قمری و فاختہ بے شمار

مجھے کیوں نہ ہو شوقِ سیرِ چمن
کہ ہے نوجواں آج چرخِ[10] کہن

خبر کردو رضواں سے جا کر شتاب[11]
گلستانِ فردوس کا کھول باب

مہیا ہو گلشن میں ہر ایک شے
کہ اب آمد آمد محمدؐ کی ہے

میں آیا ہوں پھر بہرِ سرِ داستاں
دکھاتا ہوں میں اک نیا بوستاں[12]

گئے جب کہ فردوس میں مصطفٰےؐ
نظر آئی واں قدرتِ کبریا

نظر آیا ایک قصرِ[13] عالی مقام
کہ عرشِ الٰہی سے تھا ہم کلام

کوئی خشت نقرہ کوئی خشت زر
خجل[15] جس سے ہو آفتاب و قمر

وہ ایواں کے سقف[16] اور وہ دیوار و در
فقط قدرتِ خالق بحر و بر

1-چاندی 2-زیادہ 3-عذاب 4-شفاف شراب 5-آبیاری 6-جھاڑو دینے والا
7- چمن در چمن 8- فاختہ 9-مور 10-آسمان پر 11-جلدی 12- گلشن
13- بڑا محل 14-اینٹ 15-شرمندہ 16-چھت

تھی معمارِ[1] قدرت کی صنعت عیاں
کھنچا ابرِ رحمت کا تھا سائباں[2]

تھے قصر لاکھوں مکاں پُر فضا
حساب ان کا کس سے ہو غیر از خدا

محمدؐ سے رضواں نے ہنس کر کہا
کہ یہ قصرِ عالی تو یا مصطفاؐ

تیرا ہے مکاں اور تیری آل کا
یہیں تا ابد ہوں گے جلوہ نما

ہوا قصرِ عالی کے یہ گھر تمام
پئے شیعانِ علیؑ ہیں مقام

یہ رضواں ابھی کہہ رہا تھا کلام
کہ خالق کی جانب سے آیا پیام

حبیب خدا منتظر ہے خدا
مرے عرش پر جلد آ جلد آ

لکھا ہے کہ حق نے نبیؐ کے لیے
دوبالِ[3] جلالت عنایت کیے

محمدؐ نے پرواز کی سوئے عرش
کیا عرش اعظم نے آنکھوں کو فرش

حجابِ وقار و حجابِ کمال
حجابِ کرامت حجابِ جلال

نبیؐ نے جب ان پردوں کو طے کیا
تو پھر بالِ اقبال حق نے دیا

رسولؐ خدا کا کہوں میں کیا راز
اِدھر ناز تھا اور اُدھر تھا نیاز

زہے رتبۂ قدرِ خیر الانامؐ
جو پردے تھے حائل وہ اٹھے تمام

اُدھر تھے محمد اِدھر کردگار
اب آگے کہوں کیا کہ ہے آشکار

نہ پردہ رہا ایک بھی مطلقا[4]
فقط ایک آنکھوں کا پردہ رہا

خدا سے یہ تھا قربِ[5] خیر الانامؐ
فقط قاب قوسین کا تھا مقام

خدا بولا سعدیک یا مصطفاؐ
نبیؐ بولے لبیک یا کبریا

یہ تھا نقش ہر باب عرشِ قدیر
وزیر محمدؐ جناب امیرؑ

یہ فرماتے ہیں سیدِ انبیاؐ
کہ جب عرش کے متصل[6] میں گیا

نظر آیا مابین[7] عرشِ خدا
فرشتہ ہے ہم صورتِ مرتضاؑ

لیے ہاتھ میں تیغ ہے آبدار
ہے وہ تیغ بھی صورتِ ذوالفقار

وہ یوں کھیلتا ہے بعیش[8] و طرب
لڑائی میں جیسے امیرؑ عرب

1-خدا 2-خیمہ 3-پَر 4- ہرگز 5- قریب 6-قریب

7- درمیان 8- آرام اور خوشی

یہ حیران ہوکر پکارے نبیؐ
یہاں آئے مجھ سے بھی پہلے علیؑ

جنابِ خدا سے یہ آئی ندا
نہ حیران ہو اے حبیبِؐ خدا

فرشتوں کو فرقت[1] علیؑ کی تھی شاق[2]
علیؑ کی زیارت کا تھا اشتیاق[3]

سو ہم[4] صورت سیّد اوصیا
یہاں اس فرشتے کو پیدا کیا

وہی شان ہے اور وہی ہے وقار
وہی بات ہے اور وہی ذوالفقار

زیارت کو آتے ہیں حور و **ملک**
رہے گی یہ تصویر محشر تلک

عبادت کا حور و **ملک** کے ثواب
برائے علیؑ تا بروزِ حساب

کروں اور اسرار اک آشکار
کہ آئی جو آوازِ پروردگار

لکھا ہے وہ آواز ربّ العلا
بعینہ[5] تھی شیرِ خدا کی صدا

کہا مصطفٰےؐ نے کہ اے میرے رب
زیادہ تحیّر ہے مجھ کو یہ اب

یہ تو بولتا ہے و یا مرتضاؑ
یہ ہے صاف بھائی علیؑ کی صدا

ہُوا تب یہ ارشادِ ربِّ غفور
حلول[6] و محل سے ہے اللہ دور

علی کا تو عاشق ہے اے نیک ذات
زبانِ علیؑ سے میں کرتا ہوں بات

خوش آتا ہے تجھ کو علیؑ کا سخن
زبانِ علیؑ میں میں ہوں حرف[7] زن

یہ فرما رہا تھا نبیؐ سے خدا
کہ عرشِ معظم پر ایک غل اٹھا

جھکے حاملِ عرش سوئے زمیں
سراپا بنا چشمِ عرش بریں

لگے دیکھنے ساکنانِ **فلک**
تمام انبیاؑ اور حور و **ملک**

خمیدہ[8] ہوا سدرۃ المنتہا
سر شاخ طوبیٰ زمیں کو جھکا

چہ کوثر چہ جنت چہ آب و چہ خاک
چہ رضواں چہ مالک چہ حوران پاک

ہر اک مرغ گلزار خلد بریں
فلک سے ہوا محو[9] سیر زمیں

محمدؐ پکارے کہ رب العلا
یہ اسرار[10] کیا ہے نہ مجھ پر کھلا

1-جدائی 2- مشکل 3- آرزو 4- ہم شکل 5-بالکل 6-مقام و جگہ
7- بولے 8-جھکا 9- مشغول سیر 10-راز

خدا نے کہا اے حبیب الہ
علیؑ نے سوئے[1] عرش کی تھی نگاہ

علیؑ کو بہت پیار کرتا ہے رب
اسے دیکھنے کو جھکے تھے یہ سب

وہ مہرِ[2] عرب ہے وہ ماہِ عجم
علیؑ پر مباہات[3] کرتے ہیں ہم

بظاہر علیؑ روئے دنیا پہ ہے
بباطن علی عرشِ اعلیٰ پہ ہے

ہر ایک جا ہے موجود حق کا ولی
وہاں بھی علیؑ اور یہاں بھی علیؑ

دیا ہم نے عیسیٰؑ کو یہ معجزا
کہ مُردوں کو قم کہہ کے زندہ کیا

دیا ہم نے موسیٰؑ کو ایسا عصا
جو موسیٰؑ نے چاہا وہی بن گیا

تیرے جد کو بخشا یہ رُتبہ جلیل
ہُوا وہ خلیلِ خدائے جلیل

غرض جتنے ہیں مرسلِ[4] نیک ذات
یونہی ہم نے ان کو دیئے معجزات

مگر تجھ کو اللہ نے کیا دیا
تجھے زور بازو علیؑ سا دیا

سدا اس کی تعظیم کرتے رہو
اور اُست کو تعلیم کرتے رہو

یہ کہہ کر کہا حق نے بارِ دگر
وضو چشمۂ صاد میں جلد کر

ہے اک رکن عرشِ خدا سے رواں
یہ ہے سورۂ صاد میں سب بیاں

نبیؐ سے یہ ارشاد حق نے کیا
کرو یوں وضو اے شہِ انبیاؑ

کہ لو داہنے ہاتھ میں اپنے آب
کر دست و سو رُخ کو بآب و تاب

مرافق[5] تلک دھوؤ اپنے ہاتھ
کہ ہاتھ آئے قرآن کا کلیات

سر و پا کا پھر مسح کر رسولؐ
کہ تیرا وضو ہو سراپا قبول

مقرر ہوا اس لیے مسح سر
رکھوں دستِ رحمت تیری فرق[6] پر

معیّن کیا اس لیے مسح پا
کہ ہو سر بلندی پائے رسا

1-عرش کی طرف 2-عرب کا سورج 3- فخر 4- رسولؐ 5- کہنی 6-سر

وضو یوں ہی خیرالوریٰؐ نے کیا
پھر آئی یہ آوازِ ربّ العلا

کرو سنگِ اسود کو روئے نیاز
پڑھو آج عرشِ خدا پر نماز

کہی ہفت[1] تکبیر شہؑ نے شتاب[2]
اُٹھے عظمتِ حق کے ساتوں حجاب[3]

ندا آئی اے عاشقِ ذوالجلال
ملا اب تجھے میرا قرب[4] وصال

دوم وصل ہے اب تو لے میرا نام
پڑھی شہؑ نے تکبیر باری تمام

کہا حق نے اب حمد بھی کر ادا
پڑھا سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا

وَلَاالضَّآلِّین آپ نے جب کہا
ہوا بار دیگر یہ حکمِ خدا

پھر اللہ کا نام لو یا نبیؐ
پڑھو سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ بھی

کہا شہ نے بسم اللہ اے کردگار
پڑھا سورۂ توحید کا ایک بار

صدا آئی اس دم کہ اے مصطفیٰؐ
کہ خم ہو پئے عظمتِ کبریا

رکھو ہات زانوئے[5] اقدس پہ اب
اٹھاؤ نظر کو سوئے عرشِ رب

نبیؐ نے نظر کی تو دیکھا وہ نور
کہ غش ہوگئے خود رسولِؐ غیور[6]

کیا سینے میں وحی حق نے رجوع
پڑھی مصطفیٰؐ نے دعائے رکوع

غرض پڑھ چکے جب دعائے رکوع
ہوئے سیرِ قدرت میں مولاؑ رجوع

تجلّی حق پر جونہی کی نگاہ
جھکے پھر سجدہ میں رسالتؐ پناہ

اٹھایا جو سجدے سے مولاؑ نے سر
وہی نورِ خالق پھر آیا نظر

تو پھر سر بسجدہ پیمبرؐ ہوئے
یہ دو سجدے تب سے مقرر ہوئے

ادا کرکے سجدے کو پھر شاد شاد
وہ رکنِ نبوت ہوا ایستاد[7]

کہا حق نے پھر حمد اللہ کر
پڑھا سورۂ حمد بارِ[8] دگر

1-سات 2-جلد 3-پردہ 4-نزدیکی 5-گھٹنا 6-غیرت مند
7-کھڑا 8-دوبارہ

ہوا بعد اس کے یہ فرمانِ رب
کہ پڑھ سورۂ لیلۃ القدر اب

یہ پڑھ کر وہ مقبولِ ربِّ ودود
بجا لایا رسمِ رکوع و سجود

پس از سجدۂ دومی یہ سنا
تشہد پڑھو اے رسولِ خدا

تشہد کیا جب نبیؐ نے تمام
تو کیا دیکھتے ہیں رسولِؐ انام

کہ پیچھے ہیں صف بستہ سب انبیاؑ
نمازِ جماعت ہیں کرتے ادا

کہا حق نے تو بھیج ان پر سلام
رسولِؐ خدا نے کہا لا کلام

نبیؐ نے سلام علیکم کہا
یہ فوراً ہوا پھر خطاب خدا

محمدؐ ہے تجھ پر درود و سلام
ہوئی میری رحمت یہ تجھ پر تمام

تو میرا نبیؐ ہے تو میرا رسولؐ
تو مقبول اور تیری طاعت قبول

تیرے کلمہ کو یوں پئے[3] حق شناس
مقرر کیں میں نے نمازیں پچاس

عبادت کا اُمت کو دینا پیام
خدیجہ کو کہنا ہمارا سلام

علیؑ ہے جو معشوقِ ربِّ ودود
اسے دیجیو تحفہ ہائے درود

وہ محبوبہ میری جو ہے فاطمہؑ
کہ عصمت کا جس پر ہوا خاتمہ

علیؑ سے تو کر دینا اس کا نکاح
وہ دنیا میں باہم رہیں با صلاح

کھلے گا جو اس میں ہے رازِ خفی
ہوئے پھر خدا سے مرخص[4] نبیؐ

چلے آتے تھے عرشِ حق سے رسولؐ
ہوا پاس موسیٰ کے ناگہ نزول

یہ موسیٰ نے پوچھا کہ روحی فداک[5]
کہو اے کلاہِ[6] سرِ عرشِ پاک

ہوا آج تم کو وصالِ[7] خدا
کہو حق میں اُمت کے کر آئے کیا

نبی نے کہا اے اخی حق شناس
خدا نے کہی ہیں نمازیں پچاس

کہا ہنس کے موسیٰ نے اے شاہِ دین
کہ اللہ محتاجِ طاعت نہیں

مگر تیری اُمت بہت ہے ضعیف[8]
نہایت ہے قاصر نہایت نحیف[9]

1- دوسرا سجدہ 2- قطار باندھے 3- واسطے 4- رخصت ہوئے 5- قربان 6- ٹوپی
7- ملنا 8- کمزور 9- دُبلا

وہ کیوں کر پڑھیں گے نمازیں پچاس — کہو حق سے پھر جاکے اے حق شناس
پھرے مصطفٰےؐ سوئے عرشِ خدا — کیا پہلے خالق کا سجدہ ادا
یہ پھر عرض کی اے خدائے قدیر — مرے کلمہ گو ہیں ضعیف و حقیر
تو کم ان کا اندوہ[1] تکلیف کر — نمازوں میں اُمت پہ تخفیف[2] کر
ندا آئی اے فخرِ عبد مناف — کہ اچھا ہوئیں دس نمازیں معاف
پھرے وہاں سے خوش خوش رسولِؐ خدا — یہ احوال موسیٰ سے سارا کہا
وہ بولے بہت ہیں نمازیں چہل[3] — سفارش کرو پیش ربِّ ازل
کئی بار یہ امر واقع ہوا — گئے اور آئے رسولِؐ خدا
ہوئی عفو سب طاعتِ بے نیاز — فقط رہ گئی پنجگانہ نماز
کہا پھر یہ موسیٰ نے یا مصطفٰیؐ — کہ یہ بھی نہ اکثر سے ہوگی ادا
یہ مضمون کیا تب نبیؐ نے ادا — کہ آتی ہے اب مجھ کو شرم و حیا
مگر بار آخر رسولِ کبار — گئے پہلوے عرش جب ایک بار
کہا کبریا نے کہ اے شاہِؐ دیں — تو کیوں بہر اُمت ہے زار[4] و حزیں
دکھاؤں تجھے واقعہ ایک نیا — سُنا ہو نہ دیکھا ہو وہ ماجرا
ہوئے ملتجی حق سے خیرالوراؐ — تری پرورش میں مجھے عذر کیا
ندا آئی اے بندۂ باوفا — عقب[5] عرش کے ہے جو پردہ پڑا
اٹھا کر یہ پردا ذرا سیر کر — عجائب ہیں کیا کیا ذرا سیر کر
وہ پردہ اٹھایا محمدؐ نے جب — نمایاں ہوئے صاف اسرارِ رب
نظر آئے چودہ مرقع[6] وہاں — اور ایک ایک صورت میں قدرت عیاں[7]
نگہہ کی جو اک شکل پر با ادب — تو اپنی ہی تصویر پائی وہ سب
جو تصویرِ[8] ثانی پہ کی چشم وا[9] — تو دیکھا وہ ہے صاف مشکل کشا

1-رنج 2-کم 3-چالیس 4-غمگین 5-پیچھے 6-تصویر
7-ظاہر 8-دوسری تصویر 9-کھولی

ہوئے شکلِ سوم پہ راغب[1] رسولؐ
تو دیکھا وہ بالکل ہے شکلِ بتولؑ

برابر وہ گیارہ جو شکلیں تھیں سب
ہویدا[2] تھی دن سے تجلّیِ رب

ندا آئی اے سیّدِ نامور
یہ شیرِؑ خدا کے ہیں گیارہ پسر

یہ ہیں سب کے سب خاصۂ کبریا
تیرے جانشیں ہیں تیرے اوصیا[3]

تو اب پانچویں شکل پر غور کر
کہ ہے قدرتِ کبریا جلوہ گر

نظر کی نبی نے تو دیکھا یہ آہ
وہ تصویرِ پنجم جو ہے رشک[4] ماہ

حضور اس کے میدان ہے اک لق ودق[5]
کہ ہے جس کی وسعت[6] سے آگاہ حق

وہاں لشکرِ قاہرہ[7] ہے کھڑا
ہے میداں میں لاشہ پہ لاشہ پڑا

ہے تصویرِ پنجم پہ بارانِ[8] تیر
لگاتی ہے تیر اس کو فوجِ شریر

یہ تصویر سے آرہی ہے ندا
ارے ظالموں خوف کی ہے یہ جا

تمھارے نبیؐ کا نواسا ہوں میں
لبِ نہر دو دن سے پیاسا ہوں میں

ندا تھی یہ تصویر سے بار بار
کہ ناگہہ چلا وہاں سے اک نابکار

چڑھا اس کے سینے پر خنجر بکف[9]
کیا دین اپنا عدو نے تلف[10]

رہی پھر نہ احمدؐ کو باقی ہوس
کہا میں نے دیکھا بس اللہ بس

مگر شرح کر اے خدائے دو کون[11]
یہ مقتول ہے کون قاتل ہے کون

کہا حق نے اے سیّدِ خافقین
ہے دونوں جہاں میں یہی اک حسینؑ

نواسا ہے تیرا علیؑ کا پسر
امامِ سوم مالکِ خشک و تر

یہ قاتل جو ہے شمر اس کا ہے نام
ہے امّت میں تیری یہ ابنِ حرام

یہ میدان ہے عرصۂ کربلا
ہمیشہ یہاں ہے نزولِ بلا

یہ سب فوجِ ظالم ہے فوجِ یزید
حسینؑ ان کے ہاتھوں سے ہوگا شہید

شہادت کا ہم دیں گے اس کو صلا[12]
یہ مختار ہوئے گا روزِ جزا

1-متوجہ 2-ظاہر 3-وصی 4-چاند کا جواب 5-بہت بڑا 6-پہنائی
7-عظیم 8-تیروں کی بارش 9-ہاتھ میں 10-تمام 11-دو عالم 13-انعام

شفیعِ قیامت کریں گے اسے — شہنشاہِ امت کریں گے اسے

دیت[1] خون کی اپنی یہ پائے گا — کہ امّت کو محشر میں بخشائے گا

کہو تم کو منظور ہے یا رسولؐ — کہا بہرِ اُمت ہے سب کچھ قبول

کیا پھر اجازت کا سجدہ ادا — مرخص ہوئے فخرِ شاہ و گدا

مگر آئے جب عرش سے فرش پر — تو دیکھا کہ ہلتی ہے زنجیرِ در

ہوئے زیب بستر جو خیرالوراؐ — بدستور وہ گرم تھا جا بجا

بلایا علیؑ کو نبی نے شتاب[2] — کہے سب خدا کے سوال و جواب

علیؑ نے کہی مسکرا کر یہ بات — فدا تم پہ میں اے شہِ کائنات

نہ بندے سے کچھ دور معبود تھا — یہ بندہ وہیں شب کو موجود تھا

یہ کہہ کر حضور رسولِؐ زماں — کیا حالِ معراج بالکل بیاں

مقام مناجات ہے اے دبیرؔ — یہ کہہ سوے درگاہ ربِّ قدیر

بحقِ رسولانِ عالی وقار — بحقِ امامانِ والاتبار[3]

رہے جب تلک سیر باغِ جہاں — رہے جب تلک آب قلزم[4] رواں

رہیں جب تلک روز و شب مہر و ماہ[5] — رہے جب تلک چرخ[6] انجم سپاہ

بری[7] رنج و غم سے رہیں مومنین — فرحناک[8] و شاداں[9] رہیں اہلِ دیں

(ختم شد)

1-خوں بہا 2-جلدی 3-بڑی مرتبت 4- سمندر کا پانی 5- سورج چاند 6-آسمان تاروں کی فوج
7-آزاد 8-خوش خرم 9- خوش

مثنوی

اسناد سورہ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

مرزا دبیرؔ کی تیسری مثنوی جو فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام کے عنوان سے مشہور ہوئی ۔ اس کی دریافت کا سہرا ''تلاشِ میر'' کے مصنف اور دبیریات کے محقق جناب کاظم علی خاں صاحب کے سر ہے۔ جناب کاظم علی خاں صاحب تلاشِ دبیرؔ میں صفحہ 118 پر مثنویات مرزا دبیر پر ایک نظر کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔ ''مشہور مرثیہ نگار مرزا سلامت علی دبیرؔ متوفی (1291ھ/1875ء) کی مثنویوں کے بارے میں عام طور پر ہمارے ادبی حلقے بے خبر رہے ہیں اور دبیرؔ کی مثنویاں خاصے طویل عرصے تک ناقدین کے ہاتھوں عدم توجہ کا شکار رہی ہیں۔ مولانا امداد امام اثرؔ نے دبیرؔ کی مثنوی نگاری سے انکار فرمایا ہے۔ اسے دبیرؔ کے ادبی آثار سے مولانا امداد امام کی بے خبری کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بعض اور صاحبان قلم نے بھی دبیرؔ کو مثنوی نگاروں میں شمار نہیں کیا جن میں جلال الدین احمد (تاریخ مثنویات اُردو) عبدالقادر سروری (اُردو مثنوی کا ارتقا) امیر احمد علوی (اُردو مثنویات) اور ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی (لکھنؤ کا دبستان شاعری) وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد عقیل نے صنف مثنوی پر اپنے ڈی۔ فل کے تحقیقی مقالے کے تحت مقالے کی تکمیل کے بعد دستیاب ہونے والی مثنویوں کی فہرست میں نمبر شمار (12) کے ذیل میں ہمیں مندرجہ ذیل مختصر سی عبارت ضرور درج

ملتی ہے: دبیر کی مثنویاں (۱) مثنوی احسن القصص، یہ مثنوی دفترِ ماتم کی پندرہویں جلد میں شامل ہے۔ افضل حسین ثابت نے حیات دبیر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مثنوی بحر متقارب میں ہے (۲) معراج نامہ حیات دبیر میں اس مثنوی کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ یہ مثنوی بھی بحر متقارب میں ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی (دبستان دبیر) کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں دبیر کی محض ایک مثنوی احسن القصص کی نشاندہی کی گئی ہے اور دوسری مثنوی معراج نامہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ مگر موصوف نے ممتاز نامہ کے عنوان سے جس مثنوی کو غیر مطبوعہ قرار دیا ہے۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق وہ دراصل کوئی نئی یا غیر مطبوعہ مثنوی ہونے کے بجائے دبیر کی وہی پرانی اور مطبوعہ مثنوی معراج نامہ ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین نے (862) صفحات پر مشتمل اپنے ڈی۔لٹ کے ضخیم تحقیقی مقالے میں مرزا دبیر کی مثنوی نگاری کے تحت محض ڈیڑھ صفحے میں دبیر کی انھیں دو مثنویوں ''احسن القصص'' و معراج نامہ پر اختصار سے روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر سید سلیمان حسین کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے میں دبیر کی مثنوی گوئی پر فقط دو اوراق کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے اور دبیر کی محض دو ہی مثنویوں احسن القصص و معراج نامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔'' ڈاکٹر اکبر حیدری کی کتاب ''شاعر اعظم مرزا سلامت علی دبیر تحقیقی مطالعہ'' میں دبیر کی دو مثنویوں احسن القصص و معراج نامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب کاظم علی خاں صاحب مزید لکھتے ہیں۔ راقم کو کافی تلاش کے بعد مرزا دبیر کی ایک ایسی مثنوی دستیاب ہوئی ہے جو محولہ بالا تحقیقی مقالوں پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ حیات دبیر جلد اول بھی دبیر کی اس تیسری مثنوی کے ذکر سے خالی ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کی کتاب بھی خاموش نظر آتی ہے۔ ڈی۔ فل، پی۔ ایچ۔ ڈی اور ڈی۔ لٹ کے محولہ بالا تمام حقیقی مقالے احسن القصص اور معراج نامہ کے علاوہ دبیر کی کسی تیسری مثنوی کا ذکر نہیں کرتے۔ 1975ء سے 1977ء تک مختلف پاکستانی اور ہندستانی رسائل کے جو دبیر نمبر منظر عام پر آئے ہیں، ان میں تلاش کے باوجود راقم کو دبیر کی زیر بحث تیسری مثنوی پر گفتگو نہیں ملتی۔ ان میں پیام عمل لاہور، ماہِ نو راولپنڈی، سرفراز لکھنؤ اور کتاب نما دہلی کے دبیر نمبر شامل ہیں۔ دبیر کی یہ تیسری مثنوی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں شائع ہو چکی ہے۔ تحقیقی مقالوں میں دبیر کی اس مطبوعہ مثنوی کا ذکر نہ ہونا بتاتا ہے کہ ہمارے محققین نے دفتر ماتم کی بیسوں جلدوں کا

اچھی طرح مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ہے۔ اسی لئے تحقیقی مقالوں میں دبیر کی جن دو عدد مثنویوں کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں نہ صرف اضافہ بلکہ ترمیم و تصحیح کی بھی گنجایش محسوس ہوتی ہے۔"

ہم (راقم) نے "مثنویات دبیر" کو مرتب کرنے کے لئے جب مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلامِ دبیر کو کھنگالا تو ہمیں مزید کچھ نئی چیزیں ہاتھ لگیں جن کی تفصیل اجمالاً یہاں پر یہ ہے۔

ا۔ مرزا دبیر کی مثنویات کی تعداد تین نہیں بلکہ آٹھ ہے۔ (1) احسن القصص (2)معراج نامہ (3) اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام (4) ولادت و وفات حضرات چہاردہ معصوم علیہم السلام (5) غیر مطبوعہ مثنوی (6) مثنوی شہادت امیر المومنینؑ دریافت پروفیسر آزردہ۔ (7) مثنوی واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ (8) مثنوی عزائے حیدر کرارؑ بہ غرۂ ماہ شوال کہ روزِ عید ست۔

ب۔ احسن القصص، معراج نامہ، فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام اور غیر مطبوعہ مثنوی دریافت پروفیسر آزردہ کے علاوہ ہمیں چار مثنویات دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں ملی ہیں جن کے نام اوپر دئے جا چکے ہیں۔

ج۔ مثنوی فضائل چہاردہ معصوم جو جناب کاظم علی خاں صاحب کی دریافت ہے اُس کا پورا نام اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصوم علیہم السلام ہے جو دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں رقم ہے۔ اس پینتالیس اشعار کی مثنوی کے پہلے دس شعر سورہ الحمد پر ہیں اور باقی اشعار فضائلِ معصومینؑ پر۔

د۔ مثنوی فضائل چہاردہ معصومؑ جس میں دبیر کے فرزند کی علالت کا ذکر ہے

اثر اس کا حق نے ہویدا کیا   کہ فرزند کو میرے اچھا کیا
یہ ثمرہ مری التجا کا دیا   مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

کوکم از کم 1269 ہجری کے بعد کی تصنیف بتایا گیا ہے چونکہ دبیر کے بڑے فرزند محمد جعفر اوج کی ولادت 6/ جمادی الاوّل 1269 ہجری ہے۔ اُس وقت دبیر کی عمر لگ بھگ پچاس اکاون سال تھی۔ مثنوی احسن القصص جو دبیر کی معروف مثنوی ہے اس میں کئی مقامات پر محمد جعفر اوج کی صحت، کمال اور طولِ عمر کی دعائیں ملتی ہیں۔ چناں چہ حیات دبیر کے مصنف ثابت لکھنوی کا قول صحیح نہیں کہ یہ مثنویات ناپختگی کے دور کی ہیں۔

دبیرؔ کے بڑے بیٹے محمد جعفر اوجؔ کی ولادت 6 جمادی الاول 1269ھ کی ہے اور ان کے چھوٹے بیٹے عطاردؔ کی ولادت 8 شعبان 1272ھ ہے جن کا جوانی میں انتقال ہوگیا۔ احسن القصص میں صرف محمد جعفر اوجؔ کا تذکرہ ہے۔ دوسرے بیٹے کا ذکر نہیں۔ چنان چہ یہ مثنوی 1269ھ اور 1272ھ کے درمیان یا پھر عطاردؔ کے انتقال کے بعد لکھی گئی ہوگی کیونکہ یہ بعید ہے کہ پدر صرف چند مقامات پر ایک ہی پسر کی صحت، طولِ عمر اور فیضِ کمال کی دعا کیا ہو اور ان تاریخوں سے اتنا تو معلوم ہے کہ اس مثنوی کی تصنیف کے وقت دبیرؔ کی عمر اکاون باون سال سے کم نہ تھی۔ محمد جعفر اوجؔ کے لئے دبیرؔ دعا کرتے ہیں

خداوندِ عالم بحقِ رسولؐ اسی دم یہ میری دعا ہو قبول
اٹھاتا ہے تو اپنے بندوں کے ناز عنایت سے کر اوجؔ کو سرفراز

ایک اور مقام پر ''تہنیت عید نوروز'' کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

محمد صحیح اور سالم رہے ترقی پہ علم اس کا دائم رہے
ہر اک سال جب تک ہو تحویل مہر رہے اُس پہ بارہ اماموں کی مہر

حضرت امام محمد باقرؑ کی ولادت کے اشعار کے ذیل میں لکھتے ہیں

دعائے دبیرؔ اب یہ ہے اے خدا محمد کو عمرِ خضر کر عطا
یہ عمر دراز اس کو دے اے غیور کہ دیکھے امامِ زمان کا ظہور

فرنگیوں کے ظلم و جور کے خلاف اسی مثنوی میں اشعار اور اشارے موجود ہیں جس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ابتدائی دور کی تصنیف نہیں۔

نہ گھبرا کوئی دن کی اب دیر ہے سرِ کافراں زیرِ شمشیر ہے
نہ ہوگی کبھی کم عزائے حسینؑ کہ ضامن ہے اس کا خدائے حسینؑ
زبردست ہے گو یہ قوم شریر خدا ہے علیٰ کل شئی قدیر

اس مثنوی سے اُس دور کے سماجی حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر سید محمد عقیل صاحب نے اپنے تحقیقی مقالہ ''اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں'' جس کو بعد میں کتابی صورت دی گئی، مثنوی پر عمدہ مطالب کو یکجا کیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب اردو کی مثنویات

پر لکھی جانے والی چند انگشت شمار عمدہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کتاب کا تیسرا باب دبستان لکھنؤ کی مثنویات پر مبنی ہے جس میں لکھنؤ کے سیاسی اور سماجی پس منظر، مثنویوں پر لکھنویت کا اثر کو بیان کرتے ہوئے ناسخ، دیا شنکر نسیم، صبا، واجد علی شاہ اختر، مرزا شوق، منیر شکوہ آبادی، تلق، محسن کاکوروی، احمد علی شوق، احسن لکھنوی، رسوا، فرخ، بیمار ہی نہیں بلکہ ہوش اور فردوس جیسے گم نام شاعروں کی مثنویوں پر تبصرے موجود ہیں، لیکن سلامت علی دبیر کا اس فہرست میں نام تک نظر نہیں آتا لیکن اسی کتاب کے آخر میں دو ضمیمے شامل ہیں جن میں ضمیمہ نمبر (1) میں دبیر کی مثنویات پر یہ عبارت ملتی ہے۔

دبیر کی مثنویاں (۱) مثنوی احسن القصص یہ دفتر ماتم کی پندرھویں جلد میں شامل ہے۔ افضل حسین ثابت نے حیات دبیر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مثنوی بحر متقارب میں ہے۔ (۲) معراج نامہ حیات دبیر میں اس مثنوی کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ مثنوی بھی بحر متقارب میں ہے۔

موصوف نے دوئم اشاعت کے پیش لفظ ''روداد نو'' میں لکھا ''اردو میں اتنی مثنویاں لکھی گئی ہیں کہ اگر سب کو اس مقالے میں شامل کیا جاتا تو یہ کتاب ایک ہزار صفحہ سے کم کی نہ ہوتی۔ پھر بھی کہیں نہ کہیں سے یہ آواز ضرور اٹھتی کہ فلاں مثنوی رہ گئی یا فلاں شاعر کی مثنوی زیادہ اہم تھی جو اس مقالے میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے میں نے ایک دوسرا راستہ نکالا۔ آخر میں دو ضمیمے شامل کر دئے ہیں جن میں ایسی تمام مثنویوں کی فہرست اور ان کی مختصر تفصیلات پیش کر دی ہیں تا کہ اس کمی کا کچھ مداوا ہو سکے۔

ہماری رائے میں ڈاکٹر عقیل صاحب کا مرزا دبیر کی مثنوی نگاری سے اس قدر کم توجہ باعث تعجب ہے۔ مرزا دبیر کی آٹھ مثنویوں کو پڑھنے کے بعد خود عقیل صاحب اس بات پر متفق ہوں گے کہ اگر دبیر کی مثنویات پر تبصرہ کتاب میں شامل ہوتا تو کتاب کی رونق اور اس کے اعتماد میں اضافہ ہوتا جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مثنویات دبیر کی علمی، ادبی، سماجی، تاریخی اور مذہبی اہمیت کو ان ہی کے اشعار سے ثابت کیا ہے۔

کندن لال کندن صاحب کی کتاب ''جنوبی وشمالی ہند کی تاریخی مثنویاں'' میں سو کے قریب تاریخی مثنویات پر تبصرے نظر آتے ہیں لیکن یہاں بھی مرزا دبیر کی مثنویات کا ذکر نہیں۔ اگر مرزا دبیر

کی تمام مثنویات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں کئی چھوٹے بڑے تاریخی واقعات نظم ہیں جن سے اس زمانے کے حالات اور واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ ہوسکتا ہے دبیرؔ مرحوم کی مثنویات کے عنوانات یا مثنویات پر کیئے گئے ناقص اور غلط تبصروں کی وجہ سے مصنف نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بہر حال یہ ایک عمدہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ہے جس میں اگر دبیرؔ مرحوم کی مثنویات کا ذکر بھی شامل ہوتا تو سونے پر سہا گہ کا کام کرتا۔ ویسے پیش لفظ میں پدم بھوشن پروفیسر گوپی چند نارنگ نے صحیح کہا ہے کہ کوئی تحقیقی کام حرف آخر نہیں ہوتا۔ جتنا ان سے ہوسکا انھوں نے کردیا جتنا آنے والوں سے ممکن ہوگا وہ کام کو آگے بڑھائیں گے۔

مرزا دبیرؔ کی پہلی سوانح حیات شمس الضحیٰ مصنف مولوی فدا علی صاحب نے جو خود دبیرؔ کی زندگی میں بڑی حد تک لکھی گئی ہے مثنوی کے ذکر میں صرف چند جلد مثنوی لکھا ہے۔

سبع مثانی جو مرزا دبیرؔ کے چودہ عدیم النظیر مرثیوں کا مجموعہ ہے جسے اوجؔ لکھنوی کے شاگرد سید فراز حسین خبیرؔ لکھنوی نے مرتب کیا اس میں بھی مثنویات دبیرؔ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

جناب کاظم علی خاں صاحب کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر سید سلیمان حسین صاحب نے اپنے تحقیقی مقالے ''مثنویات دبستان لکھنؤ'' میں دبیرؔ کی صرف دو مثنویوں کا ذکر کیا ہے۔

شبلؔی کے پیمانوں سے مثنوی احسن القصص کی ارزش یابی

شبلؔی نعمانی شعر العجم جلد چہارم صفحہ 210 پر لکھتے ہیں کہ کسی مثنوی کی خوبی کا اندازہ کرنا ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ امور ذیل کا کہاں تک لحاظ رکھا گیا ہے اور شاعر کو اُن سے عہدہ برآ ہونے میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اس کے لئے شبلؔی نے چار چیزیں پیش کی ہیں۔

ا۔ حسنِ ترتیب

ب۔ کیریکٹر

ج۔ کیریکٹر کا اتحاد

د۔ واقعہ نگاری

راقم نے شبلؔی کے ہی بیان کردہ پیمانوں سے دبیرؔ کی مثنویات کو جانچنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ شبلؔی نے دبیرؔ کی مثنویات کا مطالعہ کیا تھا یا نہیں البتہ کیریکٹر کے اتحاد کو مثنوی میں نہایت ضروری بتا کر لکھتے ہیں۔ اردو میں میر انیسؔ اس وصف میں ممتاز ہیں جب کہ ہم جانتے ہیں کہ میر انیسؔ نے کوئی مثنوی نہیں کہی اور مرزا دبیرؔ کی آٹھ چھوٹی بڑی مثنویاں ہمارے پاس موجود ہیں۔

ا۔ حسن ترتیب

شبلؔی حسن ترتیب کے ذیل میں (۹) نکات لکھ کر کہتے ہیں اگر ان تمام مرحلوں میں شاعر عہدہ برآ ہو تو وہ حسنِ ترتیب میں کامیاب سمجھا جائے گا۔ ذیل کی فہرست راقم نے شبلؔی کی تحریر سے برائے سہولت بنائی ہے۔

ا۔ سب سے مقدم یہ شرط ہے جس واقعہ کو لکھا جائے اُس میں حُسن ترتیب کہاں تک

پایا جاتا ہے۔

۲۔ داستان کا خاکہ کیوں کر قائم کیا۔

۳۔ واقعات میں ترتیب کیوں کر پیدا کی۔

۴۔ کس واقعہ سے آغاز کیا۔

۵۔ کن ضمنی واقعات سے گزرتا ہوا اصل واقعہ تک پہنچا۔

۶۔ کن واقعات پر زور دیا، کن واقعات کو ابھارا اور کن واقعات کو دھندلا کیا۔

۷۔ اخلاقی نتائج پیدا کرنے کے لئے جو فرضی باتیں پیدا کیں اس میں کس قدر حصّہ قصداً نہیں تھا۔

۸۔ بات سے بات کیسے پیدا کی۔

۹۔ جذبات پر موقع بہ موقع کس طرح اثر ڈالا۔

حسن ترتیب کے محاسن کی پوری فہرست فردوسی کے شاہنامہ کی ترتیب ہے لیکن ہم انہی نکات کو سامنے رکھ کر مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں۔

مرزا دبیر کی آٹھ مثنویوں میں سے پانچ مثنویوں میں واقعات نظم ہوئے ہیں۔ احسن القصص ایک طولانی مثنوی ہے جس میں (3316) اشعار ہیں اور اس میں چہاردہ معصومین کی ولادت کے حالات اور معجزات قصوں میں نظم کیے گئے ہیں۔ معراج نامہ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے صرف ایک ہی قصہ ہے جس میں (684) اشعار ہیں۔ اسی طرح غیر مطبوعہ مثنوی جو سماجی حالات پر ہے اس میں تقریباً (530) اشعار ہیں۔ مثنوی شہادت علی اکبرؑ میں (61) اور غرّہ شوال روز عید مثنوی میں (16) اشعار نظر آتے ہیں۔

مضمون کی طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم صرف یہاں معراج نامہ کی حسنِ ترتیب اور بعض مقامات پر احسن القصص کے مضامین کو پیش کریں گے۔

یہ مثنوی حمد باری تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے

زہے صفتِ ربِّ لوح و قلم کیے بے ورق جس نے چہرے رقم
طلسمات قدرت ہویدا کیے کہا کُن تو کونین پیدا کیے
بادل اُس کی طاعت میں سب ہیں رجوع قدِ ماہِ نو تک ہے صرفِ رکوع

زمین و فلک بحر و بر خشک و تر ہے اُس کی تجلی سے سب جلوہ گر

پھر اس میں محبت خداوندی، خلقت کائنات، معبود و مصوّر و رزّاق و رحیم کا تذکرہ کرکے حسنِ ترتیب کو ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر حضور اکرم ﷺ پر اس شعر سے منسلک کردیتے ہیں۔

ہماری ہدایت کو کیا کیا کیا محمدؐ سے ہادی کو پیدا کیا

خدا کی طرح سے ہیں یہ بھی رحیم خدا بھی کریم اور نبیؐ بھی کریم

پھر نعتیہ مضمون اس طرح حسنِ ترتیب سے رواں دواں ہیں کہ پڑھنے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ عمل کب واقع ہوا۔

یہ حق کی بجا لایا وہ بندگی کہ معبود نے پشت پر مہر کی

وہ ہے اپنی امت کا پشت و پناہ بلا شک ہے مُہر نبوت گواہ

پھر نعتیہ مضمون کو اس طرح منقبت سے ربط کردیتے ہیں کہ ترتیب میں خلل نہیں ہوتا۔

محمدؐ سا پیدا نہ ہوگا نبیؐ وصی ہو تو ایسا ہو جیسے علیؑ

نہ کیوں اُس کے قبضے میں ہو کائنات ید اللہ بے شک ہے خالق کا ہاتھ

پھر تمام سلسلہ اماموں سے جوڑ دیتے ہیں اور ہر شعر میں عدد اور سلسلہ کے شمارہ سے نئے مضمون تراشتے ہیں۔ اماموں کے تذکرے کے ساتھ دعائیہ کلمات خود بہ خود زبان سے جاری ہوجاتے ہیں اور ترتیب حُسن کو ربط دیتے ہوئے کہتے ہیں دعا قبول ہوئی۔ اب دورِ جامِ طہورا ہوجائے۔

دعا خوب کی اے دبیرؔ آفریں کہ آمین کہتے ہیں روح الامیں

بیا ساقیِ عرش مسکن بیا بیا ساقیِ پاک دامن بیا

وہاں مجھ کو لے چل جہاں ساقیا نہ ہوئے کوئی جز رسولؐ خدا

دیکھا عرش کی سیر اے خوش خصال خدا و نبیؐ کا میں دیکھوں وصال

اس طرح سے آہستہ آہستہ معراج کا دفتر کھولتے ہیں کہ قاری خود بہ خود ایک منزل سے دوسری منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ پہلے منکران معراج کا جواب دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس واقعہ میں تمام

بنیاد قرآنی آیات، احادیث نبویؐ کے علاوہ ایمان قلب کے نظارے شامل ہیں جس پر اس مثنوی کا خاکہ رکھا گیا ہے۔

حکیمانِ بے عقل سلطاں خصال　　جو کرتے ہیں معراج میں قیل وقال
بلالا ذرا ان کو میرے حضور　　بجھادوں میں ان کا چراغِ شعور
پڑھوں وہ احادیث میں متصل　　فلاطوں و بقراط ہوئیں خجل

چنانچہ پوری مثنوی میں حسن ترتیب، واقعہ کا خاکہ، ضمنی واقعات کا بدرجہ احسن بیان موجود ہے۔ حمد، نعت منقبت، مناجات کے بعد معراج کے مضامین کا آغاز عمدہ ہے۔ دبیرؔ کا کمال یہ ہے کہ صرف بعض واقعات کو روشن اور بعض کو مدھم ہی نہیں کرتے بلکہ مصرعوں میں بعض لفظوں کو خفی اور جلی کر کے ذہنوں کو صرف واقعہ کی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ حسنِ ترتیب کے سفر میں قاری گمراہ نہیں ہوتا۔ قصہ سے قصہ نکالتے ہیں۔ بات سے بات بناتے ہیں اور ہر قسم کے جذبات کا عکس العمل ظاہر کرتے ہیں۔ چند اشعار بطور نمونہ تسلسل کے بغیر یہ ہیں جن سے ہمارا ادعا پورا ہوتا ہے۔

غرض دے کے یہ ہدیۂ کبریا　　محمدؐ سے روح الامیں نے کہا
خدا نے کہا ہے درود و سلام　　بصد شوق پھر یہ دیا ہے پیام
زمیں سے عزیمت مع الخیر کر　　مرے آسمانوں کی بھی سیر کر
نہیں اور اظہارِ اہلِ فراق　　بجز اشتیاق اشتیاق اشتیاق

حضور کریم آسمانوں سے گزرتے ہوئے، عرش کا نظارہ کرتے ہوئے، حضورِ باری میں پہنچ کر وضو اور نماز بجالاتے ہیں۔ ہر ایک آسمان پر کچھ واقعات، کچھ مکالمات نقل کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم نے اسی کتاب میں مثنوی معراج نامہ کے ذیل دی ہے۔ آخر میں حضورؐ باری کی خدمت میں بخششِ امّت کی دعا کرتے ہیں۔ جو مستجاب ہوتی ہے اس طرح سے پوری مثنوی ایک زنجیر کی طرح ایک حلقہ سے دوسرے حلقہ میں پیوست رہتی ہے۔ ظاہراً دیکھنے میں کئی چھوٹے واقعات اور حلقوں کی نمائش ہے لیکن دراصل وہ صرف ایک ہی سلسلہ اور ایک ہی زنجیر ہے۔ اس طرح سے اگر دبیرؔ کی مثنویات کا گیرائی اور گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ شبلی کے پیمانہ حسن ترتیب پر پوری اترتی ہے۔ مثنوی احسن القصص کا تسلسل اور حسنِ ترتیب ہر معصوم کے ذیل میں اسی طرح کا ہے۔

ب ۔ کیریکٹر

شبلی کہتے ہیں مثنوی میں سیکڑوں اشخاص کا ذکر آتا ہے۔مرد،عورت، آقا، نوکر، بچہ، جوان، امیر،غریب، عالم، جاہل وغیرہ وغیرہ۔ان مختلف اشخاص کے اخلاق،مزاج،طبیعت،گفتگو،بول چال مختلف ہوتی ہے۔شاعر کا کمال ہے کہ ہر فرد کے امتیازی خصوصیات کو قائم رکھے اور یہ بھی ملحوظ رکھے کہ ہر شخص کے خاص اخلاق وعادات میں بعض نمایاں باتیں ہوتی ہیں۔معمولی شاعر صرف ان باتوں کو دکھاتا ہے لیکن ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر کی نگاہ ان باریک اور گہری خصوصیات تک پہنچتی ہے جو عام نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوتے ہیں۔

دبیرؔ نے اپنی آٹھ مثنویوں میں سیکڑوں اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ ذات باری کی حمد ہو یا رسول کریمؐ کی مدح یا اماموں کے فضائل کا بیان ہر ذات کا ایک خاص نقشہ کھینچا ہے۔فرشتوں، انسانوں اور حتیٰ حیوانوں کی طبیعتوں کے فرق کو واضح کیا ہے۔خدا اور بندے کا رشتہ،مرد وعورت کی محبت، آقا اور نوکر کے مسائل وغیرہ وغیرہ سب کی زبان، بول چال، اخلاقی خصوصیات کا باریک سا باریک فرق بھی دکھایا ہے۔

غرض رفتہ رفتہ رسولؐ کبار گئے دوسرے چرخ پر ایک بار
نظر آئے دو شخص صاحب جمال وہ عیسیٰ و یحییٰ تھے نیکو خصال
بیاں کیا کروں حال یحییٰ کا آہ کہ گریاں و لرزاں بخوف الہ
مگر خندہ زن عیسیٰ نیک نام وہ گریاں سدا اور یہ خنداں مدام

وزیر خوش انجام و عالی مقام کہ فرزند خاقاں کا تھا فتح نام
بظاہر خلیفہ کا وہ تھا وزیر بہ باطن غلامِ جناب امیرؑ
نظر آیا مجھ کو یہ حاکم کا حال کہ ہے وہ سیہ قلب غصہ سے لال

خلیفہ مخاطب ہوا سوئے شاہ ذرا دیکھئے آپ میری سپاہ

کہا شہؑ نے خاموش او بے شعور — تجھے اتنے لشکر پہ ہے یہ غرور
بظاہر تو لشکر دکھاتا تھا تو — بہ باطن میں ہم کو ڈراتا تھا تو
مری فوج دیکھے گا بولا کہ ہاں — ہوئے ملتجی حق سے شاہِ زماں

نظر آیا واں ایک مرد غیور — مصوّر بہ نیکی مجسّم بہ نور

ہم نے تکرار کے ڈر سے بہت سے عمدہ اشعار یہاں رقم نہیں کئے لیکن دبیرؔ کی مثنویوں کے ریویو میں تمام اشارے موجود ہیں۔

ج۔ کیریکٹر کا اتحاد

بقول شبلیؔ مثنوی میں ہر شخص کے کیریکٹر میں اتحاد ہو اور اس میں دوسرے مقامات پر اختلاف نہ رہے۔ ہمارے خیال میں مرزا دبیرؔ اور تقریباً تمام مرثیہ گو شاعر کیریکٹر میں ہمیشہ ہم آہنگی اور اتحاد برقرار رکھتے ہیں۔ یعنی ہر شخص کے کردار اور دوسرے اوصاف میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے پاتا۔ مرزا دبیرؔ کی مثنویات میں چہاردہ معصومینؑ کے کیریکٹر میں بدرجہ اتم اتحاد نظر آتا ہے۔ حضور ختمی مرتبتؐ کی شان ہمیشہ اوصاف حمیدہ سے منوّر ہے چاہے وہ بزم ہو یا رزم، حضر ہو یا سفر، محفلِ شاہ ہو یا گدا، کسی میں بھی کہیں بھی تناقص نظر نہیں آتا اگرچہ مضمون اور حالات بدلتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضورؐ کے کرم، رحم اور شفا وغیرہ کو ہر مقام پر اچھے سے اچھے انداز میں نظم کرتے ہیں اور تمام مضامین میں کیریکٹر کی ہم آہنگی ہے۔

کرم ہے نبیؐ کا عجب واہ واہ — گنہ ہم کریں اور وہ عذر خواہ
لرزتے ہیں شعلہ صفت ظلم و شر — کہ دنیا میں آتے ہیں خیر البشرؐ
خدا کی طرح سے ہیں یہ بھی رحیم — خدا بھی کریم اور نبیؐ بھی کریم
یہ رحم ان کا دیکھو خدا کے لئے — کہ امّت پہ صدقے نواسے کیے
وہ ہے اپنی امّت کا پشت و پناہ — بلاشک ہے مُہر نبوت گواہ

یہ اشعار مختلف مقامات پر مختلف واقعات کے ضمن نظم ہوئے ہیں۔ اس طرح درجنوں اشخاص

کے کیریکٹر میں اتحاد اور ہم آہنگی موجود ہے جو مثنویوں کے تبصروں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

د۔ واقعہ نگاری

واقعہ نگاری کے ذیل میں شبلی نے (1) دقیق اور نازک باتوں کا مفصل بیان، (2) ہر چھوٹے بڑے واقعہ کی تفصیل تاکہ مثنوی سمجھنے میں آسانی ہو اور (3) اگر ناممکنات بھی نظم کئے جائیں تو کچھ اس طرح کہ پڑھنے والا اس کے جادو میں گم ہو کر صحیح سمجھنے لگے اہم اوصافِ مثنوی میں شمار کیے ہیں۔ جہاں تک میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کی شاعری کا تعلق ہے اس بات کو تو ہر شخص مانتا ہے کہ دونوں شاعر واقعہ نگاری کے شہنشاہ تھے۔ مثنویاتِ دبیرؔ کا ہر ورق واقعہ نگاری کے کمال کی سند ہے۔

شبلیؔ نعمانی کے نکات کے ساتھ ساتھ ہم اب دبیرؔ کے فنی کمال کو پیش کرتے ہیں۔

مثنوی احسن القصص میں مرزا دبیرؔ نے پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے مختلف نام، القاب، خطاب، کنایات وغیرہ جو مختلف صحیفوں میں آئے ہیں اور مختلف مقامات اور زبانوں کے لوگوں کے لئے نظم کیے ہیں۔

کہا اس نے انجیل میں طاب طاب بتاؤ تمھارا بھی کیا ہے خطاب
کہا شہؑ نے اے راہب اے باوفا ملقب ہیں اس نام سے مصطفاؐ
ہے انجیل میں سطیا میرا نام ہیں خوب اس سے واقف رسولِ انامؐ
وہ بولا کہ اے افضلِ اہل بیتؑ تمھیں کیا ہو توریت میں میت میت
ہوئے دُرفشاں یوں امام اناؑم ہے یہ بھی رسولِؐ دوعالم کا نام
مرا نام توریت کے درمیاں لکھا ایلیا حق نے اے خوش بیاں
عرب میں مرا اہل اتی نام ہے کہ مجھ کو عطا سے سدا کام ہے
ہے باب البلد مکّے میں میرا نام مجیلان کہتے ہیں زنگی تمام
نصارا میں عیسٰیؑ کا حامی لقب خراساں میں حیدرؑ ہوں میں وردِلب
میں پہلے فلک پر ہوں عبدالحمید دوم پر ہوں مشہور عبدالمجید
سوم چرخ پر جو ملک رہتے ہیں وہ عبدالصمد سب مجھے کہتے ہیں

چہارم فلک پر ملائک سدا مکرر مجھے کہتے ہیں ذوالعلا
لقب پنجمیں پر مزکے میرا ششم پر مسمّٰی برب العلا
لقب ساتویں آسماں پر میرا علی اور اعلا ہے اے باوفا
عطا و کرم سے رسالت مآب مجھے کہتے ہیں بارہا بوتراب
نہ کوئی ہے دنیا میں میرا چلن جہاں میں ہے کنیت مری بوالحسن

یعنی اوپر کے چند شعروں میں دبیرؔ نے حضور ختمی مرتبتؐ کے طاب طاب، مصطفا، میت میت نام بتائے اور حضرت علیؑ کے سطیا، ایلیا، ہل اتی، باب البلد، مجیلان، مسیح، حیدر، عبدالحمید، عبدالمجید، عبدالصمد، ذوالعلا، مزکے، برب العلا، علی، اعلا، بوتراب اور بوالحسن گنائے۔ اگر یہ قادرالکلامی اور دستاویز بندی نہیں تو اور کیا ہے؟

امام حسنؑ کی سخاوت کے ذیل میں ایک واقعہ سائل کا بیان کر کے اس طرح سے تمام کرتے ہیں۔

مخالف سے ہوا نہ تو دردناک
اسے تیغ زر سے کروں گا ہلاک

دبیرؔ بڑی آسانی اور مہارت کے ساتھ واقعات کے ساتھ ساتھ تاریخوں کو پیش کرتے ہیں۔ دبیرؔ کی پوری ایک مثنوی ولادت ووفات چہاردہ معصومینؑ اسی طرح کے شعروں پر مشتمل ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔حضرت امام زین العابدین کی ولادت اور سوانح کے اشعار میں یہ صفت دیکھئے۔

کہ ہجرت کو گزرے جو چھتیس ۳۶ سال تو پیدا ہوئے عابدؑ خوش خصال
لکھوں لفظ اوّل جمادی کے بعد یہ ماہِ ولادت کا ہے نامِ سعد
علیؑ کی شہادت سے قبل از دو سال ہوا خلق بانوے ایراں کا لال
مصاحب علیؑ کے رہے دو برس کیا یاد حیدرؑ کا انداز بس
حسنؑ کی حضوری میں دس سال تھے ہر اک حال میں آپ خوش حال تھے
یوں ہی دس برس اور عشرت رہی کہ شاہِ شہیداں سے صحبت رہی

امامت کی مدت کا پوچھو جو حال لکھے ہیں روایت میں پینتیس سال

سن و سال میں ہیں مثالِ پدر کہ لکھتے ہیں ستاون اہلِ خبر

امام حسینؑ کی ولادت کی مثنوی کے اشعار میں قصیدہ کی شباہت ہے صرف مثنوی کی ہیئت ہے۔

عجب مژدہ لائی ہے بادِ صبا کہ غل ہے چمن در چمن مرحبا

جواں ہو کے تنتے ہیں نخلِ کہن گلستاں کا ہے باب پنجم چمن

جدا گل سے کانٹا ہے لالہ سے داغ ہم رقص کرتے ہیں طاؤسِ باغ

چٹکنے سے غنچہ کی ہے یہ صدا بجاتا ہے طبل خوشی کا بجا

سنوارے ہیں حوروں نے زیور نئے ملے آج فطرس کو شہپر نئے

نئے باغ ایماں میں ہے زیب و زین کہ پیدا ہوئے ہیں جناب حسینؑ

مکالمہ نگاری واقعہ کی جان ہوتی ہے جس سے کیریکٹر کے اوصاف کی نشان دہی ہوتی ہے۔ مثنویات دبیؔر میں درجنوں مکالمے نظم ہوئے ہیں مگر نمونہ کے طور پر ہم یہاں ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں جس میں خلیفہ مامون رشید کے درباری عالم یحیٰی اور امام محمد تقیؑ کا مناظرہ ہے۔

خلیفہ سے یحیٰی نے مانگی رضا کہ کھولوں زباں پیش ابن رضاؑ

رضا اس نے دی شوق سے کر سوال کہا اُس نے اے خاصہ ذوالجلال

کرے صید کو قتل محرم اگر ہے قرآن میں کفارہ کی کیا خبر

یہ سُن کر وہ مجموعۂ ہر کمال مخاطب ہوا ہے یہ ناقص سوال

بہ تفصیل کہہ ہم سے جو دل میں ہے وہ محرم حرم میں ہے یا حل میں ہے

ہے عالم کہ جاہل وہ نیکو سیر ہے بالغ کہ نابالغ اے بے خبر

دوبارہ ہوا یا کہ اوّل یہ کام وہ آزاد ہے یا کسی کا غلام

وہ محرم کہ جو صید افگن ہوا یہ جرم اس سے عمداً کہ سہون ہوا

یہ عمرے کا یا حج کا احرام ہے بتا دن کا یا شب کا ہنگام ہے

ہے اس میں بھی قسمِ صغار و کبار بیاں کر بڑا ہے کہ چھوٹا شکار

بیاں جب یہ کرتے تھے شاہِ ہدا　　وہ منہ دیکھتا تھا یہ کہتے ہیں کیا

تحیّر میں تھے سب صغار و کبار　　فصاحت خدا بھی بلاغت نثار

مثنوی کے درمیان دبیرؔ نے حمدیہ، نعتیہ، منقبتی اور مناجاتی حصے ایسے پیوند کئے ہیں کہ وہ واقعاتی نظام اور مکالماتی فضا سے باہر نہیں معلوم ہوتے۔ امام محمد تقی کی ولادت کے اشعار میں حمدیہ صاف اور سلیس شعر دیکھئے۔

الٰہی تو ہی ہے معین و شفیق　　نہیں کوئی بندہ کا تجھ سے رفیق

ادا شکر تیرا کریں کیا مجال　　عطا تیری بے حد ہے اے ذوالجلال

عبادت کی توفیق تو نے ہے دی　　اگر بندگی کی تو کیا ہم نے کی

جو سجدہ کیا ہم نے تو کیا کیا　　کہ سر کو بھی تو نے ہی پیدا کیا

یہ قالب یہ اعضا یہ سر یہ قدم　　تری ہی عطا ہے ترا ہے کرم

عجب تیرا الطاف ہے واہ وا　　تو عفو کرتا ہے اور ہم گناہ

امام حسینؑ کی ولادت کے ذیل میں مناجاتی شعر

دئے تو نے فطرس کو تو بال وپر　　مجھے فکر سے فارغ البال کر

نہ ہو فکر جز فکرِ نظمِ سلام　　رہیں شاد میرے اقارب تمام

ایک مرتبہ کسی قسم کا بخار لکھنؤ میں پھیلا۔ دبیرؔ نے مثنوی میں اس سے نجات کی دعا مانگی

انھیں سے ہے یہ التجائے دبیرؔ　　کہ اے شاہِ مرداں نبیؐ کے وزیر

گرفتار ہیں تپ میں خورد و کلاں　　اماں دو اماں دو اماں دو اماں

امام چہارم کی منقبت کے چند شعر

وضو سے ملی آبرو آب کو　　عبادت سے زینت ہے محراب کو

دو عالم پہ ظاہر وقار ان کا ہے　　سکندر اک آئینہ دار ان کا ہے

چراغِ ہدایت ہے چہرے کا نور　　خجل روئے تاباں سے ہے شمع طور

سلیس زبان میں مطالب ادا کرنا دبیرؔ کے لئے مشکل نہ تھا۔ اگرچہ دبیرؔ کا پسندیدہ اسلوب نہیں مگر دبیرؔ ان شعروں کو نظم کرکے یہ بھی ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ صرف تاریخی واقعات نہیں بلکہ

تاریخوں اور نسلوں کے شجروں کو بھی ناموں کے ساتھ نظم کر سکتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ کی مادر گرامی کے نسب میں فرماتے ہیں:

سنو مادرِ شاہ دیں کا نسب　　کہ ہے امّ فروہ وہ مقبول رب
محمد کو حق نے یہ رتبہ دیا　　علیؑ نے انھیں اپنا بیٹا کہا
محمد ابوبکر کے تھے پسر　　باسیرت فرشتہ با صورت بشر
محمد کا قاسم تھا لختِ جگر　　وہ تھی دخترِ قاسم نامور
شرف امّ فروہ کا بالا ہوا　　خلف حجتِ حق تعالیٰ ہوا

مثنوی میں منظر کشی کا لطف عظیم شعرا کے پاس نظر آتا ہے۔ میر انیسؔ منظر کشی کے شہنشاہ ہیں ان کے سلیس شگفتہ سادہ الفاظ منظر نگاری کے جواہر نگار ٹکڑے ہیں۔ منظر کشی میں زبان جتنی شستہ ہوگی محاوروں اور روز مرّہ میں گفتگو جس قدر زیادہ ہوگی اس کی دل کشی اُسی قدر عالی ہوگی۔ مرزا دبیرؔ نے جہاں کہیں بھی منظر نگاری کی ہے اسی روش پر چل کر زبان نسبتاً آسان استعمال کی ہے۔

نئے پھول ہیں اور نئے بوستاں　　خیاباں خیاباں ہیں نہریں واں
ہر اک باغ میں ہیں وہ صدہا قصور　　جو قصرِ جناں میں بنائیں قصور
کہیں کبک وہاں کرتی ہیں قہقہے　　کہیں عندلیبوں کے ہیں چہچہے
نظر آئی یہ سیر جو متصل　　ہوا سرو کی طرح میں پا بہ گِل
تعجب ہوا اور تحیّر ہوا　　کہ بے ہوش پیکِ تصوّر ہوا
کیا شہؑ نے ارشاد اے باوفا　　تعجب نہ کر ہم ہیں معجز نما
ہمیں ہیں گلِ بوستانِ رسولؐ　　یہ اعجاز رنگیں کے پھولے ہیں پھول
اگر اپنی قدرت کریں ہم عیاں　　ہر اک دشت بن جائے باغ جناں

اسمائے اشخاص و مقامات، تواریخ، القاب وخطاب کو نظم کرنا اور مصرعہ کی روانی اور سلاست کو باقی رکھنا ہر شاعر کے بس کا کام نہیں مگر خدائے سخن ہر لفظ پر تسلّط کامل رکھتا ہے چنانچہ جب طائر فکر ذہن سے نکلتا ہے تو الفاظ خود آواز کی موجوں کی طرح اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور نظم کا سلسلہ آبِ رواں کی طرح جاری ہوتا ہے۔ گیارہویں امامؑ کے القاب، والدین کے نام، ولادت اور تاریخوں

میں اختلاف وغیرہ کو کس حسن سے نظم کیا گیا ہے۔ دیکھئے:

ہوا آج پیدا امامِ جری جناب حسن حضرتِ عسکری
یہ ہیں زینتِ مسندِ مصطفےٰ چراغ و گل مرقدِ مرتضےٰ
ہیں القاب ہادی زکی و سراج تجلی دہ مسندِ تخت و تاج
علی نقی باپ عالی جناب حدیث اور سوسن ہے ماں کا خطاب
مگر کنیت سید انس و جاں حدیثوں سے ہے بو محمد عیاں
ہے ماہِ ولادت کا درجہ رفیع لکھا ہے کہ ثانی تھا ماہِ ربیع
یہ مجموعۂ حکمتِ کردگار ہوا جمعہ کو خلق باصد وقار
سنو اختلافات تاریخ تم دوم ہے چہارم ہشتم دہم
یہ تاریخیں چاروں ہیں بے شک سعید ہر اک روز شیعوں کو لازم ہے عید

امام پنجم محمد باقرؑ کی ولادت کی تاریخ میں جو اختلاف ہے اس کو خوب نظم کیا ہے:

بن شہر آشوب کرتا ہے نقل سنیں گوش دل سے سب اربابِ عقل
ہوئے جب کہ پیدا شۂ انس و جن وہ غرّہ رجب کا تھا جمعہ کا دن
مگر کہتے ہیں بعض اہلِ یقیں کہ روز سہ شنبہ تھا اور پانچویں
صفر کی سوم بھی ہے زیب رقم یہ ہیں قولِ اوّل پہ اکثر بہم

دبیرؔ نے بارہویں امامؑ کے فرزند سے ان کا سلسلہ نسب حضرت ختمی المرتبتؐ تک چند شعروں میں سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ نثر میں بھی اس طرح شاید رقم نہ ہو۔

ہمیں دولتِ دیں عطا کیجیے پھر اسم و نسب بھی بتا دیجیے
کہا ہوں میں طاہر محمدؑ کا لال حسن ان کے ہیں والدِ خوش خصال
حسن کے پدر ہیں علیِ نقی علیِ نقی کے پدر ہیں تقی
تقی کے پدر ہیں جناب رضاؑ رضاؑ کے پدر موسیِ رہنما
یہ موسیٰؑ ہیں جعفرؑ کے نورِ نظر یہ جعفرؑ محمدؑ کے لختِ جگر
محمدؑ کے والد شۂ مشرقین علی نورِ چشمِ جناب حسین

جناب حسینؑ ابن شیرِ خدا	یہ شیرِ خدا کُل کے مشکل کشا
انھیں کے لئے پیشِ اہل یقیں	ہے یٰسین میں آیا امام مبیں
قسم ہے بذات خدا و نبیؐ	امامِ مبیں تھے علیؑ ولی
یہ بے فاصلہ ہیں وصیِ نبیؐ	نبیؐ کے خلیفہ یہی ہیں یہی
شرف سب طرح کے ہمیں ہیں حصول	ہمیں ہیں ہمیں اہل بیت رسولؐ

امامِ زماں علیہ السلام کی ولادت پر شعر دیکھئے۔ یہ کلام کی پختگی نہیں؟ ساقی نامہ کا یہ انداز منفرد ہے۔

پلا ساقیا وہ مئے مشک فام	ہرن جس سے خورشید ہو وقتِ شام
رُخِ روز روشن ہے نظروں میں تار	شبِ عید کا ہے مجھے انتظار
مئے نور جامِ قمر میں پلا	گزگ کے عوض نقل تاروں کے لا
شتاب آ کہ ہے وقتِ عیش و سرور	امام الزماں کا ہے گویا ظہور
پلا وہ مئے ارغوانی مجھے	نظر آئے پھر نوجوانی مجھے
پلا مجھ کو وہ بادۂ خوش شمیم	فراموش جس سے ہو ہر ایک غم
وہ ساغر کہ غم جس سے بھولا رہے	گلِ عیش نظروں میں پھولا رہے
وہ پیانہ دے مجھ کو اے ذی شعور	نہ زائل ہو تا حشر جس کا سرور
میں اس مے کا دیتا ہوں تجھ کو پتا	کہ ساقی ہیں جس کے شہِ ہل اتیٰ
لطیف اور شفاف بے حد ہے وہ	مئے حب آل محمد ہے وہ

امام زماں علیہ السلام کا سراپا دیکھئے

عجب روے پُر نور کی تھی چمک	جھپکنے لگی چشمِ مہرِ فلک
قدِ پاک طوبیٰ تو غنچہ دہن	سراسر عیاں تن سے بوئے چمن
کھڑا ہے سوئے راست اک رشک ماہ	جبیں پہ برستا ہے نورِ الہ
ہویدا ہے چہرے سے شان وشکوہ	شکوہ و جالت کا گویا ہے کوہ
عیاں یوں جبیں پہ نشانِ سجود	قمر کے قریں جیسے تارا نمود

سماعت میں ہیں صَرف سب مرد وزن	کہ قندِ مکرّر ہے ہر اک سخن

دبیرؔ کے اسلوب کی ایک شناخت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ عربی فارسی الفاظ اور جدید ترکیبوں کے ساتھ ساتھ اضافتوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اغلب مقامات پر یہ صحیح ہے لیکن جہاں سہل بیانی یا سلیس زبان کی روانی اشعار میں دکھائی ہے وہاں اضافتیں نظر نہیں آتیں۔

کہا اس نے احمدؐ کے دلدار ہیں	یہی اک دوعالم کے مختار ہیں
میری پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا	ہمارا ہے تو دوست صد مرحبا
ترے دل میں ہے پنجتنؑ کی ولا	ہر اک جا ہیں چودہ ترے رہنما
کہا پھر کہ پہچانتا ہے مجھے	میں ہوں کون تو جانتا ہے مجھے
میں بولا کہ واقف نہیں یہ غلام	کہ حضرت کو کہتے ہیں کیا خاص و عام

دبیرؔ نے اردو میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور مرثیوں میں الفاظ کا فراواں استفادہ نظر آتا ہے۔ مثنویات میں بھی دبیرؔ نے کثیر الفاظ استعمال کئے ہیں۔

ہر اک رتبہ حق نے دیا ہے ہمیں	دوعالم کا حاکم کیا ہے ہمیں
سفید و سیہ اور حیات و فنا	ہمارے ہیں قبضہ میں صبح و مسا
جسے چاہیں بخشیں خضر کی حیات	جسے چاہیں دوزخ سے ہم دیں نجات
چہ افلاک و انجم چہ شمس و قمر	چہ رعد و چہ برق و چہ کوہ و شجر
چہ دریا چہ صحرا چہ وحش و طیور	چہ انساں وہ جنہ چہ غلمان و حور
چہ عرش و چہ کرسی چہ لوح و قلم	چہ طوبیٰ چہ کوثر چہ باغِ ارم
چہ فردوس و دوزخ چہ باد وسحاب	چہ جرم و خطا و چہ اجر و ثواب
چہ سرد و چہ گرم نور و چہ نار	حسنؑ کا ہر اک شے پر ہے اختیار
مگر چاہیے مجھ کو وقت رقم	قمر کی دوات اور کرن کا قلم

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے واقعہ نگاری کی تمام عمدہ کیفیات دبیرؔ کے واقعات میں نظر آتی ہیں۔ یہاں پر چند امام جوادؑ کی شادی کے شعر دیکھئے:

دبیرؔ اس جگہ اب نئی فکر کر	عروسِ مولاؑ کا کچھ ذکر کر

پلا ساقیا اب شرابِ وصال — کہ روشن ہوا آفتابِ وصال

وہ بادہ کہ پیا ہے جس کا مباح — مئے وصل کیا ہے سرورِ نکاح

یہ ہے محفلِ عقد ابنِ رضاؑ — بُلا قاضیِ آسماں کو بُلا

یہ زہراؑ کو دے حکم اے خوش مزاج — کہ زہراؑ کے پوتے کا ہے عقد آج

یہ ہے محفلِ عقد دُرِّ نجف — فلک سے اتر آئیں لے کے دف

ستاروں کے نقل آج لٹ جائیں گے — سحر کو نہ مطلق نظر آئیں گے

براتی ہیں خاصانِ ربِّ ودود — تو شربت پلائی ہے نقدِ درود

معروف حدیث اول ماخلق اللہ نوری کے ذیل میں لکھتے ہیں:

نہ خاک و ہوا تھی نہ آتش نہ آب — کہ روشن تھا نورِ رسالت مآب

نہ آدم نہ حوّا نہ غلماں نہ حور — ہزاروں برس پیشتر تھا یہ نور

حضور اکرمؐ کی ولادت اور معجزہ شق القمر پر چند شعر دیکھئے:

زمیں پر فلک سے برستا ہے نور — تجلّی میں ہر خار ہے نخلِ طور

ہوا پایا عزّٰی کی عزّت کا پست — کیا دین نے ہر طرف بندو بست

ملی خاک میں آبروئے منات — لگی لات کے سر پہ ایماں کی لات

پر انگشت تھی چاند میں اس طرح — الف ماہ کے بیچ میں جس طرح

لات کے سر پر لات، الف ماہ کے بیچ وغیرہ کی صدہا مثالیں دبیرؔ کی مثنویوں میں ملتی ہیں۔

عدم سے نسیمِ بہاری چلی — گلِ ہاشمی کی سواری چلی

فلک پر زمیں کا دماغ آج ہے — ہر اک ذرّہ خورشید کا تاج ہے

جبیں غیرتِ مشرقِ نور ہے — ہر اک ذرّہ میں جلوۂ طور ہے

برستا ہے نیساں بہ تائید رب — دُرِ مدعا اس کے قطرے ہیں سب

اوپر کے اشعار میں گلِ ہاشمی، ذرّہ خورشید کا تاج، غیرتِ مشرقِ نور، درِ مدعا قطرۂ نیساں کا ہونا ایجاد مضامین اور تراکیب دبیرؔ ہیں۔

دبیرؔ نے چار عیدوں کو چار صحیفوں سے مناظرہ کیا ہے

شفیع امم ناصرِ مومنین   امین خدا جان روح الامین
درِ قلزمِ قدرتِ کردگار   گلِ گلشن علمِ پروردگار
روش در روش نخل نوخاستہ   تر و تازہ وشاداب و آراستہ
برفتار سرو خرامانِ خلد   برخسار خورشید ایوان خلد

کچھ اشعار صنعت ذوالسانین اور صنعت تکرار میں دیکھئے:

میرا بھی یہی اب وظیفہ ہے بس   نداریم غیر از تو فریاد رس
کہ بیٹھے ہیں زندہ سارے غلام   تفرج کناں خندہ زن شاد کام
غبار قدم غیرت کیمیا   صفائے بدن آئینہ کی ضیا
خوش اندام وخوش روئے خالق شناس   گلوں کی طرح پاک سب کے لباس
کہوں واں کے باشندوں کا کیا میں حال   بصورت بشر پر فرشتہ خصال
کہا آیئے آیئے آیئے   قدم رنجہ آنکھوں پہ فرمایئے
نہ کر ہمسری اس سے اے بدگماں   ارے وہ کہاں تو کہاں ہم کہاں

اچھوتے اور نادر مضامین کے خزینہ کی دبیرؔ میں کمی نہیں۔ اگر دبیرؔ کے نادر مضامین کی فہرست بنائی جائے تو اردو ادب میں یہ شاعر سرِفہرست شعرا میں شمار ہوگا۔ آج کے وقت کی ضرورت اور اردو شعر و ادب کی خدمت ہے اگر صاحبان علم و ذوق شبلؔی نعمانی کے معاندانہ طلسم سے نکل کر خدائے سخن دبیرؔ کے کلام پر غیر تعصبانہ نظر ڈالیں۔ مشتے از خروارنادرہ مطالب کے اشعار دیکھئے جو یوں ہی اپنے ذوق کے مطابق ہم نے گلزار احسن القصص سے چنے ہیں:

عجب کیا بنے گر زمیں رشکِ عرش   عوض دھوپ کے ہو تجلّی کا فرش
مگر چاہیے مجھ کو وقتِ رقم   قمر کی دوات اور کرن کا قلم
پر انگشت تھی چاند میں اس طرح   الف ماہ کے بیچ میں جس طرح
یہ چاہا کروں حالِ عسرت رقم   ہوئی شرم زنجیر پائے قلم
حمیّت سے بے دست و پا ہوگیا   گلو گیر طوقِ حیا ہوگیا
کوئی بے مثال ایسا آیا نہیں   کہیں جسم انور میں سایا نہیں

نہ کیوں ساتھ سایہ کا ہو ناگوار　　کہ فضلِ خدا ساتھ ہے سایہ دار
ہوم گم جو ظلِ حبیب الہ　　بنا سرمۂ چشمِ خورشید و ماہ
وہ سایہ بنا سائبانِ فلک　　کہ سایہ کرے سب پہ محشر تلک
ملا سنگ کعبہ کی طلعت میں کچھ　　ہوا صَرف مہر نبوت میں کچھ
وہ سایہ سیاہی بنا یک قلم　　کیا کلکِ قدرت نے قرآں رقم

مثنوی میں شہنامہ، سکندر نامہ اور درجنوں رزمیہ داستانیں لکھی گئی ہیں۔ واقعات کے حوالوں سے اگر کسی مقام پر رزمیہ عناصر آتے ہیں تو مثنویات میں بھی دبیؔر انھیں خوب نبھاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کا مرقع احسن القصص میں دیکھیے:

ملی تیغِ نصرت پئے کارِ زار　　کہ رہ سطر شقہ بنی ذوالفقار
سجا تن پہ اس نے سلاحِ وغا　　ہوا پشت مرکب پہ جلوہ نما
اِدھر اک ہزار اور اُدھر بیس الف　　لیے گرز و تیغ و تبر بیس الف
ہر اک سمت تیغیں چمکنے لگیں　　کماں میں پیاپے کڑکنے لگیں
یہ گرم تگ و پو ہوئے راہوار　　کہ گردوں چھپا زیرِ گرد و غبار
سرِدست ڈھالوں کی چھائی گھٹا　　پر اک دم میں زور اس گھٹا کا گھٹا
رفیقوں کو لے کر بڑھا جعفری　　کیا شیروں نے حملۂ حیدری
ندا اک نے دی ایک کو ہو کے خوش　　بگیرد بزن ہاں بدار و بکش
دلیروں نے کار نمایاں کیا　　ہزاروں کو اک دم میں بے جاں کیا

ہم اس تحریر کو دبیؔر کے ان اشعار پر ختم کرتے ہیں جو مثنوی احسن القصص میں شہزادی فاطمہؑ کی مدح و ثنا میں رقم کیے گئے:

خدا سے ہے کیا فاطمہؑ کو نیاز　　انھیں کی ہے تسبیح بعد از نماز
زہے شوکت و قدر و شانِ بتولؑ　　سرِ عرش ہے آستانِ بتولؑ
وہ خوشبوئے قدرت ہے ان سے نمود　　درود ان پہ پڑھتا ہے ہر دم درود
سراپا جلالِ خدا ہے عیاں　　یہ شاہِ زناں ہیں یہ شاہِ زناں

نہ تھا آسمان و زمیں کا نشاں ———— مگر نور زہراؑ تھا جلوہ کناں
شرف میں ہیں یہ مثلِ خیر الورا ———— وہ خیر البشرؐ ہیں یہ خیر النساؑ
یہ کی نور زہراؑ نے جلوہ گری ———— کہ ذرّے بنے زہرہ و مشتری
ہوا ان کا دنیا میں جس دم ظہور ———— ہوئی ظلمتِ کفر ایماں سے دور

اسناد سورہ الحمد و فضائل چہاردہ معصومؑ مذہبی مثنویوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ مثنوی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں شامل ہے جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوئی۔

سورہ الحمد کے کچھ فرعی اثرات بیان کر کے مرزا دبیر بہت اختصار کے ساتھ رسول کریمؐ اور ائمہ اطہارؑ کے فضائل کو رقم کرتے ہیں۔ اس مثنوی کی حیثیت ایک مناجات یا عریضہ کی ہے جس میں دبیر نے اپنے فرزند کی صحت یابی پر شکر بھی ادا کیا ہے۔ اردو ادب میں مختصر اور جامع مثنویوں میں کسی ایک موضوع کو لے کر اسی کے مطالب کو بیان کرنے کی سنت قدیم ہے۔ مثال کے طور پر انشاء اللہ خاں انشا نے مرغ نامہ لکھا اور اس میں نہ صرف مرغداری کی باتیں ہیں بلکہ مرغداری سے مربوط لفظوں کو بھی مصرعوں میں بدرجہ احسن استعمال کیا ہے۔ اسنادالحمد میں حمد کے علاوہ اس کے شفائی اثرات کو نظم کیا گیا ہے۔ چند اشعار یہ ہیں۔

یہ سورہ ہر اک درد کی ہے دوا — مریضوں کی خاطر ہے بے شک شفا
جو مردے پہ کوئی عقیدت شعار — پڑھے سورۂ حمد ہفتاد بار
عجب کیا تن مردہ میں آئے دم — بدن میں اسی دم سماجائے دم
سوا اس کے اہلِ مرض کو کہیں — نظر آتی صحت کی صورت نہیں
شفا بخش عالم ہے رب کریم — مسیحا ہیں بیمار اور وہ حکیم
مسیحائے عیسیٰ وہی ہے وہی — مددگارِ موسیٰ وہی ہے وہی
پیغمبرؐ کو بھیجا ہمارے لئے — مرض کفر کے جس نے زائل کئے
یہ ثمرہ مری التجا کا دیا — مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

یہ مثنوی حقیقت میں مختصر سا اشعار کا مجموعہ ہے جس میں حمدیہ، نعتیہ، منقبتی اور مناجاتی موضوعات جمع کئے گئے ہیں۔ اس مثنوی میں بھی تقریباً ہر شعر بلکہ ہر مصرع سے دبیر کی صناعی اور مضامین کی کثرت نظر آتی ہے جنھیں مصرعوں کے کوزوں میں بند کر کے ان میں تلاطم بھی پیدا کیا ہے۔

دلا حمدِ معبود معراج ہے — کہ الحمد قرآن کا تاج ہے
کہاں منہ کہ جو شکر کا دم بھریں — قوی کی ثنا ناتواں کیا کریں

منقبت میں حضرت علیؑ کے نام کے حروف اور پھر ان کے اعداد سے مضامین تراشے ہیں۔ ہم

جانتے ہیں یہ صنعتیں ہیں لیکن ان کے نام نہیں بلکہ ان کی ایجاد کا سہرا ابھی دبیر کے سر ہے۔

سرِ اسم ہے عین پھر لام و یا　　یہاں حق نے مضمون بخشا نیا
عیاں لام ہے بیچ میں نام کے　　مسلمان قائل ہیں اسلام کے
علی کا ہے دل بے تامل یہ لام　　عدد لام کے تیس ہیں لا کلام
اور اتنے ہی سی پارے قرآں کے ہیں　　بیاں ان میں بھی شاہِ مرداں کے ہیں

یعنی ایک مضمون سے دوسرا مضمون بلندتر، ایک مدح سے دوسری ثنا بزرگ تر نظر آتی ہے۔ اس مثنوی میں بعض اشعار سلیس اور عام فہم اردو میں ہیں تو بعض ایسی فارسی میں نظمائے گئے ہیں کہ اردو میں بھی مروّج ہے۔

حبیبِ خدا مصطفیٰ مصطفیٰ　　شہِ انبیا مصطفیٰ مصطفیٰ
ید قدرتِ حق جناب امیرؑ　　امام دو عالم شہِ قلعہ گیر
شہِ برج دیں باقرِؑ خوش خصال　　پناہِ امم عاشقِ ذوالجلال
تقیؑ تاجدار زمین و زماں　　نقی حافظِ جانِ ہر انس و جاں

جب ہم اس مثنوی کو احسن القصص اور معراج نامہ سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسناد الحمد و فضائل چہاردہ معصومؑ میں وہی مرثیوں کا دبدبہ اور زبان کا طمطراق ہے۔ یہاں فوق الذکر مثنویوں کی طرح زبان صاف اور سادہ نہیں، بلکہ عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کی ایک اور وجہ مضامین کی عظمت بھی ہے۔ یہاں کوئی قصہ یا واقعہ نظم نہیں ہوا بلکہ برگزیدہ ہستیوں کی مدح سرائی اور معبود حقیقی کی حمد کہی گئی ہے۔

قوی و توانا ہے پروردگار　　ضعیف اور عاجز صغار و کبار
عجب نام اقدس میں تاثیر ہے　　خلائق ہے مس اور یہ اکسیر ہے

مثنوی

اسنادِ سورہ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

(45) اشعار

اسنادِ سورۂ الحمد

و

فضائل چہاردہ معصوم علیہم السّلام

دلا[1] حمدِ معبود معراج ہے — کہ الحمد قرآن کا تاج ہے
خصوصاً وہ حمدِ جنابِ خدا — کہ احسان حق کے عوض[2] ہو ادا
یہ فرماتے ہیں صادقؑ نامدار — فضائل ہیں الحمد کے بے شمار
جو مردے پہ کوئی عقیدت[3] شعار — پڑھے سورۂ حمد ہفتاد[4] بار
عجب کیا تنِ مردہ میں آئے دم — بدن میں اسی دم سما جائے دم
سِوا اس کے اہلِ مرض کو کہیں — نظر آتی صحت کی صورت نہیں
یہ سورہ ہر ایک درد کی ہے دوا — مریضوں کی خاطر ہے بے شک شفا
بلا شبہ صادقؑ ہیں مولا مرے — صداقت میں یکتا ہیں آقا مرے
کیا تجربہ میں نے الحمد کا — محل شکر کا ہے مکاں حمد کا
اثر اس کا حق نے ہویدا[5] کیا — کہ فرزند کو میرے اچھا کیا
ولیکن کہاں وہ لِسان[6] و دہاں — کہ ہو شکر کا ایک شمّہ[7] بیاں
کہاں منہ کہ جو شکر کا دم بھریں — قوی[8] کی ثنا ناتواں کیا کریں
قوی و توانا ہے پروردگار — ضعیف اور عاجز صغار[9] و کبار
شفا بخشِ عالم ہے ربِّ کریم — مسیحا ہیں بیمار اور وہ حکیم
مسیحائے عیسیٰؑ وہی ہے وہی — مددگار موسیٰؑ وہی ہے وہی

1- اے دل   2- بدلے   3- عقیدت کے ساتھ   4- ستر بار   5- ظاہر   6- زبان اور منہ
7- ذرّہ   8- طاقت ور   9- چھوٹے بڑے

یہ اسرار[1] آیا مرے دھیان میں
جو دل میں علیؑ کے وہ قرآن میں

شفا بخش عالم ہے نامِ علیؑ
کہ قرآں میں داخل ہے الحمد بھی

میں سو جان سے صدقے اس نام کے
بنے کام ہر ایک ناکام سے

یہ ثمرہ[2] مری التجا کا دیا
مرے پھول کو پھل شفا کا دیا

محمدؐ سے لے کر محمدؑ تلک
سب اک نورِ حق ہیں نہیں اس میں شک

جنابِ حسنؑ اور جنابِ حسینؑ
گلِ قدرتِ صانعِ مشرقین

امام زمنؑ قبلۂ خاص و عام
زمانے میں جن کا ہے سجّادؑ نام

شہہ برجِ دیں باقرؑ خوش خصال
پناہِ امم عاشقِ ذوالجلال

امامِ ششم صادقؑ پاک ذات
شہہ دوجہاں مالکِ شش جہات[3]

مروّج[4] ہوئے جن سے احکامِ دیں
وہ کاظمؑ ہیں ہفتم امامِ مبیں

جنابِ رضاؑ قبلۂ ملکِ طوس
انیس[5] النفوس اور شمس الشموس[6]

تقیؑ تاج دارِ زمیں و زماں
نقیؑ حافظ جانِ ہر انس و جاں

وصیِ نقیؑ ہے حسنؑ عسکری
سلیماں حشم شاہِ جن و پری

وزیر ان کے مہدیؑ علیہ السلام
عریضہ[7] جنھیں دیتے ہیں خاص و عام

یہی سب کے مشکل میں کام آتے ہیں
انھیں کے زبانوں پہ نام آتے ہیں

1-راز 2-پھل 3-چھ سمت 4-رواج پائے 5-لوگوں کے مددگار
6-سورجوں کے سورج 7- چٹھی

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

راقم نے دبیرؔ کی چھٹی مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (192) الی (193) پر موجود ہے۔ اس چھوٹی مثنوی میں کُل چودہ اشعار ہیں۔ یہ مثنوی بہت ہی سلیس اور روزمرہ میں لکھی گئی ہے یعنی ان شعروں کو نثر کرنے سے لفظوں کی نشست میں چنداں فرق نہیں ہوتا۔ ادق الفاظ، عمیق مضامین، صنعت گیری اور اضافات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس مثنوی میں مطالب تمام بین کے ہیں اور شاید اس مثنوی کا مقصد بھی یہی ہو جو مثنوی کے پہلے شعر سے ظاہر ہے۔

یارو نہیں ہے مرثیہ پڑھنے کی احتیاج — دنیا میں انتقال امیرؑ عرب ہے آج
یہ رات مرتضیٰؑ کی شہادت کی رات ہے — زہراؑ کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات ہے
تم آج رو لو کل نبیؐ پاک روئیں گے — یعنی یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوئیں گے

یہ مثنوی بھی موضوع کے لحاظ سے مذہبی مثنوی ہے۔

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

(14) اشعار

مثنوی

شہادت امیر المومنینؑ

یارو نہیں ہے مرثیہ پڑھنے کی احتیاج
دنیا میں انتقالِ امیرِ عرب ہے آج

مرقد[1] میں آج احمدِ مختارؐ روتے ہیں
تم سے وداع حیدرِ کرارؑ ہوتے ہیں

آقاؑ تمھارا صبح کو دنیا سے جائے گا
رو لو کہ بعد سال کے پھر دن اب آئے گا

کل جائے گا بہشت میں اُستادِ جبرئیلؑ
ہوگا بلند[2] نالہ و فریادِ جبرئیلؑ

یہ رات مرتضیٰؑ کی شہادت کی رات ہے
زہراؑ کی بیٹیوں پہ قیامت کی رات ہے

گھبراؤ مت کہ آج تو غم میں خدائی ہے
پُرسا دو روحِ فاطمہؑ مجلس میں آئی ہے

تم آج سر برہنہ کرو با دو چشم[3] تر
اے یارو اب حسینؑ و حسنؑ ہوں گے ننگے سر

تم آج رو لو کل نبیؐ پاک روئیں گے
یعنی یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوئیں گے

ٹوٹا ستون دینِ پیمبرؐ کا ہے گرا
خالی ہوئی ہے مسندِ محبوبِؐ کبریا

رو کر کہو کہ حیدرِ کرارؑ الوداع
اے جانشینِ مسندِ احمدؐ مختار الوداع

ان کے وصی کے غم میں جو گریان[4] ہوئے گا
اس کا نبیؐ کی روح پہ احسان ہوئے گا

بہرِ[5] خدا یہ دل میں کرو آج تم خیال
کوفے میں آج ہوئے گا کیسا غم و ملال

ہر اک طرف کو ہوئے گی آہ و فغاں کی دھوم
اہلِ حرم کا گردِ[6] یداللہ ہے ہجوم

کھولے ہوئے ہیں زینبؑ و کلثومؑ سر کے بال
سب سے وداع ہوتا ہے وہ شیرِ ذوالجلال

1-قبر 2-برپا 3-نمناک آنکھیں 4-رونا 5-خدا کے لئے 6-اطراف

مثنوی

عزائے حیدرؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روز عیدست

راقم نے دبیرؔ کی ساتویں مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (193) الی (194) پر رقم ہے۔ موضوع کے لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی ہے لیکن اس میں واقعہ نگاری، منظر کشی کے ساتھ بین کے مضامین بھی ہیں۔ مثنوی کی زبان سلیس اور شگفتہ ہے۔ پوری مثنوی روزہ مرّہ میں ہے جس کی نثر ممکن نہیں۔ عربی فارسی الفاظ، نادر ترکیبات، استعارات، تشبیہات اور ادق الفاظ اس مثنوی میں نظر نہیں آتے۔ یہ مثنوی عید کے منظر اور حضرت علیؑ کی بیوہ ام البنینؑ کے بین سے بیان کی گئی ہے۔

عید کا دن ہے زمانہ شاد ہے　　ہر طرف شورِ مبارک باد ہے
مادرِ عباس کی ہے یہ ندا　　ہائے اے والی مرے مشکل کشا
نام بیوہ اب ہمارا ہوگیا　　آج دسواں بھی تمھارا ہوگیا
ننھے بچے مرتضیٰ کے روتے ہیں　　بے کسی سے کہہ کے یہ غش ہوتے ہیں
نائب خیر البشرؐ مارے گئے　　کس سے عیدی لیں پدر مارے گئے

مثنوی

عزائے حیدرؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روزِ عیدست

(16) اشعار

مثنوی

(عزائے حیدرِؑ کرّار بہ غرۂ ماہِ شوال کہ روزِ عیدست)

عید کا دن ہے زمانہ شاد[1] ہے
ہر طرف شورِ مبارک باد ہے
رختِ[2] تحفہ پہنے ہیں خورد[3] و کلاں
ہم بغل[4] ہوتے ہیں سب پیر و جواں
باپ ماں سے بچے عیدی لیتے ہیں
تہنیت[5] سب لوگ باہم[6] دیتے ہیں
سیر کو جاتے ہیں سوے عیدگاہ
ہے تماشائے جہاں مدِّ[7] نگاہ
عید کی تیاریاں ہیں جابجا
پر نبیؐ کے گھر میں ہے ماتم بپا
حیدری ہر اک طرف غش ہوتے ہیں
سب گلے مل کر علیؑ کو روتے ہیں
ہے یہ دسواں دن کہ چھوٹا ہے پدر
فاطمہؑ کی بیٹیاں ہیں ننگے سر
شاہِؑ دیں کے سوگ کی پوشاک[8] ہے
گیسوؤں[9] پر خاک دامن چاک ہے
مادرِ عباسؑ کی ہے یہ ندا[10]
ہائے اے والی مرے مشکل کشاؑ
کہہ رہے ہیں پیٹ کر آلِ نبیؐ
وا علیاؑ وا علیاؑ وا علیؑ
یاد آتا ہے تمھارا عزّ و جاہ[11]
آپ کی مسند ہے خالی گھر تباہ
عید کے خطبے کی تیاری نہیں
ہائے در پر کوئی درباری نہیں
کان میں ہر وقت ہے شورِ بُکا
نعرۂ دلدل[12] نہ قنبر کی صدا
نام بیوہ اب ہمارا ہوگیا
آج دسواں بھی تمھارا ہوگیا
ننھے بچے مرتضیٰؑ کے روتے ہیں
بے کسی سے کہہ کے یہ غش ہوتے ہیں
نائب[13] خیر البشرؐ مارے گئے
کس سے عیدی لیں پدر مارے گئے

1-خوش 2-تحفوں کے کپڑے 3-چھوٹے بڑے 4-گلے ملتے ہیں 5-مبارک بادی 6-ایک دوسرے کو
7-نظر میں 8-لباس 9-بال 10-صدا 11-جاہ و حشمت 12-رسولؐ خدا کا گھوڑا 13-جانشین

مثنوی

تواریخ ولادت ووفات حضرات چہاردہ معصومؑ

راقم نے دبیرؔ کی پانچویں مثنوی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے اور صفحہ (187) الی (189) پر رقم ہے۔ اس مثنوی میں کُل اٹھائیس (28) شعر ہیں۔ موضوع کے لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی میں شمار کی جاتی ہے۔ اس مثنوی میں چودہ معصومینؑ کی تواریخ ولادت اور تیرہ معصومینؑ کی تاریخ وفات کو نظم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر سبب شہادت اور قاتل کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اس طرح ہر معصومؑ کے لئے دو شعر لکھے ہیں۔ مرزا دبیرؔ تاریخ گوئی کے شہنشاہ ہیں یعنی انھوں نے صدہا مادۂ تاریخ نکالے ہیں لیکن اس مثنوی میں کوئی مادۂ تاریخ نہیں بلکہ ان برگزیدہ ہستیوں کے ولادت اور وفات کے دن، مہینہ کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ ان تاریخوں میں سال بھی مرقوم نہیں اس لئے یہ تاریخیں مکمل طور پر صوری تاریخیں کہی جاسکتی ہیں۔ مثنوی میں چہاردہ معصومؑ کے اشعار کی ترتیب بھی ان کے سلسلۂ ترتیب سے ہم آہنگ ہے۔ مثنوی میں فارسی الفاظ، بندشیں اور اضافات کے ساتھ ساتھ زبان برتنے کے رواں دواں اثرات، دبیرؔ کی لفظوں پر گرفت اور تسلّط کا عمدہ نمونہ ہیں۔ مثنوی پڑھتے ہوئے ایسا احساس ہوتا ہے کہ دستِ داؤدی سے لفظوں کے آہن اور سختی کو نرم کرکے انھیں ہم آہنگ اور نرم کردیا گیا ہے۔ یعنی لفظوں کی شاخِ آہن کو

لوہے کی زنجیر میں تبدیل کر کے جیسی چاہیے شکل دی گئی ہے۔

جب کہ پیدا ہوئے محبوبِ خداوندِ ازل
جمعہ تھا ہفدہم ماہِ ربیع الاوّل
روز رحلت کی عیاں ہے یہ حدیثوں سے خبر
بست و ہشتم کو صفر کی کیا دنیا سے سفر
غرۂ ماہِ رجب اہلِ خبر نے ہے لکھا
کہ مدینہ میں ہوئے حضرتِ باقرؑ پیدا
ظلمِ ہشام سے مولاؑ ہوئے جب کشتۂ سم
ماہ ذلحجہ کی ہے ساتویں تاریخ رقم

چونکہ نثر کی نسبت نظم حافظے میں محفوظ ہوجاتی ہے شاید اسی لئے دبیرؔ نے یہ مثنوی لکھی تا کہ لوگ اسے حفظ کرلیں اور تمام تاریخیں یاد ہوجائیں۔ بہرحال نظم سے حظ اٹھانے کے لئے پوری مثنوی کا پڑھنا ضروری ہے

مثنوی

اشعار ولادت و وفات

حضرات چہاردہ معصوم علیہم السّلام

(28) اشعار

جمعہ تھا ہفدہم[1] ماہِ ربیع الاوّلا[2]	صبحِ صادق کی طرح سے ہوئے صادق پیدا
آہ تھی پانزدہم[3] ماہِ رجب کی ہیہات[4]	کہ زمانے سے ہوئی جعفرِ صادق کی وفات
ہفتمِ ماہِ صفر کو ہوئی دنیا روشن	حضرتِ موسیٰ کاظم ہوئے پرتو افگن[5]
زہرِ ہارون نے خرموں[6] میں دیا واویلا	بست وپنجم[7] کو رجب کی ہوئے آخر مولاؐ
گیارہویں کو مہِ[8] ذیقعدہ کی تھی فصلِ بہار	قدمِ شاہِ خراساں سے جہاں تھا گلزار
روز سہ شنبہ تھا اور ہفدہم[9] ماہِ صفر	کہ رضاؑ دارِ فنا[10] سے گئے پیشِ حیدرؑ
دہمِ ماہِ رجب کو ہوا یثرب آباد	یعنی پیدا ہوئے دنیا میں تقی شاہ جواد
اسی تاریخ قیامت ہوئی یثرب میں عیاں[11]	راہیِ گلشنِ جنّت ہوئے شاہِ دوجہاں
دومِ ماہِ رجب کو ہوئی عیدِ اکبر	جلوہ[12] آرا ہوئے عالم میں نقیِ اطہر
سومِ ماہ رجب کو ہوا برپا ماتم	قصرِ[13] فردوس میں داخل ہوئے شاہِ امم
چوتھی تاریخ تھی اور ماہِ ربیع الثّانی	کہ ہوا خلق[14] زمانے میں حسنؑ کا ثانی
ہشتمِ ماہِ خوش انجام ربیع الاوّل	یہی تاریخ شہادت میں ہے قول فیصل[15]
رات تھی جمعہ کی اور نیمۂ ماہِ شعبان	چودہواں چاند ہوا مشرق ومغرب سے عیاں
کون وہ مہدیِ دیں مہرِ[16] عرب ماہِ عجم[17]	سببِ رونقِ آفاق[18] ہوا جس کا قدم

1-سترہ 2-ربیع الاوّل 3- پندرہ 4- افسوس 5-ظاہر 6- کھجور 7- پچیس
8-چاند 9- سترہ 10-دنیا 11-ظاہر 12- پیدا 13- محل 14-پیدا
15- قول معتبر 16-عرب کا سورج 17- عجم کا چاند 18-افلاک

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

راقم نے دبیرؔ کی آٹھویں مثنوی بھی دفتر ماتم کی بیسویں جلد میں دریافت کی جو مطبع احمدی لکھنؤ سے 1897ء میں شائع ہوچکی ہے۔ یہ مثنوی صفحہ (194) الیٰ (198) صفحات پر درج ہے۔ اشعار کے لحاظ یہ چوتھی بڑی مثنوی ہے جس میں (61) اشعار ہیں۔ مثنوی کے اوائل میں چھ سات فارسی کے اشعار ہیں۔ موضوعاتی لحاظ سے یہ بھی مذہبی مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں دبیرؔ کھل کر قادرالکلامی دکھائی ہے۔ منظر کشی ہو یا سراپا حضرت علی اکبرؑ شوکتِ الفاظ، طمطراق سے لبریز ہے لیکن بین کے اشعار میں پھر وہی سادگی اور سلاست نظر آتی ہے۔ سراپا حضرت علی اکبرؑ میں استعارات، تشبیہات اور نادر مضامین کی فراوانی ہے۔ ایسی مختصر اور جامع مثنوی جو مضامین کے نادرات سے لبریز ہو اُردو ادب میں خال خال ہے۔ حضرت علی اکبرؑ کے سراپا کے چند شعر یہاں پیش کئے جاتے ہیں لیکن مثنوی کا لطف اٹھانے کے لئے تمام اشعار کی سیر ضروری ہے۔

کہا کسی نے کہ لاریب یہ پیغمبرؐ ہے — کوئی پکارا کہ یہ دبدبہ میں حیدرؑ ہے
کہا کسی نے کہ نورِ خدا مجسّم ہے — یہ افتخار سلیمانؑ و نوحؑ و آدمؑ ہے
عجب ضیا ہے عجب نور ہے عجب طلعت — بدن میں حلۂ نور خدا کا ہے خلعت
سپہرِ قدرت معبود ہے جبین مبین — بھویں ہلال ہیں اور کہکشاں ہے چینِ جبین
دہن میں نامِ خدا کیا زبان ہے روشن — زبان شمع ہے اور طاقِ نور ہے یہ دہن

خوشا وہ عارض و دو ابروئے جبین سعید یہ چودھویں کے ہیں دو چاند وہ ہلالِ دو عید
چمک وہ خال کی روئے پُرآب وتاب میں ہے کہ ہے سبھوں کو یقیں چاند آفتاب میں ہے

زرہ، جوش اور گھوڑے پر ایک دو شعر نمونہ کے طور پر پیش ہیں۔

بدن پہ حُسن زرہ شاہدی یہ دیتا ہے فلک پہ چشمۂ خورشید لہریں لیتا ہے
زرہ کے حلقے جو داوٗد نے بنائے تھے تو اپنی آنکھوں کے حلقے فقط لگائے تھے
بدن میں جوشنِ اکبر کے ہے عجب تاثیر کہ جس کا ترجمہ ہے جوشنِ صغیر و کبیر
عقاب جلوہ گری میں ہے برق سے براق ازل سے پیرو دلدل ہے اور مرید براق

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

(61) اشعار

مثنوی

واقعہ شہادت حضرت علی اکبرؑ

مصوّرانِ[1] شبیہِ شکوہ و جاہ و جلال · محرّرانِ[2] حدیثِ عزا و رنج ملال
شبیہ کھینچتے ہیں ہم شبیہ احمدؐ کی · وفات لکھتے ہیں ہم صورتِ محمدؐ کی
وہ کون یوسفِ شبیرؑ اکبرِ اولاد · جوانا[3] مرگ و پُر ارمان و بیکس و ناشاد
عصائے[4] زندگیٔ بانوے خجستہ[5] سیر · صحیفہ بغلِ زینبؑ شکستہ جگر
ہزبر بیشۂ[6] جاہ و جلالِ شیرِؑ خدا · مگر اسیر کمندِ[7] قضاؔ و دام[8] بلا
چراغِ بزم مدینہ بہارِ باغِ عجم · ہمائے[9] اوجِ سعادت غزال[10] اہلِ حرم
بحسنِ یوسفِ کنعان بدرد و غم یعقوبؑ · رضا و صبر کے رتبے میں ثانیٔ ایوبؑ
جوان نیک ولے نامرادِ روزِ ازل · شباب[11] عمر میں وارفتۂ[12] عروسِ[13] اجل
نگینِ مُہرِ سلیمانِؑ کربلا اکبرؑ · شہید اوّل و شیدائے خالقِ اکبر
جنابِ مہدیٔ ہادی یہ کرتے ہیں ارشاد · کہ جب شروع ہوا دشتِ کربلا میں جہاد
سوار تازیوں[14] پر شہسوار ہونے لگے · حسینؑ امام پر غازی نثار ہونے لگے
ہوئی جو نوبتِ[15] اولادِ مرتضیٰؑ و عقیل · تو پہلے اکبرؑ غازی ہوئے شہید و قتیل[16]
بیان کرتا ہے راوی کہ اکبرؑ ذیشاں · پئے جہاد ہوئے جب کہ واردِ[17] میداں
شعاعِ نور سے میدان ہوگیا روشن · ہر ایک خار ہوا شمعِ وادیٔ[18] ایمن

1- تصویر بنانے والا 2- کاتب 3- جوانی میں مرنا 4- ڈنڈا 5- خوش فطرت 6- کچھار 7- موت کا پھندا
8- بلا کا جال 9- خیالی پرندہ 10- ہرن 11- جوان 12- گزر جانا 13- موت کی دلہن
14- عربی گھوڑوں 15 باری 16- قتل 17- داخل 18- حضرت موسیٰ سے وابستہ وادی

یہ جلوہ خاک کو اُس نورِ کبریا نے دیا
کہ ذرّے ذرّے کو خورشید صبحِ عید کیا

پکارتے ہوئے یہ پیک[1] برملا آئے
باہوش[2] باش کہ محبوبِ کبریا آئے

کہا کسی نے کہ لاریب[3] یہ پیغمبرؐ ہے
کوئی پکارا کہ یہ دبدبہ[4] میں حیدرؑ ہے

کہا کسی نے کہ نورِ خدا مجسّم[5] ہے
یہ افتخار سلیمانؑ و نوحؑ و آدمؑ ہے

عجب ضیا ہے عجب نور ہے عجب طلعت[6]
بدن میں حُلّہ[7] نورِ خدا کا ہے خلعت[8]

سپہرِ قدرت معبود ہے جبینِ مبین
بھویں ہلال ہیں اور کہکشاں ہے چینِ جبین

میانِ[9] چہرہ ہے بینی[10] کے طرفہ جلوہ گری
نشانی مصحفِ[11] اکبر کے بیچ میں ہے دھری

چمک وہ خال[12] کی روئے پُر آب وتاب میں ہے
کہ ہے سبھوں کو یقیں چاند آفتاب میں ہے

دہن[13] میں نامِ خدا کیا زبان ہے روشن
زبان شمع ہے اور طاقِ[14] نور ہے یہ دہن

خوشا[15] وہ عارض[16] و دو ابروے جبین سعید
یہ چودہویں کے ہیں دو چاند وہ ہلال دو عید

بدن میں جوشنِ[17] اکبرؑ کے ہے عجب تاثیر
کہ جس کا ترجمہ ہے جوشنِ[18] صغیر و کبیر

بدن پہ حُسنِ زرہ شاہدی[19] یہ دیتا ہے
فلک پہ چشمۂ خورشید لہریں لیتا ہے

زرہ کے حلقے جو داوؑد نے بنائے تھے
تو اپنی آنکھوں کے حلقے فقط لگائے تھے

زرہ پہ تیغِ علیؑ ولی ہے زیبِ کمر
ہوا ہے چشمۂ خورشید سے عیاں اژدر[20]

عقاب[21] جلوہ گری میں ہے برق سے براق
ازل سے پیروِ دلدل[22] ہے اور مرید براق

یہ وصف کرتے تھے اکبرؑ کا سب صغیر و کبیر
حیا سے سر بہ گریباں تھی میان میں شمشیر

1- نامہ بر 2- ہوش میں رہو 3- بے شک 4- شجاعت 5- سراپا 6- روشنی 7- جنتی لباس
8- لباس 9- درمیان 10- ناک 11- قرآن 12- تل 13- منہ 14- محراب 15- خوش بحال
16- رخسار 17- دعائیں 18- تحفظ 19- گواہ 20- اژدھا 21- شکاری پرندہ 22- رسول خدا کا گھوڑا

کہ ناگہاں یہ لگا کہنے ابنِ سعد لعین
دمِ نبرد[1] ہے یاور یہ جائے رحم نہیں

مٹادو نقشِ حبیبؐ خالقِ کونین
بجھا دو محفلِ ہستی سے اب چراغِ حسینؑ

یہ حکم سنتے ہی برسائے اہلِ شام نے تیر
نشانہ تیر جفا کا بنا دلِ شبیرؑ

علیؑ کے پوتے نے کھینچی جو ذوالفقارِ علیؑ
نسیمِ فتح گلستانِ معرکہ[2] میں چلی

جو بھوک پیاس میں اکبرؑ سے کارزار[3] ہوئی
ہر اک ضرب پہ روحِ علیؑ نثار ہوئی

مآلِ کار برابر ہوئی قضا ناگاہ
کہ عین[4] دل پہ لگا نیزۂ مخالف آہ

گرا جو خاک پہ وہ آفتاب حشر پناہ
زمیں پکاری کہ فریاد یا رسولؐ اللہ

سنان[5] پشت سے واں توڑ کر جگر نکلی
اِدھر خیام سے زینبؑ برہنہ سر نکلی

کروں بیان میں کیا بے قراریٔ زینبؑ
وہ بیکسی وہ غریبی وہ زاریٔ[6] زینبؑ

یہ شانِ دخترِ شیرِ الٰہ تھی اُس دم
حواس باختہ[7] دامن دریدہ[8] گردن خم

ردا کے کونے زمیں پر لٹکتے آتے تھے
زمین ہلتی تھی افلاک تھرتھراتے تھے

پکارتی تھی کہ اکبرؑ کدھر گئے ہے ہے
حسینؑ کہتے تھے زینبؑ وہ مر گئے ہے ہے

وہ پوچھتی تھی کہاں ڈھونڈوں میں کدھر جاؤں
حسینؑ بھائی دعا مانگو تم کہ مر جاؤں

مرے جواں کو نظر کس کی کھا گئی ہے ہے
دولہن نہ آئی اجل پہلے آگئی ہے ہے

گہے[9] یہ نالۂ پُر درد کرتی تھی آغاز
کہ جان جاتی ہے اکبرؑ مجھے سنا آواز

تصدق[10] اپنی جوانی کا اے جوانِ حسینؑ
بُلا لے پاس پھوپھی کو کہ روح ہے بے چین

مرے رفیق کہاں ایڑیاں رگڑتے ہو
پھوپھی کا ہاتھ نہیں آن کر پکڑتے ہو

1-وقت جنگ　2- جنگ　3- لڑائی　4- بالکل　5- تیر　6- رونا
7- حواس گمشدہ　8- پھٹا دامن　9- بعض اوقات　10-صدقے

مجھے امید تھی جس دم مروں گی اے پیارے
وصی تمھیں کو میں اپنا کروں گی اے پیارے

سرہانے بیٹھ کے میرے پڑھو گے تم یٰسین
پھوپھی کے شانے ہلاؤ گے تم دمِ تلقین

پر آہ آج کے دن کی نہ تھی خبر مجھ کو
کہ اپنے غم میں پھراؤ گے ننگے سر مجھ کو

میں کہتی تھی مجھے تم قبر میں اتاروگے
نہ یہ خبر تھی کہ پہلے تمھیں سدھاروگے

مرے جنازے پہ تم نے فغاں بلند نہ کی
پھوپھی کی قبر کی خاطر زمیں پسند نہ کی

تمھاری لاش کو تو باپ ڈھونڈ لائے گا
پھوپھی مرے گی تو تابوت کون اٹھائے گا

کبھی بقیہ کی جانب کو دیتی تھی یہ ندا
دُہائی فاطمہؑ اماں دُہائی یا زہراؑ

وہ ہم شبیہِ پیغمبرؐ جو میرا پیارا ہے
تمھارے بابا کی امت نے اس کو مارا ہے

وہ لمبے گیسوؤں والا مرا شہید ہوا
دہائی گود کا پالا مرا شہید ہوا

وہ میرا شیر جواں ہوگیا لہو میں لال
جسے شروع تھا اٹھارواں برس امسال

ابھی یہ کہتی تھی رو رو کے زینبؑ ناشاد
کہ آئی کان میں خیر النساؑ کی یہ فریاد

علیؑ کی بیٹی حسینؑ غریب کی خواہر
بتولؑ ہے شبِ ہفتم[1] سے یاں برہنہ سر

نثار قامتِ[2] اکبرؑ پہ ہوتی ہوں زینبؑ
میں تیرے پالے کے لاشے پہ روتی ہوں زینبؑ

صدائے فاطمہؑ سے اس کا دل ہوا صد پاش[3]
یہ نوحہ پڑھ کے لگی ڈھونڈنے پسر کی لاش

1-ساتویں کی شب 2-قد اکبر 3-سو ٹکڑے

مثنوی بے عنوان

غیر مطبوعہ

اس غیر مطبوعہ مثنوی کو عوام سے روشناس کرانے کا سہرا ڈاکٹر محمد زماں آزردہ کے سر ہے۔ موصوف اپنی شاہکار کتاب مرزا سلامت علی دبیر کے صفحہ (196) پر لکھتے ہیں انھیں مرزا صادق صاحب (ابن مرزا طاہر رفیع ابن مرزا اوج ابن مرزا دبیر) کے پاس ایک ایسی غیر مطبوعہ مثنوی ملی جس پر کوئی عنوان نہیں دیا ہے۔'' راقم کو بھی اس مثنوی کا پورا مخطوطہ مرزا آغا گوہر دبیری فرزند مرزا صادق مرحوم سے حاصل ہوا جو (31) صفحات پر مشتمل ہے اور پورا مخطوطہ اس کتاب میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ مثنوی بے عنوان جو دبیر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے محفوظ ہوجائے اور صاحبان تحقیق وتنقید اس پر آنے والے وقتوں میں اظہار خیال کرسکیں۔ مخطوطہ میں (31) اکتیس صفحات اور اس کا سائز 25x15 سینٹی میٹر ہے۔ بعض صفحوں میں چار اور بعض میں چالیس پچاس اشعار لکھے گئے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مثنوی خام مسودہ کی شکل میں ہے۔ ڈاکٹر آزردہ نے لکھا ہے کہ ''گمان غالب ہے کہ یہ بخط مرزا دبیر ہے لیکن ہماری تحقیق اور دبیر مرحوم کے مستند کاغذات سے یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ مثنوی دبیر ہی کے خط سے لکھی گئی جس پر دبیر نے نظر ثانی بھی کی اور چند مصرعوں میں تبدیلی اور چند اشعار کو قطع بھی کردیا۔ اس مثنوی میں (518) اشعار ہیں اور (9) شعروں کو کاٹ دیا گیا ہے۔ چھ سات اشعار مخطوطہ کو بیاضی شکل دینے میں جزوی طور پر مجروح ہوئے ہیں۔

مرزا دبیرؔ کا خط پڑھنا بعض مقامات پر اس لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ اغلب الفاظ پر نقطے نہیں لگاتے اور اسی طرح ک گ اور کئی دوسرے حرفوں میں فرق نہیں کرتے تھے۔ بعض مقامات پر لفظ اور حروف جما کر لکھتے اور بعض مقامات پر آڑی ترچھی لکیروں سے کام لیتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ قدیم طرز پر الفاظ کو ملا کر لکھتے تھے چناں چہ یہ تمام نکات اس کتاب میں ان کی مثنوی سے ظاہر ہیں۔ اس مثنوی میں دبیرؔ نے دو مقام پر اپنا تخلّص استعمال کیا ہے۔

دبیرؔ اب تردّد کا ہے سامنا ٹھہرا سنبھلنا قلم تھامنا

دبیرؔ اس قدر عذر بس بس خموش خدا نے دیے ہیں تجھے چشم و گوش

مثنوی بے عنوان کی تاریخ تصنیف یا مادۂ تاریخ نہیں۔ مثنوی کے شروع میں یہ عبارت ملتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین

اس کا اختتام اس تحریر پر ہوتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین و صلوٰۃ اللہ علی محمد و آلہٖ الطاہرین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین

اس مثنوی کو اب تک صرف چند انگشت شمار افراد نے سرسری طور پر دیکھا ہے اور اس کی تحریر سے بعض اشعار شاید طویل مدت تک پوری طرح سے پڑھے نہ جا سکیں اس لئے پہلی بار اس غیر مطبوعہ مثنوی بے عنوان کو من وعن اس کتاب میں جگہ دی گئی ہے۔ اس مثنوی پر کیوں کہ تبصرہ اور تنقید نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ہم یہاں جو بھی مواد مطبوعہ تحریروں میں پراگندہ ہے اُسے بھی شامل کر رہے ہیں۔ ہمیں اس مثنوی پر صرف تین حوالے ملے۔ پہلا حوالہ ڈاکٹر مرزا محمد زماں آزردہ کا ہے جو مرزا دبیرؔ کی مثنویات کے عنوان سے ماہ نامہ تعمیر سری نگر میں جولائی 1980 میں شائع ہوا۔ دوسرا اقتباس بھی ڈاکٹر مرزا محمد زمان آزردہ کا ہے جو ان کی تصنیف مرزا سلامت علی دبیرؔ مطبوعہ 1981ء میں من وعن مرزا دبیرؔ کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی کے عنوان سے صفحہ (196) الی (201) پر موجود ہے۔ تیسرا حوالہ پروفیسر اکبر حیدری کا ہے جو انھوں نے باقیات دبیرؔ کے صفحہ (12) پر نقل کیا۔ پروفیسر اکبر حیدری لکھتے ہیں "راقم الحروف کی نظر سے مرزا دبیرؔ کی ایک اور غیر مطبوعہ قلمی مثنوی گزری ہے۔ وہ بھی صادق صاحب کے ہاں موجود تھی۔ اس میں نادر شاہ کے حملۂ ایران اور دہلی کے واقعات بیان کئے

گئے ہیں ۔مثنوی کا کوئی عنوان نہیں رکھا گیا ہے ۔ بیچ بیچ میں کاٹ چھانٹ اور ترمیمیں بھی ہیں ۔ غالباً مصنف کے ہاتھ کی ہیں ۔ کیونکہ مثنوی نایاب اور نادر ہے اس لئے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں ۔ اس کے موصوف نے چوبیس (24) اشعار لکھے ہیں ۔

پروفیسر آزردہ نے اپنے اقتباس میں چھیالیس (46) اشعار کے ساتھ ساتھ مثنوی کے آخری صفحہ کی فوٹو کاپی بھی شائع کی ۔ پروفیسر آزردہ لکھتے ہیں ۔ یہ ایک عجیب وغریب مثنوی ہے اگر چہ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا دبیر نے اسے اپنی شاعری کے ابتدائی ایّام میں نظم کیا ہوگا مگر اس سے جس تاریخی شعور کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا دبیر کو نہ صرف اسلامی تاریخ اور اس کے واقعات سے دلچسپی تھی بلکہ عام سیاسی تاریخ سے بھی انھیں دلچسپی تھی ۔ چناں چہ اس مثنوی میں دہلی کے تاریخی حالات ملتے ہیں ۔شیر شاہ کا غلبہ، ہمایوں کی جلا وطنی، اس کا شاہ ایران سے مدد طلب کرنا، نادرشاہ کا دہلی آنا اور عہد محمد شاہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں ۔قرین قیاس ہے کہ یہ کسی نثری قصہ کو نظم کی صورت دی گئی ہے یا کسی منظوم مثنوی کا ترجمہ ہے ۔ اغلب ہے کہ یہ ماخذ کوئی فارسی کی کتاب رہی ہوگی ۔ اس مثنوی کا مقصد واضح نہیں ممکن ہے محض تفنن کے لئے کہی ہو ۔منظر نگاری نہ ہونے کے برابر ہے ۔ نادرشاہ کے کردار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔زبان وبیان میں دلکشی ہے ۔مسودہ نقل بھی نہیں ہوا ہے بلکہ ہنوز مسودہ کی شکل میں ہے ۔ اس کا دوسرا نسخہ بھی دستیاب نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ کوئی اس مثنوی کی نشاندہی نہ کرسکا ۔ جو نام اس مثنوی میں آئے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں ۔

ہند ۔ ایران ۔ کابل ۔ قندھار ۔ اٹک ۔ ہمسہ ۔ نادرشاہ ۔طماس ۔ شاہ صفی ۔محمد شاہ ۔ صمد خان ۔ ناصر ۔دارشکوہ ۔مظفر خان ۔علی خان قزلباش ۔خان معظم ۔مہر النسأ وغیرہ ۔

ڈاکٹر حیدری نے کچھ ناموں کا اس طرح اضافہ کیا ہے ۔ ابراہیم خان، ہادی علی خان، محمد شاہ قمر الدین، سیف خان وغیرہ ۔

اگر چہ پوری مثنوی اس کتاب میں موجود ہے لیکن کیوں کہ اس کا پڑھنا مشکل اور بعض اشعار کا پڑھنا محال ہے راقم اس وقت صرف نمونہ کے طور پر چند اشعار پیش کررہا ہے ۔ آئندہ فرصت میں پوری مثنوی بخط خواندہ مع تشریحات پیش ہوگی ۔

وہ ٹیڑھی کلاہ اور وہ ترچھی نگاہ   یہ چاہا کہ سیدھا کروں اب چنغہ

پلا جلد ساقی شراب رواں　　　کہ نادر چلا سوئے ہندوستاں
غرض سلطنت پر جو قادر ہوا　　　تو ہر کام نادر سے نادر ہوا

ہمایوں کے سلسلے میں شہ ہند کو لکھے گئے خط کے بارے میں نظم کرتے ہیں:

پر اوّل یہ جانے سے آیا خیال　　　شہِ کشور ہند کو لکھ یہ حال
اگرچہ بڑی ہے بہت شانِ ہند　　　پر اُن کا ہے ممنون سلطانِ ہند
کہ غالب ہوا جس گھڑی شیر شاہ　　　ہمایوں نے لی کوہ دہاموں کی راہ
یہاں شاہ طہماس تھے بادشاہ　　　ہمایوں ہوئے ان سے امداد خواہ
ہوا بس امداد پر وہ دلیر　　　کہ تھا بیشہ نسل حیدر کا شیر
کہا جد ہمارے ہیں شیر خدا　　　ہر ایک وقت میں سب کے مشکل کشا
گئے دشت میں یک بیک شہر سے　　　چھوڑا لائے سلمان کو شہر سے
وہاں شیر تھا اور یہاں شیر شاہ　　　ہمایوں کو اس شیر سے دو پناہ

سلطنت دہلی کا حال بھی اکثر اشعار میں نظم کیا ہے۔ نادر جو ایران سے دہلی آجاتا ہے اس کا حال اور تاریخ (ہجرت کی تاریخ) بھی کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کہا پھر بلا سے جو ہوئے وہ ہو　　　لکھا نامہ اس نے شہِ ہند کو
کتابت دی اک مرد ہشیار کو　　　روانہ ہوا آپ قندہار کو
صحیفہ کیا نامہ بر نے حصول　　　چلا جانب ہند بن کر رسول
لئے خط و سوغات ایران سے　　　وہ دِلّی میں آیا بڑی شان سے
مورخ نے ہجرت کے سن برمحل　　　لکھے گیارہ سے اور ہفت و چہل
لکھا ہے کہ دلی میں باعز و جاہ　　　محمد شاہ ان روزوں تھا بادشاہ

دہلی میں خط کے تاثر اور نادر کی وقعت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

سبک تھا وہ خط پیشِ خورد و کلاں　　　حسینوں میں جیسے خطِ عاشقاں
ہوا خوار نادر کے خط سے وکیل　　　خط رخ سے معشوق جیسے ذلیل
ایران دہلی تھے یوں ہمکلام　　　کہ نادر ہے کس بے لیاقت کا نام

بڑا کاٹ سمجھا ہے تلوار میں   کہ ایران سے آیا ہے قندہار میں
پڑھے لکھے سے کب ہوئے خطا   برابر کا خط بادشاہ کو لکھا
کتابت میں طور مساوات ہے   یہی چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے
کہاں کا اسے شاہ سے ربط ہے   یقیں ہے کہ مردک کو کچھ ضبط ہے
فلک کے مقابل ہوئی ہے زمیں   کوئی اس کو سمجھانے والا نہیں
کہ بابا کہاں تو کہاں بادشاہ   یہ کوہ شکوہ اور تو اک برگ کاہ
یہ بیٹھے بٹھائے تجھے کیا ہوا   ارے فصد کھلوا جو سودا ہوا
غرض مثل مکتوب تھا پیچ و تاب   اڑھائی برس بعد لکھا جواب

اڑھائی برس کے بعد جواب پانے پر نادر کے تاثرات اس طرح نظم کئے ہیں:

پڑھا نامہ نادر نے جو ایک بار   بڑھا اور اس خط سے دل کا غبار
نگاہ غضب سطروں میں گڑ گئی   جبیں پر شکن قہر کی پڑ گئی
سوئے ہند فی الفور راہی ہوا   نزول عتاب الٰہی ہوا

سلطنت دہلی کا بعض اشعار میں خوب نقشہ کھینچا ہے کہ بادشاہ کس طرح لہو ولعب میں مشغول تھا اور اسی کے جاں نثار بے دست و پا ہو رہے تھے۔ جب نادر حملہ آور ہوا تو کابل کے صوبہ دار نے کمک کے لئے عریضہ بھیجا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ مرزا دبیرؔ کے اشعار میں اس کو ملاحظہ فرمائیں:

لکھا ہے کہ زمان رفیع المقام   قوانین میں جس کا ناصرؔ ہے نام
شہِ ہند کا ناصر و جاں نثار   ہمہ سے کابل کے تھے صوبہ دار
شہِ ہند کو اس نے کی عرضداشت   نہ کوئی دقیقہ کیا واگذاشت
لکھا یہ ہے تشویش بے حد ہوئی   خبردار نادر کی آمد ہوئی
سمجھ کر کچھ ارشاد فرمایئے   کمک کے لئے فوج بھجوایئے
لڑوں گا میں حضرت کے اقبال سے   بھگاؤں گا اس کو برے حال سے
نہ تھا عیش سے بادشاہ کو فراغ   جواب عرائض کا کس کو دماغ
عجب حشر دلّی میں برپا ہوا   شہ ہند چونکا ارے کیا ہوا

اس مثنوی میں اکثر جگہوں اور شخصیتوں کے نام آئے ہیں جن میں سے بعض کو نظم کرنا آسان نہیں تھا۔ چنانچہ مرزا دبیرؔ نے بھی اس مشکل کا اعتراف کیا ہے۔

دبیرؔ اب ترڈد کا ہے سامنا ٹھہرنا سنبھلنا قلم تھامنا
یہ منزل وہ تاریک و باریک ہے کہ بے مشعلِ عذر ہوگی نہ طے
یہ ہے گو کہ بحر تقارب مگر کئی نام ہیں وزن سے دور تر
تکلف سے داخل کئے ہیں وہ نام کلام ان کی صحت میں ہے لا کلام
ولے شاعروں کا یہ ہے امتیاز ہے مالا بجور ان کی خاطر جواز
ہے اس قول سے تو غلط ہی صحیح کہ ہے مذہب شاعرانِ فصیح
بہرحال سب سے یہ ہے التجا چھپانا خطا کو بچشم عطا
دبیرؔ اس قدر عذر بس بس خموش خدا نے دئے ہیں تجھے چشم و گوش

اختتام کے چند شعر یہ ہیں:

ہوئے شاہزادوں سے وہ ہمکنار کیا اوس نے والد کی طرح سے پیار
کرم سے دیا ہاتھ میں اس کے ہاتھ چلا چاہ سے بحر قطرے کے ساتھ
درخیمہ پہ جلد حاضر ہوا بغل گیر شرما کے نادر ہوا
دو چنداں ہوئی چشم کی آب وتاب کہ اک برج میں آئے دو آفتاب

کتابیات

آب حیات	مولانا محمد حسین آزاد	رام نراین بینی مادھو الہ آباد ۱۹۶۴ء
ابواب المصائب	مرزا سلامت علی دبیرؔ	شاہد پبلی کیشنز، نئی دہلی ۔ ۲۰۰۴ء
اردو مرثیہ میں مرزا دبیرؔ کا مقام	ڈاکٹر مظفر حسن ملک	مقبول اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۶ء
اردو مثنوی شمالی ہند میں	ڈاکٹر گیان چند جین	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی ۱۹۸۷ء
المیزان	سید نظر الحسن رضوی فوق	مطبع فیض عام، علی گڑھ، ۱۹۱۶ء
اردو مثنویاں	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	قومی کونسل برائے فروغ زبان ۲۰۰۱ء
اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں	سید محمد عقیل رضوی	اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء
اردو غزل نعت اور مثنوی	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	الوقار پبلی کیشنز ۲۰۰۴ء
باقیات دبیرؔ	ڈاکٹر اکبر حیدری	اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ ۱۹۸۰ء
تاریخ اردو ادب	جمیل جالبی	زریں آرٹ پریس، لاہور ۱۹۱۸ء
تلاش دبیرؔ	کاظم علی خاں	نصرت پبلشرز، امین آباد، لکھنؤ ۱۹۷۹ء
تاریخی مثنویاں	کندن لال کندن	ایس کے آفسٹ پریس، دہلی ۱۹۹۱ء
دبستانِ دبیرؔ	ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۶۶ء
حیات دبیرؔ حصہ اول	افضل حسین ثابتؔ لکھنوی	مطبع سیوک سیٹم پریس، لاہور ۱۹۱۳ء
دفتر ماتم جلد بستم	مرزا دبیرؔ	مطبع احمدی لکھنؤ ۱۹۹۶ء

رزم نامہ دبیر	سرفراز حسین خبیر لکھنوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۵۴ء
سبع مثانی	سرفراز حسین خبیر لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۲ء
سلک سلام دبیر	مرتب: ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
شعر العجم جلد چہارم	شبلی نعمانی	مطبع معارف، اعظم گڑھ
شاعر اعظم مرزا دبیر	ڈاکٹر اکبر حیدری	اردو پبلشرز، لکھنؤ ۱۹۷۶ء
شمس الضحیٰ	مولوی صفدر حسین	مطبع اثنا عشری، دہلی ۱۲۹۸ھ
کاشف الحقائق	امداد امام اثر	مطبع اسٹار آف انڈیا ۱۸۹۷ء
طالع مہر	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
مرزا دبیر اور ان کی مرثیہ نگاری	ڈاکٹر نفیس فاطمہ	لیتھو پریس، پٹنہ ۱۹۸۷ء
مرزا سلامت علی دبیر	پروفیسر محمد زمان آزردہ	مرزا پبلشرز، حسن آباد، سری نگر ۱۹۸۵ء
میر تقی میر کلیات	میر تقی میر	لاہور
مجتہد نظم مرزا دبیر	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۴ء
موازنہ انیس و دبیر	شبلی نعمانی	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۱۹۸۸ء
مقدمہ شعر و شاعری	الطاف حسین حالی	دہلی
نادرات دبیر	ڈاکٹر صفدر حسین	چمن بک ڈپو، دہلی ۱۹۷۷ء